

## اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پہلا اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز ہفتہ مورخہ 18 اگست 2018ء (۲۶ ذوالحجہ 1439 ھجری)

| نمبر شمار | مندرجات                                             | صفحہ نمبر |
|-----------|-----------------------------------------------------|-----------|
| 1         | تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔                           | 03        |
| 2         | نواب شناء اللہ زہری، رکن اسمبلی کی حلف برداری۔      | 04        |
| 3         | وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے لئے ووٹنگ۔                  | 07        |
| 4         | مشترکہ مذمتی قرارداد منجاب ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ۔ | 130       |
| 5         | اجلاس برخاستگی گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔          | 134       |

## ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو  
 ڈپٹی اپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین  
 ائیشنس سکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن  
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

بروزہ هفتہ مورخہ 18 اگست 2018ء (۲ ذوالحجہ 1439 ہجری) بوقت صبح 11 بجھر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر، میر عبدالقدوس بزنجو، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

يٰيُهَا الَّذِينَ امْنَوْا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أُولَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَفْعُلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ وَانْفَقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخْرَجْتَنِي إِلَى أَجَلِ قَرِيبٍ فَاصْدَقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ وَلَنْ يُوَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المناافقون آیت نمبر ۹ تا ۱۱

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اے ایمان والو! غافل نہ کردے تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے۔ اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں جھوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا، اس سے پہلے کہ آپنچھے تم میں کسی کو موت۔ اب کہے اے رب! کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آپنچا اُس کا وعدہ۔ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

**جناب اسپیکر:**

جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ پھر ملک صاحب کو اجازت دوں گا۔ نواب شناء اللہ زہری صاحب! آپ اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔ میں حلف پڑھتا ہوں آپ میری تقلید کریں۔

(اس دوران معزز کرنے صوبائی اسمبلی نواب شناء اللہ زہری نے حلف اٹھایا۔ اور ڈیک بجائے گئے)

**جناب اسپیکر:**

نواب صاحب! آپ کو چیئرمین کی طرف سے مبارک ہو۔ کارروائی شروع کرنے سے پہلے ہاؤس کی توجہ چاہیے کیونکہ یہاں بہت سارے ہمارے سینئر زوجوں کے مسلسل آرہے ہیں۔ اور کچھ ہمارے نئے ساتھی ہیں جو شاید ان کو تھوڑا بہت ہاؤس کے بارے میں یا ہاؤس کے اندر اور چیئرمین کے بارے میں یا سیکرٹریٹ کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ہے۔ اکثریت نئے ہے، اس دفعہ، کچھ معزز ایسے ہیں پتہ نہیں ان کو بار بار عوام کیوں بھیجتے ہیں۔ کچھ اسی طرح کے۔ کچھ معزز ہیں، ان کو نہیں کہہ سکتا ہوں۔ تو ہاؤس میں اگر چیئرمین کے بارے میں معزز اراکین اسمبلی کو کچھ کہنا ہو یا ان کے ذہن میں ہوں، وہ direct address یہاں چیئرمین کو address نہیں کر سکتے۔ وہ چیئرمین میں بات کر سکتے ہیں، یا سیکرٹریٹ کے حوالے سے کوئی بات کرنی ہو، وہ بھی چیئرمین میں بات کر سکتے ہیں، یہاں ہاؤس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں کر سکتے اگر کوئی تحفظات ہوں۔ چاہے سیکرٹریٹ کے بارے میں یا چیئرمین کے بارے میں۔ سینئر تو جانتے ہیں لیکن کچھ سینئر تو جانتے ہوئے بھی وہ بہت کچھ کر لیتے ہیں۔ اب کارروائی کا باقاعدہ آغاز کیا جاتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 130 کے جزو 3 اور 4 جسے قواعد و انصباط کا رہنمای بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدے نمبر 15 کے ساتھ پڑھا جائے، کے تحت وزیر اعلیٰ کا انتخاب۔

**ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ:**

ایک اہم issue ہے۔ تحریک اتو اچونکہ قواعد کے حوالے سے آج پیش نہیں کی جاسکتی، چونکہ آج معزز وزیر اعلیٰ کا انتخاب ہو رہا ہے۔ تو قاعدہ 201 کے تحت point of public importance جو ہے۔

**جناب اسپیکر:**

جی ملک صاحب۔ آئین کے آرٹیکل 130 کے مطابق آج کے دن اس کارروائی کے آپ کوئی اور چیز نہیں لاسکتے۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:**

آپ کے قواعد کے تحت قاعدہ 201 کے تحت۔

**جناب اسپیکر:**

پاکستان کے آرٹیکل 130 کے تحت آپ کوئی اور چیز زیر بحث نہیں لاسکتے۔ اب کارروائی شروع کر لیتے ہیں۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:**

It is point of Public Importance. بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں سے متعلق ایک

پوائنٹ ہے۔

**جناب اسپیکر:**

کارروائی کے بعد۔ ملک صاحب! قانون کے مطابق، رولز 15 کے مطابق بھی آپ نہیں کہہ سکتے تو مہربانی کر کے رول 15 کو پڑھیں۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:** رول 15 تو آپ کے اس برس کے حوالے سے۔ اسلئے تمیں نے اس کو کرتے ہوئے follow adjournment motion نہیں لایا۔ 201 ہے۔ The Speaker shall after the disposal of business on the order of the day allocate time for raise points of Public Importance.

**جناب اسپیکر:**

پہلے رولز 15 کو پڑھیں، پھر باقی کو سمیں کر لیتے ہیں نا۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:**

صرف public importance کا نہیں ہے بلکہ دنیا کے مسلمانوں کا ہے۔ ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں سرورِ کائنات حضور اقدس ﷺ کے گستاخانہ خاک کے پیش کئے گئے ہیں۔ اور بار بار اس طرح ہو رہے ہیں۔ اور اس پر بولنا بھی ضروری ہے۔ اور جہاں نوٹس میں یہ لانا بھی ضروری ہے۔ ابھی ٹائم دیتے ہیں یا برس کے بعد پھر دیتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

جی کارروائی، برس کے بعد انشاء اللہ آپ کو ٹائم دینگے۔

**ملک سعیدرخان ایڈو کیٹ:**

تحقیک یو۔

**جناب اسپیکر:**

انتخاب کے آغاز سے قبل اسپیکر اسٹبلی کے روبرو امیدواروں کے نام اس ترتیب سے پکارے جائیں گے جس ترتیب سے ان کے کاغذات نامزدگی موصول کئے گئے ہیں۔ اور پھر گوشوارہ ششم میں بیان کردہ طریقہ کار کے مطابق انتخاب کا عمل شروع کیا جائیگا۔ تو اعدمو انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 نکے گوشوارہ ششم کے تحت وزیر اعلیٰ کے انتخاب سے متعلق طریقہ کار پڑھ کر سنا تا ہوں تاکہ معزز اراکین اسمبلی کیلئے انتخابی عمل میں حصہ لینے کیلئے آسانی ہو۔ ووٹوں کے آغاز سے قبل اسپیکر ہدایت دے گا کہ 5 منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں تاکہ جو معزز اراکین اسمبلی ہاں میں موجود نہیں ہیں، وہ آجائیں۔ گھنٹیوں کی آواز بند ہونے کے فوراً بعد لابی کے تمام دروازے بند کئے جائیں گے اور اسمبلی ٹاف کو ان داخلی دروازوں پر اس وقت تعینات کر دیا جائیگا جب تک ووٹوں کا مرحلہ مکمل نہیں ہوتا ان راستوں سے کسی کو باہر یا اندر آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اور صرف ہال میں موجود اراکین اسمبلی اپنے ووٹ ریکارڈ کر سکیں گے۔ وزیر اعلیٰ کے انتخاب سے قبل جن امیدواروں کے کاغذات نامزدگی درست قرار دیئے گئے ہیں، ان کے ناموں کا اعلان ہاؤس کے سامنے کیا جائیگا۔ اور معزز اراکین سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس امیدوار کے حق میں ووٹ دے گا۔ اور اس طرح ایک ایک ووٹ کے ذریعے یہ مرحلہ ہوگا۔ اس مرحلے کے لئے تعینات عملہ ووٹ ریکارڈ کرے گا۔ ڈیک پر پہنچنے پر مذکورہ قوانین کے تحت ہر رکن کو ڈویژن نمبر دیا جائیگا، اس کے بعد ڈویژن لسٹ میں اپنا نمبر جس کے بناء پر ان کے نام پکارے جائیں گے۔ جب یقین ہو جائے کہ اسکا ووٹ مناسب طور پر ریکارڈ ہو گیا ہے تو معزز رکن اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں جائے گا جب تک teller کی جانب سے اس سے آواز نہ آئے۔ مگر اپنا ووٹ ریکارڈ کرنے کے بعد اس وقت تک ہاں میں دوبارہ نہیں آئے گا جب تک اسپیکر کو تسلی ہو کہ ووٹ کے خواہشمند تمام معزز اراکین نے اپنا ووٹ ریکارڈ کر دیا ہے۔ تو اسپیکر یہ اعلان کرے گا کہ ووٹوں کا مرحلہ مکمل ہوا ہے۔ اس کے بعد اسپیکر یہ ڈویژن لسٹ اکھٹا کر کے ووٹوں کی گنتی کرے گا۔ اور ریکارڈ ووٹوں کا متیجہ اسپیکر کو پیش کرے گا۔ اور اسپیکر یہ ہدایت دے گا کہ دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں تاکہ معزز اراکین ہاں میں دوبارہ آجائیں۔ گھنٹی کی آواز بند ہونے کے بعد اسپیکر اسٹبلی کے سامنے نتائج کا اعلان کرے گا۔ اب وزیر اعلیٰ کے انتخاب کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ 5 منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(11:55 پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

**جناب اسپیکر:**

ایوان کے تمام دروازے بند کئے جائیں۔ اب میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 18 کے تحت وزیر اعلیٰ کے انتخاب کیلئے امیدواروں کا نام پڑھ کر سنا تا ہوں۔ پہلا، میر یونس عزیز زہری صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے دو کاغذاتِ نامزدگی جمع ہو گئے تھے۔ مورخہ 17 اگست 2018ء بوقت 01:00 بجے بعد از دو پھر موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے پہلے موصول ہونے والے کاغذاتِ نامزدگی قبول کئے جاتے ہیں۔ جام کمال صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے تین کاغذات نامزدگی مورخہ 17 اگست 2018ء بوقت ساڑھے تین بجے سے پھر موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے پہلے موصول ہونے والے کاغذاتِ نامزدگی قبول کئے گئے ہیں۔ جن میں سے پہلے موصول ہونے والے کاغذاتِ نامزدگی کے درج ذیل ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔ میر یونس عزیز زہری رکن صوبائی اسمبلی جن کے تجویز کنندہ جناب شام لال، رکن اسمبلی اور تائید کنندہ جناب نصیر احمد، رکن صوبائی اسمبلی تھے۔ جبکہ جام کمال صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کے تجویز کنندہ جناب محمد عارف رکن، صوبائی اسمبلی اور تائید کنندہ جناب دیش کمار، رکن صوبائی اسمبلی تھے۔ اب دو امیدواروں کے درمیان وزیر اعلیٰ کے عہدے کیلئے مقابلہ ہو گا۔ میر یونس عزیز زہری، رکن، صوبائی اسمبلی۔ جام کمال خان صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔ وہ معزز ارکین اسٹبلی جو جام کمال صاحب، رکن، صوبائی اسمبلی کو اپنا وٹ ریکارڈ کرانا چاہتے ہیں، وہ میرے باہمی طرف (لابی اے) کی جانب تشریف لے جائیں اور ڈیک پر تعینات اسمبلی عملی کو اپنا وٹ ریکارڈ کرانا چاہتے ہیں، وہ معزز ارکین اسٹبلی جو یونس عزیز زہری صاحب، رکن، صوبائی اسمبلی کو اپنا وٹ ریکارڈ کرانا چاہتے ہیں، وہ میرے سامنے والی (لابی بی)، لاہوری کی جانب تشریف لے جائیں۔ اور ڈیک پر تعینات اسمبلی کے عملی کو اپنا وٹ درج کرائیں۔ ووٹنگ کا عمل شروع کیا جائے۔ ایک ایک کر کے جائیں۔

(اب ووٹنگ کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ معزز ارکین اسٹبلی اپنے ووٹ کا سٹ کرنے جارہے ہیں)

**جناب اسپیکر:**

اور کوئی میرے خیال میں ہال میں نہیں بچا ہے۔ ووٹنگ کا عمل complete ہو چکا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی voting count کر کے result پیش کریں۔ دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں تاکہ ارکین اسٹبلی دوبارہ ہال میں تشریف لائیں۔ ایک منٹ کے بعد بجائی جائیں۔ اب گھنٹیاں بجائی جائیں تاکہ ارکین اسٹبلی

دبارہ ہال میں تشریف لائیں۔

(12) بجکر 20 منٹ پر گھنٹیاں بجائی گئیں۔ اور ارکین اسمبلی دبارہ ہاؤس میں تشریف  
لائے۔

result announce کرنے سے پہلے کچھ ضروری باتیں۔ کیونکہ جب تک میں تمام procedure نہیں پڑھ کر سناؤں اور اپنی طرف سے مبارکباد نہ دیں، کچھ لوگوں کو بہت جلد بازی ہوتی ہے، مبارکباد دینے کے لیے۔ وہ اپنی چیئر پر بیٹھیں۔ کارروائی کے بعد اگر کسی نے مبارکباد دینی ہے، وہ دے دیں۔ کچھ سینئر لوگ ہیں، لیکن ان کو، ہاؤس میں کچھ کھایا نہیں جاتا میرے خیال میں کھانا پینا ہاؤس کے تقدس کو پامال کرنے کے متادف ہے۔ اُس کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اب میں وزیر اعلیٰ کے انتخابی رزلٹ کا اعلان کرتا ہوں۔

ٹوٹل ووٹ کا سٹ ہوئے 59۔

جامع کمال خان صاحب، رکن، صوبائی اسمبلی نے 39 ووٹ حاصل کیے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جبکہ میر یونس عزیز زہری، رکن، صوبائی اسمبلی نے 20 ووٹ حاصل کیے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

اس طرح میں ایوان کی اکثریت کا ووٹ حاصل کرنے پر جام کمال خان صاحب، رکن، صوبائی اسمبلی کو قائد ایوان منتخب ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جام صاحب! آپ کو قائد ایوان بننے پر مبارکباد ہو، اب آپ قائد ایوان کی چیئر را جائیں۔ جو معزز ارکین مبارکباد کے بارے میں تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

میرے پر آپ اگر اجازت دیں۔

جناب اسپیکر:

کارروائی کے دوران آپ مبارکباد بھی دیں اور اس کو بھی کریں۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

جیسے جناب کا حکم ہو۔ مجھے اگر موقع دیں، کیونکہ بڑا important point کی افادیت نہیں رہے گی۔ میں گزارش کروں گا کہ مجھے اس point کو پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب اسپیکر:

چلےں ملک صاحب پیش کریں

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

thank you جناب اپنیکر صاحب، جناب! ہالینڈ کا پارلیمنٹ نے توہین رسالت پر مشتمل گستاخانہ اور اشتغال انگیز خاکوں کی نمائش کی ہے۔ سرویر کائنات محمد ﷺ کی توہین کی گئی ہے اور وہ بھی پارلیمنٹ میں۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمنٹ ہی کی طرف سے انہیں ایسا جواب ملنا چاہیے جس سے آئندہ کسی کو اس قسم کی جرأت نہ ہو۔ جناب اپنیکر! مغرب کی طرف سے بارہا سرور کائنات ﷺ کی شان میں توہین کی کوشش کی گئی ہے۔ جسے ہم ایک منصوبہ سمجھتے ہیں سرور کائنات ﷺ کی توہین سے تمام دُنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے اُنہیں سخت دُکھ پہنچا ہے۔ اور یہنا قابل معافی جرم ہے۔ مسلمان اپنے آخری پیغمبر ﷺ یا شعائر اللہ اور شعائرِ اسلام کے بارے میں کسی قسم کی توہین کی سخت مخالفت بھی کرتے ہیں اور اس پر جانیں دینے کے لیے ذرہ بھر بھی وقت نہیں لگاتے۔ اس لیے اگر یہ کارروائی اگر اس طرح ہوتی رہی تو پوری دُنیا میں ایک ایسی آگ لگ جائے گی کہ اس کو پھر بجھانا مشکل ہو گا۔ کیونکہ مسلمان اپنے دین پر قربان ہونے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ جو حرکت ہے یہ تمام دُنیا کے مسلمانوں کے لیے ایک challenge ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس سے اس امر کو move کیا جائے یا حکومت پاکستان Article 40 کے تحت حکومت پاکستان کا principles of polices کے اندر ایک stand ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان کو اپنے stand پر قائم رہتے ہوئے دُنیا کو بد امنی سے بچایا جائے۔ اور peace and tranquility اس دُنیا میں قائم رکھنے کے لیے بھی ایسے مذموم حرکات کی پابندی اور اس کے مرتكب لوگوں کو سزاۓ واقعی ضروری ہے۔ جناب اپنیکر! میں جناب کی توجہ Article 40 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan کی طرف دلاتا ہوں:-

The State shall endeavour to preserve the strengthen fraternal relations among Muslim countries based on Islamic unity, support the common interest of the people of Asia, Africa and Latin America, promote international peace.

It is very important Mr.Speaker! promote international peace and security, foster goodwill and friendly relations among all the Nations and encourage the settlement of international disputes by peaceful means.

میری گزارش ہے کہ حکومت پاکستان سے یہ کہا جائے کہ اگر international peace کی جو ہمارے Constitution کی demand ہے اگر جو پاکستان کے Constitution کی dispute کون سا ہوگا کہ اقوام متحده میں بھی کسی کے نہب کی تو ہین کو جرم قرار دیا جاتا ہے۔ میں الاقوامی disputes کو international law کے تحت بھی کسی کے نہب کی تو ہین کو جرم قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ہائینڈ اتنا طاقتور ہے اسے کون کہتا ہے کہ وہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو ہین کے لیے پارلیمنٹ میں گستاخانہ خاکے پیش کرے۔ میں گزارش کرتا ہوں جناب اسپیکر! اس پر انتہائی سخت اقدامات کیئے جائیں۔ ہم آقائے ناما ﷺ پر تو ہین کے سلسلہ میں مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی خطے کا بھی کیوں نہ ہوں، اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ Thank you جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:**

جی شکر یہ ملک صاحب۔ ملک صاحب! آپ اس کی بابت باقاعدہ نہ متی قرارداد ایوان میں پیش کریں۔ ایوان کی رائے سے مذکورہ قرارداد کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ جی۔

**ملک سکندرخان ایڈووکیٹ:**

جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے قائد ایوان اور تمام معزز اراکین کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کے لیے کہ ان گستاخانہ خاکوں کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لیے میرا خیال ہے آج ہی۔ بڑی مہربانی جی۔

**جناب اسپیکر:**

باقاعدہ تحریری اس کو جمع کریں۔ تقریبی جل رہی ہے باقاعدہ اس سیشن میں آپ جمع کریں۔ اس کے لئے آپ کو time دیں گے۔

**ملک سکندرخان ایڈووکیٹ:**

بڑی مہربانی جی۔

**سید محمد فضل آغا:**

جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:**

جی۔ کس چیز پر بات کریں گے؟ وہ اُس میں آرہا ہے وہ اُس پر پھر باقاعدہ آپ کو time دیا جائے گا۔ جی، جی شکریہ آغا جان۔ روایت یہ ہیں کہ یہاں بلوچستان میں پہلے تمام ممبرز بولیں گے، آخر میں قائد ایوان۔ اب پہلے قائد ایوان بولنا چاہتے ہیں یا؟ میرے خیال میں آپ سب کے points بھی نوٹ کریں گے اور سب کا شکریہ پھی ادا کریں گے۔ سب سے پہلے میں floor دیتا ہوں میر یونس زہری صاحب کو۔ جی۔

میر پوس عزیز زہری:

اَعْوَذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ سب سے پہلے میں جام کمال خان صاحب کو وزیر اعلیٰ بلوچستان ننتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اس امید کے ساتھ کہ وہ جمہوری روایات، اسلامی تعلیمات، بلوچستان کی قومی ثقافت اور روایات کو برقرار رکھتے ہوئے وہ اس ایوان کو چلا میں گے۔ اُس کے بعد میں اپنے دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے ووٹ دیا اور اس جمہوری روایات کو برقرار کھا۔ جن میں، میں ایم ایم اے کے اپنے دوستوں کا، بلوچستان نیشنل پارٹی کے دوستوں کا اور پشتونخواہی عوامی پارٹی کے دوستوں کا، سب کا میں شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جناب جام صاحب! یہ ایک جمہوری عمل تھا، جس کو آپ نے اور ہم نے مل کے اس process کو آگے چلایا۔ اور میں آپ سے یہی امید رکھتا ہوں کہ آپ اب صرف جن لوگوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے، ان کے وزیر اعلیٰ نہیں ہیں، آپ پورے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ ہیں آپ اس پورے ہاؤس کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ اور اسی امید کیسا تھا کہ آپ میری ان چند گزارشات کو ملاحظہ رکھیں گے۔ بلوچستان میں جو سب سے بڑا ناسور جو ہمیں درپیش ہے، وہ ہے کرپشن۔ کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے ہم آپ سے امید رکھتے ہیں۔ اور میں اپنے دوستوں کی طرف سے، جنہوں نے مجھے ووٹ دیا ہے، جو ہمارے ساتھ ہیں، ان سب کی طرف سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے لیے آپ جو بھی اقدامات کریں گے ہم آپ کے شانہ بشانہ ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے ادوار میں جو بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے، اُس پر جو بوجھ ڈالا گیا، اُس میں اٹھا رہویں ترمیم کے بعد مختلف طریقوں سے، مختلف پوٹھیں نکال کے کوئی advisor، کوئی مشیر، کوئی legal advisor اپتہ نہیں کیا کیا چیزیں وہ کر کے اس صوبے پر جو بوجھ ڈالا گیا۔ اور ان کی کارکردگی صفر ہی۔ تو میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ مہربانی کر کے ان چیزوں پر focus کریں گے ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔ باقی بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے اور جن حالات میں بلوچستان آج suffer کر رہا ہے۔ اٹھا رہویں ترمیم کے بعد جتنے پیسے ہمارے پاس آئے، اور آج تک ان کے رکارڈ کا کچھ یہ نہیں چلا کہ وہ کہاں خرچ ہوئے؟ اور کس کرپشن کی نظر ہو گئے؟ ہمارے PSDP بننے

تھے ان میں ان ایکمیوں کو ترجیح دی جاتی تھی جن کو میشن کا ذریعہ بنایا جاتا تھا۔ میں ایک مثال دوں، کہ اگر کسی کے پیروں میں درد ہے تو وہ اُس کو سر کی گولی دیتے کہ جی آپ یہ لے لیں اس سے اپنے سر کا علاج کریں پیر کو چھوڑ دیں۔ اس time ہمارے پاس جو سب سے بڑا issue ہے وہ تعلیم کا ہے۔ اور تعلیم کی حالت آپ دیکھیں اُس پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ اس پر کام کریں گے تو ہم آپ کیسا تھا ہوں گے۔ دوسرا منسلکہ ہمارے پینے کے پانی کا، اس دفعہ ایکشن میں ہم جہاں بھی جاتے تھے، جس حلقت میں جاتے تھے، جن بندوں کے پاس جاتے تھے، ان کی بھی فریاد تھی کہ خدار! ہمیں صرف پینے کے لیے پانی دیا جائے اور ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔ تو ان چیزوں کو دیکھ لیں اگر لوگ ہم سے پانی مانگتے ہیں تو ہم اُس کو روڑ زدیتے ہیں۔ اگر روڑ زمانگتے ہیں تو ہم اُس کو ڈیزدے دیتے ہیں۔ اگر ڈیزدے مانگتے ہیں تو ہم اُن کو کوئی اور چیز دیتے ہیں۔ تو ان چیزوں کو بلوچستان سے آپ کا تعلق ہے۔ بلوچستان کے چھپے میں آپ گھومے ہیں۔ بلوچستان کے ایک ایک قبیلے سے آپ کا واسطہ رہا ہے۔ تو آپ کو ان چیزوں پر focus کرنا ہو گا کہ بلوچستان کی ضروریات کیا ہیں۔ آیا ہم پھر اُسی دلدل میں پھنسنے جا رہے ہیں جس سے پچھلے ادوار میں جو گورنمنٹ نے کیا ہے۔ اور پچھلی چیزوں کو اگر ہم دھرائیں گے تو میرا یہ خیال ہے کہ ہم پھر اُسی طرح یہ بلوچستان کا قرض ہم پر رہے گا۔ اور یہ بلوچستان ہمیں اپنا مجرم سمجھے گا۔ جن لوگوں کو یہاں 65 کا ایوان ہے۔ یہ 65 لوگ سب سے بڑا مجرم ہوں گے۔ ہمیں امید ہے آپ سے کہ آپ نے جو سیاست کی ہے، آپ کے باپ دادا نے جو سیاست کی ہے، آپ کے والد صاحب اور آپ کے والد اس ایوان میں آئے ہیں۔ اور ابھی آپ آئے ہیں، آپ کو ہم باقاعدگی سے اپنی طرف سے اپنے دوستوں کی طرف سے بالکل بقین دلاتے ہیں کہ آپ اس صوبے کے مفاد میں جو بھی اچھا اقدام اٹھائیں گے، ہم سب آپ کے ساتھ ہوں گے۔ لیکن کچھ چیزیں ہم آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ آپ پورے 65 ممبران کے وزیر اعلیٰ ہیں چند لوگوں کے نہیں۔ کہ جی! مجھے فلاں ان نے دوٹ دیا ہے اور فلاں ان نے نہیں دیا ہے، یہ چیزیں اگر آپ اپنے ذہن سے نکالیں گے آپ سب کو برابری کی بنیاد پر رکھیں گے۔

جناب اسپیکر:

یونس صاحب! آپ Chair کو kindly address کریں۔

میر یونس عزیز زہری:

شکریہ یہ جناب اسپیکر۔ تو یہ چیزیں، معاف کرنا میں پہلی مرتبہ آیا ہوں اس لیے آئندہ سیکھ جاؤں گا۔ شکریہ یہ جناب اسپیکر۔ تو یہ چیزیں، آپ نے سب کو ملا کر چنانا ہے۔ نہیں ہو گا کہ پسند و ناپسند کی بنیاد پر ایک حلقة

میں دس ارب روپے دے دیں اور دوسرا میں دس کروڑ دینا بھی گوارانہ کریں۔ کیونکہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار والے سب نے عوام سے ووٹ لے کر منتخب ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے پھر ہمیں عوام کے پاس جانا ہے۔ اور عوام کے مسائل کو حل کرنا یہ ہمارا کام ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے جام صاحب صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ جام صاحب آپ نے اپنی پرانی روایات کو جو یہاں چلایا ہے اور بہت ساری چیزیں ہیں ان کو آپ مہربانی کر کے ایک side پر کھیل اور آپ اس صوبے کے مفاد کو جو اس صوبے کے مفاد میں ہو گا اُس کو آپ چلا کیں۔ اور اُس میں ہم سب ساتھ ہوں گے اور یہ بھی ہم دیکھ لیں گے کہ اگر ہمارے ساتھ یہ ہمارے بیش ارکان شاید ہم بڑھ جائیں یا کم ہو جائیں، ہم یہ بیش ارکان یہاں پر ہیں، اگر ہمارے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے تو ہمارے حلقوں میں بھی نا انصافی ہو گی ہمارے ڈسٹرکٹس میں بھی نا انصافی ہو گی۔ ہم دیکھ لیں گے کہ جی کس کو priority دی جاتی ہے اور کس کو نہیں دی جاتی ہے۔ اگر ہمارے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے تو یہ چیزیں ہم برداشت نہیں کریں گے۔ اگر ہمارے حلقة ہمارے ڈسٹرکٹس محفوظ نہیں ہوں گے تو یہاں کوئی بھی محفوظ نہیں ہو گا۔ تو ہم آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ان چیزوں کو دیکھ لیں گے ان چیزوں کو focus کریں گے۔ اور بلوچستان کے مفاد میں اور بلوچستان کے جو حالات ہیں اور بلوچستان کے مفاد کے لیے آپ ہمیں کہیں بھی لے جائیں گے کہیں بھی گھسپیٹیں گے، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ 2018ء کے جو ایکشن ہوئے اُس پر مجھے میری جماعت اور ہمارے alliance کو تحفظات ہیں۔ کہ جس طرح 2018ء کے ایکشن میں دھاندی کاریکار ڈقام کیا گیا۔ پھر بھی ہم جمہوری روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آج اس ایوان میں بیٹھے ہیں اور آپ کی ساتھ ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

یونس صاحب! تھوڑا منحصر کریں۔

**میر یونس عزیز زہری:**

جناب اسپیکر! ہمارے پی بی 41 کا جو result ہے، ہمارا بندہ زا بدر کی صاحب جیت کر آئے ہیں اور اُس کا result بالکل آج تک اُس کو اس ایوان سے محروم رکھا گیا ہے کہ وہ اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر اور قائد ایوان کے لیے اپنا ووٹ کا سٹ کر سکے۔

**جناب اسپیکر:**

وہ ایکشن کمیشن کا مسئلہ ہے۔

**میر یونس عزیز زہری:**

جی الیکشن کمیشن کا مسئلہ ہے لیکن جناب اسپیکر! ہماری یہ بات بھی آپ الیکشن کمیشن تک پہنچادیں آپ کی مہربانی ہوگی۔ میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں ووٹ دیا، جنہوں نے نہیں دیا۔ اور جام صاحب کو میں ایک دفعہ پھر اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے، اپنے دوستوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اس امید کے ساتھ کہ جام صاحب پورے بلوجستان کا وزیر اعلیٰ ہیں کسی ایک بندے کا نہیں۔ وَآخِرُ الدُّعَاءِ نَعْنَ لَحْمَدِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

**جناب اسپیکر:**

جی شکریہ۔ سردار صاحب! ابھی تک آپ کو floor نہیں دیا ہے، میں دے دوں گا۔ جی شکریہ سردار صاحب! کئی ایسی پارٹی ہیں جن کے پارلیمانی لیڈر ابھی تک declare نہیں ہوئے ہیں۔ جن کے declare ہوئے ہیں، ان کو میں باری باری floor دینا چاہتا ہوں۔ جی قائد ایوان۔  
جامع کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

جناب اسپیکر! بالکل باری جب آئے گی میں بات کروں گا لیکن میری ایک request آپ کے توسط سے، پاکستان کے پورے میڈیا کو الیکٹرانک میڈیا کو کرنا چاہ رہا ہوں کہ بلوجستان ویسے ہی پسمند ہے، بلوجستان کی بات بھی نہیں سنی جاتی۔ خاص کریہ سیشن پبلے speaker سے آخری PTV کے speaker ویسے ہی دکھاتا ہے لیکن میری درخواست آپ سے ہوگی کہ با قاعدہ ہم اس point پر ان channels کو approach بھی کریں۔ یہ دکھا بھی رہے ہوں گے کہ آج کا پورا سیشن یہ پورے پاکستان میں Live دکھائیں گے۔ اسی طرح بلوجستان کو priority دیں گے جس طرح انہوں نے دوسرا اسمبلیوں کو دوی ہے۔ وفاقی اسمبلی کو دوی ہے تو بلوجستان کی آج جو یہ کارروائی ہے، ان کو مسلسل آج یہ کارروائی پورے دن جب تک یہ کارروائی چلتی ہے ان کو اپنے channels پر اس کو پورا دن Live دکھانا چاہئے۔ یہ میری آپ کے توسط سے request ہے۔ شکریہ۔ (ڈیک بجائے گئے)

**جناب اسپیکر:**

شکریہ جام صاحب! میڈیا کے تمام دوستوں کا اور خاص کر ہمارے پاکستان کے جو نیشنل میڈیا ہیں۔ واقعی بلوجستان کے مسائل اور بلوجستان کے ہاؤس کو اتنا اہمیت نہیں دیتے تو ان سے بھی یہی گزارش ہے کہ یہ جو پاکستان کا ہمارے ایک ممبر نے کہا 62% ہے۔ لیکن ریکارڈ میں ابھی تک 43% ہے۔ ہم اس کو 62 تک لائیں گے۔ 43% تو آدھا پاکستان ہی سمجھیں۔ تو آدھا پاکستان ہے اور پسمند ہے۔ امید ہے کہ

آج کی کارروائی بہت اہم ہے۔ اور ہمارے جن جن علاقوں سے، دور دراز علاقے ہیں۔ ان سے elect ہو کے ممبر اسمبلی آئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کے بارے میں اور قائد ایوان کو ایڈر لیس کریں گے یا وزیر اعظم کو ایڈر لیس کریں گے۔ تو kindly پورے سیشن کو جس طرح باقی صوبوں کو اہمیت دیتے ہیں، یہ میرے خیال میں بہت important صوبہ ہے، اگر سمجھا جائے اور دیکھا جائے تو میدیا کو اسی طرح کو رنج دینی چاہئے۔ جو پہلے میدیا کی روایتیں رہی ہیں، خاص کر بلوچستان کے حوالے سے، وہ تو بالکل مایوس کرن رہی ہیں۔ جو نیشنل میدیا ہمارے جتنے ہیں۔ ہم ان سے request کرتے ہیں کہ آج کی کارروائی کی مکمل Live دکھائیں تاکہ ہمارے اراکین اسمبلی ان کی جو تجویز ہیں یا ان کے جو معاملات ہیں۔ اور سب جگہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ان کے نمائندے وہاں کیا کر رہے ہیں۔ تواب پارلیمانی لیڈر، میں ANP کی طرف سے اصغر خان صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

### جناب اصغر خان اچکزئی:

جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں لیڈر آف دی ہاؤس جامِ کمال خان کو چیف منستر بلوچستان منتخب ہونے پر اپنی طرف سے، اپنی پارلیمانی پارٹی کی طرف سے اور عمومی نیشنل پارٹی کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں، اس امید اس تمنا کے ساتھ کہ اللہ کرے کیونکہ جامِ صاحب جناب اسپیکر! ایک طرف سے پورے بلوچستان کے لیڈر بن گئے ہیں۔ ہر طرف سے focus جامِ صاحب پر ہوگا۔ میری خواہش اور میری دعا ہو گی کہ جامِ صاحب ایک ایسے راستے کا تعین کریں جس سے بلوچستان کا بچ بچہ ہر مرد دعوت ہر جگہ مستفید ہوں۔ یقیناً جس طرح ہمارے یونیورسٹی بھائی نے کہا کہ بلوچستان، بیشک ہم اس کو تو پسمندہ کہتے ہیں لیکن اگر اس ملک میں اگر یہ کہوں کہ اس خطے میں اگر کوئی مالا مال خطہ ہے وہ ہر لحاظ سے بلوچستان ہے۔ بلوچستان کی آج کی پسمندگی میں بہت سارے دوسرے عوامل شامل ہوں گے لیکن ایک سب سے بڑا مسئلہ ہم خود بھی ہیں۔ ہم نے آج تک اپنے ان وسائل پر توجہ نہیں دی ہے، جس سے ہم پورے بلوچستان کو مستفید کر سکتے ہیں اس کو خوشحالی کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ بد بخنا نہ، ہر دوسری حکومت نے بلوچستان کے مختلف اداروں کے حوالے سے، جب بات کی جاتی ہے تو کریشن میں بد بخختی، ہماری یہ ہے کہ top نمبر ہمارا آ جاتا ہے۔ پسمندگی میں سب سے زیادہ ہم جانے جاتے ہیں۔ اگر چہ دیکھا جائے اس وقت پاکستان کی اس خطے میں اہمیت ہے تو وہ بلوچستان کی وجہ سے ہے۔ آج اگر اہمیت ہے تو وہ گوارا اور ساحلی پیٹی کی وجہ سے ہے۔ لیکن بد بخنا نہ، کبھی کبھی بھار اقتدار کی خاطر اپنے وسائل کو بھول جاتے ہیں، اس دھرتی کے لئے وہ چیزیں جو اپنے دھرتی کو خوشحال کر سکتی ہیں انکو بھول جاتے

ہیں جس کی سب سے بڑی مثال بچپنی حکومت کی ہے۔ یعنی گوادر بلوچستان سے ہے اور پاکستان کی اہمیت گوادر سے ہے۔ لیکن گوادر کے معاملے میں بلوچستان کو پوچھا ہی نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ گوادر سے منتخب ایم پی اے اور ایم این اے یا بلوچستان کے چیف منسٹر کو بھی نہیں پوچھا گیا۔ اربوں، کھربوں کے حساب سے فنڈز سی پیک کے حوالے سے لیکن بلوچستان میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ ہمارے اُس وقت کے تخت رائے ویونڈ کے وزیراعظم نے پوری قوم کو دھوکہ دیا۔ ژوب میں آ کے قومی قیادت کو پیچھے کھڑا کر کے، اُس کے ساتھ غلط بیان کر کے INHA اور world bank کی نڈنگ سے ہمیں کہا گیا کہ یہ سی پیک کا پراجیکٹ ہے۔ بلوچستان کے لوگ موڑوے کے نام تک نہیں جانتے۔ جبکہ پنجاب کی گلی گلی میں موڑوے کی لائن بچھائی گئی ہے۔ تو آپ کے توسط سے جام صاحب سے ہماری یہ request ہو گی۔ اس سلسلے میں پیشک لامکھا اخلاف ہماری صحیح لیکن تحریک انصاف کی قیادت نے سی پیک کے حوالے سے ایک قدم انہوں نے خود بھی اٹھایا ہے بلکہ اُس وقت کے چیف منسٹر پرویز نٹک نے بھی اٹھایا تھا۔ ہماری خواہش ہو گی، چونکہ جام صاحب کی پارٹی ”بلوچستان عوامی پارٹی“ مرکز میں تحریک انصاف کی اتحادی ہے۔ اور مرکز میں عمران خان پر ائم منسٹر بن گئے۔ ہماری خواہش ہو گی کہ جام صاحب مرکز کے ساتھ ایک اچھے روابط رکھ کر کم از کم وہ دیرینہ مسائل حل کروائیں۔ اسی طرح ہمارے بلوچستان نیشنل پارٹی کے قائد سردار اختر جان مینگل یا بلوچستان نیشنل پارٹی بھی اس حوالے سے ایک بہت بڑی جدوجہد کرتی ہے۔ وہ بھی تحریک انصاف کے ساتھ کم از کم ایک حد تک اتحاد میں ہے۔ ہماری خواہش یہ ہو گی کہ اگر ہم صرف اور صرف بلوچستان کی موجودہ پسماندگی کو ختم کرنے کیلئے ایک سی پیک پر توجہ دے دیں مجھے یقین ہے کہ ہمارا کم از کم اگلے چھاس سال کا مسئلہ حل ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ شروع میں ہم بھی مذمت کرتے ہیں۔ ہالینڈ کی جو پارلیمنٹ نے جو گستاخانہ خاکوں کے حوالے سے خاص کر رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے انہوں نے گستاخانہ خاک کے شائع کئے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اس سے مذاہب کی جنگ ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک بات کروں۔ کاش ہم چالیس سال پہلے اسی مغرب کی مُنہ پر لعنت بھیجتے۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:**

اُس پر میرے خیال میں باقاعدہ ایک مذمتی قرارداد آ رہی ہے۔ میرے خیال میں اس پر ابھی اگر بولیں گے تو repetition ہو گی۔

**جناب اصغر خاں اچکزئی:**

صحیح ہے۔ جناب اسپیکر! میں امن و امان پر آتا ہوں۔ چونکہ یہ مسئلہ اُس سے جوڑا ہوا ہے۔ آج ہمیں

امن و امان کا مسئلہ جو پورے خطے میں، پورے صوبے اور پورے ملک میں درپیش ہے۔ انتہا پسندی اور ہشتنگر دی یہ چالیس سال پہلے مغرب کے ہاتھ مضبوط کرنے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ ہمارے کیمپوں میں انگریز، عیسائی ڈھونڈتے پھرتے تھے ہمیں جہاد کا درس دیتے تھے۔ خون ہمارا بھایا گیا۔ بر بادی ہمارے کھاتے میں آئی جبکہ مزرے انہوں نے لیے۔ اور آج وہ ہمارے پیغمبر اسلام ﷺ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اُس وقت ہماری قیادت نے کہا کہ یہ جنگ ہماری نہیں دوسروں کی ہے یہ مغرب کی جنگ ہے، یہ امریکہ کی جنگ ہے۔ آج بھی ہمیں سوچنا چاہئے۔ ہمیں دوسروں کی جنگ میں نہیں جانا چاہیے۔ اسی طرح جناب اپسکر! آپ کے توسط سے جب آپ کو مبارکباد دے رہے تھے ایک بات میں پھر repeat کرتا ہوں۔ اس ملک میں جمہوریت کے لئے قربانی ہمارے بلوج، پتوں، صوبہ پختونخوا کی قیادت کی ہے۔ جبکہ اس کے مزرے کسی اور کے کھاتے میں آئے۔ اس کیلئے شہادتیں ہم نے دی ہیں۔ 1956ء سے بلکہ 12 اگست 1952ء سے آج تک ہمارا کوئی دن بغیر کسی شہادت کے نہیں گزرا ہے۔ مزرے انہوں نے حاصل کیئے۔ ہماری خواہش ہو گئی کہ اس جمہوریت سے جو اس وقت قائم ہوئی ہے۔ جام صاحب اور اس پارلیمنٹ کے توسط سے ہم بلوچستان کو مستفید کر جائیں۔ بلوچستان کو ہر لحاظ سے جو اس کا حق بتاتا ہے۔ وہ حق ہمیں دلادیں۔ اگر آج بھی جمہوریت کے حوالے سے کسی کی بات کی جاتی ہے تو فخر افغان بacha خان کا نام لیا جاتا ہے۔ خان عبدالولی خان کا نام لیا جاتا ہے۔ سردار عطاء خان مینگل، غوث بخش بنجو سے شہید نواب اکبر خان بگٹی خان شہید عبدالصمد خان اچنزا تک اسی طرح ہمارے صوبے کی آج کی زندہ قیادت مولانا محمد خان شیرانی سمیت۔ یعنی وہ قیادت ہے آج اگر کوئی مثال دے سکتا ہے تو اس حوالے سے ہمارے اکابرین کا دے سکتا ہے۔ اگر جمہوریت کیلئے کوڑے ہم نے کھائے شہداء، ہم نے دیئے تو سب سے زیادہ مستفید بھی ہمیں ہونا چاہئے۔ میں مسلم لیگ (ن) کی طرف سے نواب ثناء اللہ خان زہری کا شکریہ ادا کرتا ہوں پہلے دن جام صاحب سے کہا تھا کہ آپ بے فکر ہو جائیں۔ اس ایوان میں جو مجھے نظر آ رہا ہے۔ نواب ثناء اللہ خان زہری نے مسلم لیگ (ن) کے حوالے سے آج حمایت کی اور ہمارے جو ایال کے ساتھی ہیں ان پر جام صاحب کے والد صاحب کی بہت کرم نوازیاں ہیں۔ تو مجھے یقین ہے کہ وہ جام صاحب کے والد صاحب کی ان کرم نوازیوں کو منظر رکھ کر اثناء اللہ آگے ان کے لئے مسئلے پیدا نہیں کریں گے۔ اسی طرح جو ہمارے نصر اللہ خان زیرے ہیں، ان کے اکابرین کا جام میر غلام قادر خان کے ساتھ بڑے اچھے روابط تھے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اس عمل میں جام صاحب کی پوری مدد کریں گے۔ اور ساتھ ہی ہمارے بلوچستان نیشنل پارٹی کے جودوست ہیں۔ چونکہ یہ مرکز میں تحریک انصاف کی اتحادی ہے اور مرکز میں

جام صاحب کی پارٹی بھی تحریک انصاف کی اتحادی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایوان smoothly چلے گاں میں کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ ہم سب کی یہ کوشش اور خواہش ہونی چاہئے۔ حضرت عمر دریائے نیل کے کنارے ایک بیمارگتے کے حوالے سے پریشان ہیں کہ اس کی پوچھ گکھ ہم سے ہوگی۔ جام صاحب آپ ٹیم لیڈر بن گئے ہیں۔ ہذا کی قسم ایک بات اس فلور پر کہتا ہوں کہ اس صوبے کی جس سمت کا تعین آپ کریں گے اللہ کے حضور بھی اور اس قوم کو بھی جوابدہ آپ ہوں گے۔ اگر آپ کرپشن کا راستہ اختیار کریں گے تو یہ پورا صوبہ پھولوں کی طرح، انتہائی معذرت کے ساتھ، آپ کو بھی میٹنگوں میں لوگ ال جھائیں گے۔ کہ ”مینگ“ ہے، کسی کے ساتھ اٹھنا نہیں، کسی کی بات نہیں سُنُتی“۔ آپ کا focus عوام ہونا چاہئے۔ صحت ہماری کس استج پر ہے ایجو کیشن ہماری کسی استج پر ہے۔ بڑی مہربانی۔

**جناب اسپیکر:**

اب جس کو فلور دوں گا، کیونکہ speech کرنے والے بہت زیادہ ہیں kindly مختصر کریں۔ سردار یار محمد رند صاحب۔ مینگ کی طرف سے ہمیں ابھی تک نہیں ملا ہے۔ جمعیت کی طرف سے بھی پارلیمانی لیڈر کے لئے نہیں ملا ہے۔ نام بھیج دیا ہے لیکن پارلیمانی لیڈر کا ابھی تک نام نہیں آیا ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

جناب اسپیکر! اسمبلی اپنی ابتدائی مرحل میں ہے۔ ابتدائی مرحل میں ضروری نہیں ہوتا کہ پارلیمانی لیڈر کا تعین ہو۔ جب آپ کو علم ہے اس بات کا۔

**جناب اسپیکر:**

شکریہ۔ آپ کو میں بتاتا ہوں آپ مہربانی کریں بیٹھ جائیں۔ ابھی تک میرے پاس پارلیمانی لیڈروں کے nomination نہیں آئے ہیں۔ میں ان کو فلور دوں گا۔ جی سردار صاحب۔

**سردار یار محمد رند:**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! نو منتخب چیف منسٹر بلوچستان جام کمال صاحب، میر یوس زہری صاحب اور دیگر ارکین السلام و علیکم۔ مسٹر اسپیکر! آج اس ہاؤس کی بزنس مکمل ہوئی ہے۔ ہم نے اس ہاؤس کا لیڈر منتخب کیا ہے۔ آج ہم ایک نئے سفر کی طرف گامزن ہیں۔ یہ سفر بلوچستان کے عوام بلوچستان کی وھرتو اور آنے والے وقت کیلئے بہت اہم ہے۔ کیونکہ پچھلے 72 سالوں سے جس طرح اس صوبے کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

جس طرح اس کے وسائل کو لوٹا گیا ہے۔ اس میں ہم باہر کے لوگوں کو اس کا زیادہ قصور و انہیں ٹھہر اسکتے۔ کیونکہ 1972ء کے بعد جب سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے، یہاں ہمیشہ لیدر آف دی ہاؤس بلوچستان سے ہی منتخب ہو کے آیا ہے۔ اسی دھرتی سے وہ تعلق رکھتا ہے۔ مگر ہمیشہ آنے والا وقت پچھلے وقت سے بدتر ہوتا ہے بہتر نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم نے اس ہاؤس میں بیٹھ کے اسی ہاؤس کا استھصال کیا ہے۔ بجائے کہ بلوچستان کے وسائل کو ان کے issues کو ان کے احساس محرومیوں کو discuss کرتے، یہاں صرف اور صرف ایسی کوئی برسنس یہاں کبھی بھی پیش نہیں ہوئی۔ کوئی ایسی موثر قانونی سازی نہیں کی گئی جس سے بلوچستان کے عوام کو ان کے حقوق مل سکیں۔ ہم نے ہمیشہ یہاں بندربانٹ کی ہم نے یہاں آ کے ہمیشہ بجائے کے ہم ایک متفق ہو کے مرکز سے بات کرتے ان سے درخواستیں کرتے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ بلوچستان کے حقوق کی جو جنگ ہے یہ اس پارلیمنٹ کے ذریعے ہی لڑی جاسکتی ہے آپ نے دیکھا کہ اس ملک اس صوبے کے اندر چار پانچ insurgencies ہوئیں ہمارے ہزاروں لوگ شہید ہوئے ہمارے لوگوں کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ اس ملک کی فورسز کو پنی جانی قربانیاں دینی پڑیں اور شہادتیں اٹھانی پڑیں۔ مگر اس کا کوئی حل نہیں نکلا۔ ہمارے بچے جنہوں نے ڈاکٹر بننا تھا جنہوں نے انجینئر بننا تھا جنہوں نے اس صوبے کی اس ملک کی آگے چل کے نمائندگی کرنی تھی وہ ہماری غلط سوچ کی وجہ سے، ہم یہ سمجھتے تھے ہمارے کچھ دوست کہ struggle کا ہی راستہ، اپنے حق لینے کا کوئی راستہ ہے۔ مگر میرا ایمان ہے میری سوچ ہے کہ اس طرح سے ہم اپنا وقت اور ہم اپنے جو قابل لوگ ہیں ان کو ضائع کر سکتے ہیں، حاصل کچھ نہیں کر سکتے۔ تو میں اس ہاؤس سے اس لئے امید رکھتا ہوں کہ مرکز میں میری جماعت اقتدار میں ہے اور بلوچستان عوامی پارٹی جس کا ایک slogan ہے، مجھے اس چیز کا پتہ نہیں ہے۔ یہ تو خود وقت ثابت کرے گا کہ بلوچستان کے فیصلے بلوچستان کی دھرتی پر ہونے چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے اس slogan پر قائم رہے گی۔ اور جہاں تک مرکز کا جناب عمران خان کا تعلق ہے ہم یہ سمجھیں گے میری خواہش ہے کہ یہ ہاؤس خواہ اپوزیشن میں ہوں یا گورنمنٹ پیغماں پر ہوں، انہیں بلوچستان کیلئے ایک موثر قانون سازی کرنا ہوگی۔ ہم نے متفق ہو کے مرکز سے بلوچستان کے حقوق کیلئے جدوجہد کرنا ہوگی۔ اور اپنے حقوق حاصل کرنے ہوں گے۔ میں قائد ایوان سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جو سابقہ حکومتوں نے غلطیاں کی ہیں اور جو کام سابقہ حکومتوں نے کیا ہے، جام صاحب کی حکومت اس کو نہیں دھرائے گی۔ ہم جام صاحب کو اس فلور آف دی ہاؤس پر یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ جام صاحب ہم ہر اس کام میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔ جو اس ملک اس صوبے اور اس عوام کی بہتری میں ہو گا ہم unconditionally بھی بھی آپ کو حمایت کا یقین

دلار ہے ہیں۔ اور آگے بھی کریں گے۔ مگر میری یہ گزارش ہو گی اس پورے ہاؤس سے کہ ہماری ایک traditions ہیں، ہماری ایک روایتیں ہیں۔ پلیز میری دست بستہ گزارش ہے اس پورے ہاؤس سے، ان منتخب اراکین سے کہ ہم نے اپنے صوبے کی روایات کو، اپنے بزرگوں کی روایتوں کو برقرار رکھنا ہے۔ ہمیں ایسی کوئی گفتگونیں کرنی ہے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ ہاں! ہم نے اپنے مسائل کو اس اسمبلی میں ضرور discuss کرنا ہے۔ اور ہم بلوچستان کے عوام کو یہ بتانا چاہتے ہیں آج اس ہاؤس کے ذریعے سے کہ جب تک ہم اس اسمبلی میں ہیں، اب ہم کسی کو بلوچستان کے عوام کا حق کسی کو بھی کھانے نہیں دیں گے۔ ہم سب کو مل کے اس 72 سالہ احساسِ محرومی، زیادتیوں اور ناصافیوں کو ختم کرنا ہو گا۔ ہمیں پتہ ہے کہ یہ جام صاحب کیلئے بہت کھشن سفر ہے آگے ان کیلئے پھلوں کی سچ نہیں کانٹے بکھرے ہوئے ہیں اس پر سفر کر کے جانا ہے۔ مگر جام صاحب! ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اس سفر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ 72 سالہ محرومی ایک دن میں ختم نہیں ہو گی نہ ان پانچ سالوں میں ختم ہو گی۔ مگر ایک بہتر سفر کی ابتدا پہلے دن سے کی جاسکتی ہے۔ ہم سو دن تک آپ کی کارکردگی، آپ کی حکومت، آپ کے وزراء، آپ کے رفقاء، ہم سب کو دیکھیں گے۔ پھر آپ کی راہنمائی کیلئے آپ کی بہتری کیلئے اس بلوچستان کے لوگوں کیلئے، ہم آپ کو تجاویز دیں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ جو پیک کی آواز ہے وہ ہم آپ تک پہنچائیں۔ اگر پھر بھی ہماری آواز نہیں سنی گئی تو پھر ہم معذرت سے اس کی پھر نشاندہی بھی کریں گے اور آپ سے یہ امید بھی رکھیں گے کہ آپ نے ایک بلوچستان کے بہتر مستقبل کیلئے بہتر good-governance کیلئے، بلوچستان کے جو core-issues ہیں، ان کو آپ اس اسمبلی میں بھی raise اور نیشنل اسمبلی میں بھی raise کریں گے۔ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں ایک پیٹی آئی کے کارکن کی حیثیت سے کہ آپ کی آواز کیسا تھا ہم آواز ملا کے بلوچستان کے حقوق کیلئے پوری جدوجہد کریں گے۔ میں سب دوستوں کا شکر گزار ہوں اور آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ بہت شکریہ اپسیکر صاحب۔

جناب اپسیکر:

شکریہ سردار صاحب۔ بی این پی کی طرف سے ابھی تک وہ نہیں ہے لیکن یہ کہ کسی ایک ممبر کو دیتا ہوں۔

حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی:

شکریہ جناب اپسیکر۔ سب سے پہلے میں اپنے اور اپنی پارٹی کی جانب سے آپ کو بطور اپسیکر،

سردار بابر خان کو بطور ڈپٹی اسپیکر اور جام صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ جس طرح دوستوں نے فرمایا سمجھنہیں آ رہا ہے کہ بلوچستان کے کس issue سے شروع کروں۔ بلوچستان مسلمان بناء ہوا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ چونکہ آج جام صاحب کا پہلا دن ہے کہ قائد ایوان منتخب ہوئے ہیں۔ کچھ باتیں بھی کروں گا اور ساتھ کچھ تجاویز بھی دوں گا۔ چار important issues ہیں خاص طور پر pure-drinking water، ایجوکیشن، ہیلتھ، گلڈ گورننس، کرپشن اور کمیشن۔ پانی کی حالت یہ ہے کہ کوئی نہ شہر جہاں آج گیا رہواں سال ہے میں ممبر منتخب ہوا ہوں اور مجھے یاد نہیں ہے کہ یہاں بغیر با ذر زکے گھر کی لائن میں پی ایچ ای کی طرف سے پانی آتا ہے۔ اسی طرح چاغی ڈسٹرکٹ جو ہمارا رخیز ڈسٹرکٹ ہے۔ اور وہاں بھی پانی کا یہی عالم ہے۔ میرا تعلق اس شہر سے ہے، جس کے چرچے پوری دنیا میں کیے جا رہے ہیں۔ اور افسوس کیسا تھا کہنا پڑتا ہے اگر گورنمنٹ آف بلوچستان ایک ہفتے با ذر زکے پیسے نہ دیں تو وہاں لوگ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس جائیں۔ جبکہ با ذر زکے آپ کو پتہ بھی ہے کہ اس سے کچھ لوگوں کو پانی ملتا ہے اور کچھ لوگوں کو نہیں ملتا۔ روز وہاں لوگوں کی ہڑتاں اور جلوس جاری ہیں۔ میری تجاویز یہی ہیں کہ سب سے پہلے پانی دوسرا ایجوکیشن کی حالت یہ ہے کہ جس شہر سے میرا تعلق ہے جب میں 2008ء میں بطور ایم پی اے منتخب ہوا۔ تو پورے ڈسٹرکٹ میں ایک گرلز سکول تھا۔ اور الحمد للہ کچھ بہتری آئی ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اسکول جب سے بننے ہوئے ہیں انکے کلاس روم کی آج تک مینٹنس نہیں ہوئی ہے اور زیادہ تر پورے بلوچستان میں تقریباً پانچ ہزار کے قریب اسکول shelterless پڑے ہوئے ہیں اور زیادہ تر پرائمری سکول سنگل ٹیچر پر depend کر رہے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ سنگل کلاس روم اور سنگل ٹیچر پر کس طرح کو اٹھی ایجوکیشن کو بہتر کر سکتے ہیں۔ اور ٹیچروں کی حالت بھی یہی ہے کوئی سسٹم نہیں بنایا گیا ہے کہ ایک پرائمری سکول میں کتنے ٹیچرز ہونے چاہئیں۔ ایک ٹیکسکول میں کتنے ٹیچرز ہونے چاہئیں۔ ایک سینئری یا ہائیرسینئری یا کالج میں کتنے لکھارز ہونے چاہئیں۔ تو اس میں ہمیں سب سے پہلے بہتری کی ضرورت ہے اور اسکولوں میں بچوں کیلئے، بچہ ٹالوں پر یافروشوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بعض جگہ تو درختوں کے سامنے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو بیسک انفراسٹرکچر کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اسکولوں میں جتنی بھی ٹیچرز کی کمی ہے ان کو پورا کرنے کی ضرورت ہے اُس سے پہلے ہم ایجوکیشن کے حوالے سے کوئی تبدیلی نہیں لاسکتے۔ میڈیکل یا ہیلتھ، ہیلتھ کی facilities نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا جب وکلاء کا واقعہ ہوا تھا تو کوئی نہ کہ سب سے بڑے ہسپتال میں بھی لوگوں کو facilities صحیح نام پر نہیں دی گئیں۔ اور ہسپتالوں کی حالت یہ ہے کہ میڈیکل اس کی ڈسٹرکٹ کی میڈیکل یسین کی واپسی

کا اگر کرایہ نہ دیں تو یہاں سے میڈیسین ہمارے ایم ایس ڈی والے نہیں بھجواتے۔ اور نہ ڈاکٹر زیں اور ایف Flagyl بھی آپ کو بمشکل ان ہسپتا لوں میں ملتا ہے۔ تو اس کو بھی بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ گذگور نہیں کی ہم بات کرتے ہیں میرے خیال سے بلوچستان میں گورنمنٹ نہ ہونے کے برابر ہے کہ پشناخ اور لیکیشن کلچر اتنا زیادہ ہے کہ ہم اپنی ڈولپمنٹ بھی صحیح طور پر نہیں کر سکتے۔ لہذا جام صاحب سے ریکویٹ ہے کہ اس کلچر کو ختم کیا جائے تاکہ بلوچستان جس کی ہم خواب دیکھ رہے ہیں اُن خوابوں کو تعبیر کی طرف لے جائیں۔ لاءِ اینڈ آرڈر کی پھوٹیشن ہم سب کے سامنے ہے پتہ نہیں ہے۔ جب گھر سے نکلتے ہیں تو واپسی کی امیدیں بہت کم ہوتی ہیں کہ آیا ہم واپس گھر پہنچیں گے یا نہیں؟ اور جن کو مارا بھی جاتا ہے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ کس نے مارا؟ مارنے والا کوئی اور ہے قبول کوئی اور کرتا ہے۔ ہماری لیویز اور پولیس جس پر ہم depend کرتے ہیں، اُن کی جگہ دوسرا سے ادارے یہاں securities کے رہے ہیں۔ اور جو ہمارے اپنے ادارے ہیں، ہمیں چاہیے ہم اُن اداروں میں جتنی بھی کمی بیش ہے اس کو پوری کریں اور ان کو بہتر کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جب تک ہماری لوکل فورسز میں systematic well-equipped گورنمنٹ نہیں ہوں گی تو مجھے نہیں لگتا کہ قانون یا امن میں ہم کوئی بہتری لاسکیں۔ سی پیک جس کا پوری دنیا میں چرچا ہے۔ بغیر گوادر کے سی پیک نامکمل ہے اور سی پیک کیلئے اب تک ساٹھ سے باسٹھارب ڈالرز دیئے جا پکے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں اس میں سے کتنے پروڈیکٹس بلوچستان کے ہیں؟ ہاں گوادر میں کچھ پروڈیکٹس دیئے گئے ہیں جو میرے خیال سے گوادر کے لوگوں کی ضروریات نہیں ہیں۔ گوادر میں موجودہ ایئر پورٹ ہے، اُس میں گوادر کے لوگ afford نہیں کر سکتے سفر نہیں کر سکتے۔ تو نئے ایئر پورٹ کی میرے خیال سے مجھے میرے لوگوں کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہو گی تو وہ ایئر پورٹ میرے لوگوں کے کام کا نہیں ہے۔ اسی طرح ایکسپریس وے بنائی جا رہی ہے جس سے پورٹ کو connect کیا جائیگا۔ وہ بھی گوادر کے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے اگر گوادر کی لوگوں کی ضرورت کی ہے تو وہاں کے لوکل infrastructure کو، جس سے وہاں کے لوگوں کو فائدہ ہو۔ وہاں پانی دیا جائے۔ بجلی کی حالت یہ ہے کہ ہم ایریان پر depend کر رہے ہیں اور اس وقت گوادر جیسے شہر جہاں دس دس، پندرہ پندرہ دن تک بجلی نہیں ہوتی۔ اور یہی حالت پورے مکران بلکہ پورے بلوچستان کی ہے۔ جو ہمارا بجلی کا شیئر ہے، اُس میں سے آپ دیکھیں بلوچستان کے اگر باقی اضلاع کو آپ دیکھ لیں۔ کبھی چار گھنٹے کبھی چھ گھنٹے بجلی دی جاتی ہے۔ اور معاشی طور پر ہم تباہ ہو رہے ہیں کیونکہ بلوچستان کے زیادہ تر اضلاع ایگر لیکچر پر depend کرتے ہیں اگر بجلی نہ ہو تو ایگر لیکچر میں ہم کوئی بہتری نہیں لاسکتے۔ گوادر کے حوالے سے بہت سارے issues ہیں۔ ہم سمجھ رہے ہیں کہ

گوادر ہمارا ہے گوادر ترقی کرے گا تو بلوچستان ترقی کرے گا یا گوادر کے لوگ ترقی کریں گے۔ میں بطور ایم پی اے گوادر، آج دوبارہ اس فلور پر کہتا ہوں کہ یہ ترقی مجھے اپنے اور بلوچستان کے عوام کے لئے یا گوادر کے عوام کے لئے نظر نہیں آ رہی۔ ترقی کے نام پر ہمیں دھوکہ دیا جا رہا ہے ہماری زمینیں کوڑیوں کے دام economic free zone کے نام پر ہڑپ کی جا رہی ہیں۔ land-compensations پر بنایا گیا ہے۔ آپ مجھے ایک بھی پلاٹ ثابت کریں کہ کسی بلوچستانی یا گوادر کے لوگوں کے لئے رکھا گیا ہے؟ اس طرح گوادر پورٹ کی حالت ہے میں روز اذل سے جب سے اس اسمبلی میں آیا ہوں میں یہی کہہ رہا ہوں کہ گوادر پورٹ بنائی گئی ہے، آیا یہ ہمارے لیئے بنائی گئی ہے؟ کراچی کی پورٹ سے تو وہاں کے لوگ سنده کے لوگ فائدے لے رہے ہیں۔ اُن کی روپیہ سے اُن کو شیر نہیں دیا جا رہا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گوادر پورٹ سے ہمیں ایک روپے کا فائدہ یا ایک روپے شیر نہیں دیا جا رہا ہے۔ جبکہ سی یا یک گوادر کے نام پر اربوں روپے بلوچستان کی سیکورٹیزیا وی آئی پی مومنٹ پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اگر یہی پیسے ہم اپنے بچالیں تو بلوچستان کے بہت سارے اداروں کو ہم بہتر کر سکتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

حمل صاحب! میرے خیال میں منحصر کریں اور بولنے والے بہت زیادہ ہیں۔

**میر حمل کلمتی:**

sir مجھے اگر آج آپ بولنے دیں پہلا دن ہے کچھ تجاویز بھی دیں گے۔

**جناب اسپیکر:**

نہیں، بولنے دیں گے پورے پانچ سال ہیں۔ آج بولنے والے بہت زیادہ ہیں۔ پھر رات تک ہم ختم نہیں کر سکیں گے۔

**میر حمل کلمتی:**

پہنچ نہیں، آپ نے اُس دن بھی جب آپ نے بطور اسپیکر حلف اٹھایا تو سب سے پہلے جو اسپیکر کیلئے حاجی نواز صاحب کھڑے ہوئے تھے، آپ کو پہلی speech اُن کو دینا چاہیے تھی۔ آپ نے اُن کو بھی نہیں دی میرے خیال سے آپ ڈپٹی اسپیکر تور ہے ہیں لیکن ۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:**

اُن کی جگہ ملک صاحب نے بات کی۔

**میر حمل کلمتی:**

نہیں، لیکن ان کو فلورا لگ دینا چاہیے تھا۔

**جناب اسپیکر:**

ملک صاحب نے کہا مجھے دے دیں میں اپنی پارٹی کی طرف سے بات کروں گا۔

**میر حمل کلمتی:**

چلیں sir میں اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ گوادر کے لوگوں کا تعلق فشر مین کیمنی سے ہے گوادر کے لوگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ جہاں پورٹ بنائی گئی ہے وہ گوادر کی سب سے best-breeding site تھی جہاں مچھلی کی افزائش ہوتی ہے۔ اور آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایریا گوادر کے لوگوں کو جانے کے لئے allow ہی نہیں ہے۔ تو وہاں فشر مین کے حوالے سے بہت سارے issues ہیں۔ ان کی جیٹی پورٹ میں چالی گئی ہے۔ آپ سے request ہے کہ فوری طور پر وہاں ماہی گیروں کے لئے جیٹی کا بندوبست کریں۔ اور ساتھ ہی ایک بہت ہی اہم issues بلوچستان کے فشر مین کے ہیں جو سندھ سے غیر قانونی ٹرالرز وہاں آتے ہیں۔ آپ کے توسط سے جام صاحب آج اس کی surety دیں کہ آج کے بعد بلوچستان کے ساحل پر ٹالرگ بند کی جائیگی۔ گوادر کو ترقی کا نام دیا جا رہا ہے۔ لیکن ابھی تک وہاں ابجوکیش، جب تک ہم نہیں ہوں گے وہاں کے لوگ educated نہیں ہوں گے۔ بلوچستان کے لوگ educated کام نہیں ہوتا تو ایک عام پبلک کا کام کیسے ہوگا؟ تو وہاں آکے مہینے، مہینے خوار ہو کے چلے جاتے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں پورے بلوچستان سیکرٹریٹ کی بات نہیں کرتا لیکن زیادہ تر اسی حالت میں ہیں۔ تو اس کے سسٹم کو بہتر کیا جائے تاکہ لوگ آئیں۔ ایک ایک سمری دو دو، تین تین سال تک گھومتی ہے جبکہ قانون کہتا ہے کہ پندرہ دن تک اس سمری پر implement ہونی چاہیے۔ تو اس کو بہتر کریں۔ اسی طرح بلوچستان کے ہر سڑی، ہر شہر کو دیکھ لیں۔ کوئی شہر کو دیکھ لیں روز بروز encroachment، نہ کوئی پلانگ، نہ سرکیں، نہ سیور تج۔ تو اسی طرح بلوچستان کے ہر cities کی یہی حالت ہے۔ تو اس حوالے سے چاہیے کہ ہم ہر city کے لئے ایک ٹاؤن پلانگ کریں۔ اور اس کو بہتر سے بہتر دیزائن کریں۔ اور جتنے بھی فنڈ ز آتے

ہیں تو اسی پر اسی پلانگ کے تحت خرچ کئے جائیں تاکہ ہمارے جو شہر ہیں یا جو علاقے ہیں ان کی خوبصورتی بحال ہو۔ اسی طرح ایک اور اهم issue بلوچستان مالا مال ہے بلوچستان سے جتنی بھی منزلمز ایکسپورٹ ہوتی ہیں یا لاکھوں میٹر کٹن یہاں سے باہر جاری ہیں۔ یہاں جتنی بھی اندھریزیں لگی ہوتی ہیں، بہت ساری fishes نہیں ہے۔ اس حوالے سے ہم پہلے بھی اسمبلی میں قرارداد لائچے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں ہر بینک میں (ای فارم) ہوں۔ اور جب ہم اپنی کوئی بھی چیز بلوچستان سے باہر جائیں تو وہ (ای فارم) سے جتنے بھی روپیوں زر مبالغہ جو آئیگا وہ بلوچستان کو ملے۔ جتنی بھی چیزیں یہاں سے جاری ہیں ان سے ایک روپیہ بھی بلوچستان کو ٹکس کی مدد نہیں مل رہا۔ آپ اپنے کام کریں گے لوگ آپ کو یاد کریں گے اور میں آپ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کے دوست آپ کے اپنے کاموں میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اور جو غلط کام ہوں گے ان کا آپ کو بتاتے رہیں گے، شکریہ جناب۔

**جناب اسپیکر:**

شکریہ محل صاحب۔ please مجھے پتہ ہے سب نے بولنا ہے لیکن kindly اتنا بولیں کہ باقی لوگوں کے لئے بھی ثامن فتح جائے۔ آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ قائد ایوان ابھی منتخب ہوئے ہیں۔ ہاؤس کی سیکورٹی آپ کریں۔ لیکن سیکورٹی کے اس پر ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو روڈ پر، اُس دن بہت سے لوگوں کو تکلیف ہو رہی تھی۔ روڈ بلاک ہو رہی تھیں۔ تو kindly اس چیز کا آپ دیکھ لیں کہ لوگ تکلیف میں نہ ہوں۔ اور سیکورٹی کے نام سے جو لوگوں کو تکلیف ہو گی یہ ہاؤس عوام کا ہے۔ اگر اس ہاؤس کی وجہ سے عوام تکلیف میں ہوں میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ kindly اس چیز کو آئندہ دیکھ لیں۔ بی این پی (عوامی) کی طرف سے دوپاریمانی لیدر ز کے نام آئے ہیں اسے بلوچ اور احسان شاہ۔ تو کیا ان کو عیحدہ عیحدہ میں؟

**سید محمد فضل آغا:**

جناب اسپیکر! پارلیمنٹری اصول تو یہ ہے کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ پارٹیز سے one by one بلا یا کریں۔ اب اگر اس پارٹی میں دس پارٹیاں شامل ہیں اور دس پارلیمنٹری لیدر ز ہیں پھر تو ہمارے لئے بہت مشکل ہو گی۔ اصول تو یہی ہے کہ دونوں سائیڈ سے ایک ایک کر کے بلا جائے۔

**جناب اسپیکر:**

آغا صاحب! آج ایسا ہے کہ پہلے دن پارلیمانی لیدر ز کو دیں۔ باقی آپ کی طرف سے بھی تو ایک

آپ کا ہے یونس زہری صاحب جو candidate تھے۔ اسد صاحب! آپ بات کریں۔ میرے خیال میں احسان شاہ صاحب فارود بلاک کے طور پر؟ دو علیحدہ علیحدہ ہیں۔

میرا سداللہ بلوچ:

اپسیکر صاحب! تھوڑا آپ اگر مجھے فلور دیں۔

جناب اسپیکر:

جی، آپ کی طرف سے جو آیا ہے۔ آپ کی پارٹی لیڈر شپ کی طرف سے ہے۔ اور احسان شاہ کی طرف سے۔ پوری کیبنٹ کی طرف سے آیا ہے، پارٹی کی۔

میرا سداللہ بلوچ:

جناب میں اس کی وضاحت کروں۔

جناب اسپیکر:

جی اور kindly مختصر کریں۔ پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لیں کیونکہ وہ باقی بہت سارے ہیں۔

میرا سداللہ بلوچ:

جناب اسپیکر صاحب! ہماری پارٹی کے اپنے اندر ورنی معاملات ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ میں فلور پر ان چیزوں کو بولوں۔ ہر پارٹی کا ایک پریزیڈنٹ ہوتا ہے۔ اور ہر پارٹی کا ایک آئین اور منشور ہوتا ہے۔ میں مزید اس کے بارے میں کہہ نہیں سکتا ہوں۔ شاید میں آپ کے چیمبر آ کے کچھ بات کروں۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ ایسی چیزوں کے بارے میں فلور پر بات کروں۔ thank you آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! 25 جولائی کو بلوچستان کے ایک کروڑ سولہ لاکھ عوام نے اپنا حق رائے دی استعمال کیا۔ 16 اگست کو اس ایوان میں جو لوگ منتخب ہو کر آئے انہوں نے اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کیلئے کا اپنا حق رائے دی استعمال کیا۔ اور آج 18 اگست کو بلوچستان کے چیف ایگزیکٹیو کے منصب کیلئے اپنی جمہوری، پارلیمانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا حق رائے دی استعمال کیا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کہتے ہیں کچھ پیسے نہیں۔ لیکن میرا اگلہ خراب ہے۔ میڈیا کی طور پر ڈاکٹروں نے مجھے یہ اجازت دی ہے اگر ڈاکٹر کی پرچی آپ چاہتے ہیں میں آپ کو دوں گا۔ جب میں گھر میں بات کرتا ہوں تو میرے گلہ میں بلغم پھنستا ہے۔ میرا شوق نہیں ہے پانی پینے کا۔ اس پر پھر فلور decide کرے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ جناب اسپیکر! آج آپ نے شروع میں ایک بات کی۔ اُس سے ہم نے کچھ سیکھا۔

جناب اسپیکر:

بوتل کو آپ نیچے رکھیں، کیونکہ ہم نے کسی کمپنی کا **advertise** نہیں کرنا ہے۔

میرا سداللہ بلوج:

صحیح ہے جناب اسپیکر! جب ہمارے قائد ایوان نے ایک اچھی بات کہی، اُس سے مجھے بہت بڑی خوشی ہوئی کہ الیکٹرائیک میڈیا نے ہمیشہ اس پسمندہ صوبے کو جو اس کا حق بنتا ہے، نبیادی fundamental rights ہیں لوگوں کے یہاں جو ایڈریلیس ہوتے ہیں ان کو پورے پاکستان یا پوری دنیا کو دکھانے میں وہ ناکام رہے ہیں۔ پتہ نہیں ہمارے جو صحافی حضرات ہیں، ان کی مجبوری ہے یا ان کی کمپنیاں ان کو اجازت ہی نہیں دے رہی ہیں۔ اگر میڈیا آزاد ہے اور ہمارے آزاد خیالات کو پوری دنیا تک پہنچانے کی رسائی کا اپنا فرض پورا کرے۔ جناب اسپیکر! بلوجستان اس پوری کائنات کے سینے میں ایک ایسی خوبصورت لکڑی پر بنانا ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہر چیز سے نوازا ہے۔ لیکن ہمارے جو منئے مسائل اس صوبے میں پانچ سو سال سے یا ہزاروں سال سے جو نبیادی مسائل ہیں، اب تک بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا چلوں، رسول ﷺ کے دور میں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے ایک غریب مسلمان آیا کہ کھانے پینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، صرف ایک چادر اور ایک گلاس ہے۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ مجھے دے دیں۔ پھر ایک صحابی سے کہا کہ ان کو ایک دودینار میں آپ لے لیں۔ بعد میں اُس مسلمان سے کہا کہ آپ ان پیسوں کی ایک رسی اور ایک کلہاڑی لے لیں اور جنگ میں جا کے لکڑیاں کاٹ کر بیٹھ جیتے ہیں اور چینی اور پتی لے کے پھر بہاڑوں میں جاتے ہیں۔ اس جدید دور میں ہم بہت پیچھے ہیں جناب اسپیکر! بہت افسوس ہے۔ ایک معیشت دان جو یورپ کا بہت بڑا فلاسفہ ہے، وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں کہیں بھی کوئی ریاست نہیں ہے، اُس کی ترقی کے لئے نبیادی چھ چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک آب و ہوا، جو بلوجستان میں بھی پائی جاتی ہے۔ دوسرا ایگر یہ لکھ جائے۔ تیسرا لائیو ٹسک۔ چوتھا زمین کے نیچے قدرتی دولت۔ پانچواں سمندر اور چھٹا وہ پوری دنیا سے connect ہو۔ اور یہی چیزیں بلوجستان میں پائی جاتی ہیں۔ جناب اسپیکر! وہ کون سی وجوہات ہیں کہ آج ہم نے بلوجستان کی اس دولت کو بروئے کارلانے میں ناکام رہے۔ ریکوڈ ک جیسے بڑے سے بڑا منصوبہ، اس سرزمین کے باسیوں کو صحیح تعلیم اور ہمیلتھیں دے سکا۔ سیندک جیسا منصوبہ چاٹانا کی بلڈنگ بن گیا ہے کیا اس سے کہیں ترقی ہوئی ہے؟ اُس دولت سے چاغی کے غریب لاچار لوگوں کو گھر نصیب نہیں ہوئے ہیں؟ اور گوادر کی جب ہم بات کرتے ہیں گوادر ہمیں

کسی نے تھے پرتشت میں نہیں دیا ہے۔ یہاں ان بلوچوں نے جو تلوار کی زور سے آج سے ہزاروں سال پہلے گوروں سے، فارس سے، بہت سی طاقتیوں سے لڑ کر حاصل کیا ہے۔ وہ بلوچ قوم کی امانت ہے۔ کیا اس امانت کو ہم رکھ سکتے ہیں؟ آج آپ دیکھیں کہ اپنی تین کروڑ کی آبادی ہے لوگوں کو روزی روٹی، ہیلتھ اور ایجوکیشن دے رہا ہے۔ ایک کروڑ 16 لاکھ کی آبادی بلوچستان کی اگر پوری آبادی کو صرف ڈسٹرکٹ گوادر میں کھپائیں جو 400 کلومیٹر کے ریشم پر ہے۔ دنیا کے جدید ترین تقاضے وہاں پورا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اب بھی ہم یہاں رور ہے ہیں۔ بنیادی وجہ یہ استھانی نظام ہے۔ جہاں طرزِ حکمرانی ایک نوآبادیاتی اور کالونی کی طرز پر جو چلائی جاتی ہے وہاں ترقی نہیں ہوتی۔ پیش کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فیڈریشن کی طاقت ہی ملک کے لیے بہتر ایک اچھا نظام ہے۔ جناب اسپیکر! ہم کہتے ہیں کہ اکائیوں کی مضبوطی، یہی مضبوط فیڈریشن کی نشانی ہو سکتی ہے۔

**جناب اسپیکر:**

میر صاحب! اگر محضہ کریں آپ کے دس منٹ ہو گئے۔

**میر اسد اللہ بلوچ:**

جی۔ میں اپنے علاقے کے ایک ایسے منصوبہ جس سے آپ خود بھی متعلق ہیں، وہ ہے گچ آواران روڈ۔ جناب اسپیکر! اگر گچ آواران روڈ کو بنانے میں ہم کامیاب رہے یہاں تین ڈسٹرکٹ کے 12 لاکھ عوام معاشی طور پر پیشک زندگی گزار سکتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

اذان ہو رہی ہے۔

(اذان۔ خاموشی)

**میر اسد اللہ بلوچ:**

جزاک اللہ۔ جناب اسپیکر! گچ آواران روڈ، جہاں سے پنجگور، آواران اور لسیلہ ڈسٹرکٹ connect ہوتے ہیں۔ یہاں 12 لاکھ کی آبادی مستفید ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت ہم 18 گھنٹے سفر کر کے یہ فاصلہ طے کرتے ہیں اگر گچ آواران روڈ بنی تو ہم ساڑھے پانچ چھ گھنٹے میں ایران بارڈر پہنچ سکتے ہیں۔ اسی امید کے ساتھ کہ قائد ایوان کا بھی ڈسٹرکٹ اس میں آتا ہے اسپیکر صاحب! آپ کا بھی ڈسٹرکٹ اس میں آتا ہے، میرا ڈسٹرکٹ بھی۔ جناب اسپیکر! کہتے ہیں کہ یہاں وسائل نہیں ہیں۔ اگر ہم نوکری نہیں دے سکتے تو ہم ایسے منصوبہ بنائیں جس سے لوگوں کے روزگار کا ذریعہ ہوں۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہی ہمارا منصوبہ ایک قومی،

ایک عوامی ہمارے لیے ایک بہتر مستقبل ہو سکتا ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ، ایک بات میں ضرور کہوں گا آخر میں جناب اپیکر! یہاں تک ڈولپمنٹ کا تعلق ہے اس فلور پر لوگ آئے۔ فنڈز بھی ملے۔ اربوں روپے فنڈز ملے ہیں۔ میں آج بھی قائدِ ایوان سے یہ کہتا ہوں اول میری ڈسٹرک سے وہ تحقیقات شروع کریں۔ میرے ٹائم کا ایک ٹکا، ایک پیسے کا حساب دینے کے لیے میں تیار ہوں۔ اُس وقت ہم نامدار کر سکتے ہیں اس قائدِ ایوان کو۔ یہاں سے جو فنڈز ملیں گے جس مقصد کے لیے ملیں گے وہ عوام اور غریب والا چاروں تک پہنچ سکیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ڈسٹرکٹ کو ہمی پیش کرتا ہوں۔ جتنے پچھلے ادوار میں میں نے کام کیے ہیں ان کو دیکھیں۔ باقیوں کا میں نہیں کہہ سکتا وہ خود کہیں چیک کرنے دیتے ہیں نہیں دیتے۔ بلوچستان کرپشن سے پاک اُس وقت ہوتا ہے جب ہم اپنے دل اور قول فعل کے ساتھ آگے بڑھیں اور اس قائدِ ایوان کو عزت دار کریں۔

جناب اپیکر thank you

جناب اپیکر:

شکر یہ میر صاحب۔ جو آپ نے ذکر کیا پنجگور، گچک آواران روڈ کا۔ واقعی بہت ہی important ہے اور آواران سے کام شروع ہے اور اس بجٹ میں اس کے لئے ڈیڑھ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اور اُس کی باقاعدہ feasibility study بھی ہے۔ امید کرتے ہیں یہ گورنمنٹ اس پر بہتر کام کرے اور اس کی کوئی بھی اچھی ہو۔ واقعی یہ آواران کے لیے بھی بہت important ہے اور گچک کے لیے بھی، تاکہ وہاں کے لوگوں کی شہروں تک رسائی آسانی سے ہو۔ کراچی important شہر ہے۔ تو آپ کے knowledge میں لاوں کہ already کام ہو رہا ہے۔ اور اس کی feasibility بن رہی ہے۔ اور اس کی رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ہاؤس آپ کا ہے میں چیزوں کیلئے تھوڑی سختی کرتا ہوں آپ بیماری کا کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو سخت دے لیکن اگر پیتے ہیں تو kindly چھپا کر پیٹیں۔ اس ہاؤس کا تقدس آپ کا تقدس ہے آپ کی عزت ہے۔ اس کو ہم سب نے maintain کرنا ہے اگر maintain نہیں کرتے ہ پھر چیزیں صحیح نہیں ہوں گی۔ اور بتوں بھی kindly اور نہیں نیچے رکھیں۔ اور کھانے پینے کی چیزیں ہاؤس میں لانے سے گریز کیا جائے۔ جمعیت کی طرف سے فضل آغا صاحب کو فلور دیتے ہیں۔

سید محمد فضل آغا:

شکر یہ جناب اپیکر نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلَیْ رَسُولِ الْکَرِیمِ۔ اَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنِ اَشْيَاطِنِ الرَّجَمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَنَحْمَدُهُ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَنَحْمَدُهُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ۔ جناب اپیکر! سب سے

پہلے آپ کو، ڈپٹی اسپیکر بابر جان کو اور قائد ایوان جام کمال صاحب کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ اس ہاؤس کو جس کے آپ کمشود ہیں اور ایگزیکٹو جام صاحب ہیں اسلامی اور بلوچستان کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے آگے چلائیں گے۔ جناب والا! بلوچستان ایک ایسا صوبہ ہے کہ جس کے جسم پر اتنے پھوڑے ہیں کہ اب سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ کس کس پر ہاتھ رکھا جائے اور آپ کے سامنے کوئی بات رکھی جائے۔ کیونکہ اس کو وہ اونٹ والی بات ہے کہ ”اونٹ رے اونٹ تیری کوئی کل سیدھی“۔ اس میں شاید بہت سارا قصور، معذرت کے ساتھ اس ہاؤس کا اور ہمارے جتنے بھی ادوار گزرے ہیں نہماندگان کا۔ اور ہمارے یہاں کی بیورو کریمی کا برابر کا حصہ ہے۔ اس لیے کہ جو ہمیں ملتا رہا۔ ہم نے نہ تو بیورو کریمی کو discipline کیا نہ انکو اس قابل بنانے دیا کہ وہ کام کر سکیں۔ ہم نے بیورو کریمی کو اپنے ملازم کے طور پر اپنی مرضی سے اُن کی appointments کرتے رہے۔ ہم 16 گریڈ والے کو 18 گریڈ پر۔ 18 گریڈ والے کو 20 گریڈ پر رکھتے رہے۔ اپنی اپنی choice کے ہم بیورو کریمیں لیتے رہے۔ اپنے اپنے ڈسٹرکٹ اور تحصیلوں میں، جس کا نتیجہ پھر یہ ہی نکلا تھا جو کہ نکلا ہے۔ جناب والا! اگر ایک روڈ صحیح معنوں میں maintain specifications کرتے ہوئے کیا جائے تو 20 سال تک اس کو touch کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مگر آپ پورے بلوچستان میں جا کر دیکھیں اور اربوں روپے آپ نے خرچ کیے ہیں۔ لیکن دو سال کے بعد کسی روڈ کا کوئی درک نہیں ہے۔ یہ حساب آپ کس سے لیں؟ یا اس ہاؤس کے representative سے لیں یا پھر اس بلوچستان کی بیورو کریمی سے لیں؟ پولیس کی بھی یہی حالت ہے۔ ہمارا صوبہ دو وجہ سے پسمند ہے۔ ایک ہم inefficient ہیں دوسرا ہم کرپٹ ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں کی تعلیم اتنی تباہ ہو چکی ہے کہ دوران ایکیشن، مجھے ایک لڑکا ملا اس نے کہا کہ جی ایجوکیشن میں ایک جو نیز کلرک کی پوسٹ خالی ہے اس پر میری سفارش کر دیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی تعلیم؟ کہتا ہے بی اے۔ میں نے کہا کن subjects میں؟۔ کہا ”sir پتی نہیں“۔ تھوڑی دیر کے بعد سوچتا رہا بولا سوکس میں۔ میں نے کہا سوکس کس Author کی کتاب ہے؟ کہا کہ جی میں نے پرائیویٹ کیا ہے۔ بھائی! پرائیویٹ کیا ہے تو پڑھا تو ہو گا نا۔ پھر ایف اے کا پوچھا۔ یہی حال ہم نے ایجوکیشن کا کر دیا ہے۔ ایک کی جگہ پر دوسرا بیٹھ کر امتحان دیتا ہے دو نمبر ڈگریاں بنواتے ہیں۔ اسکلولوں میں ماسٹر نہیں ہوتے ہم نے ان کو سیاست میں involve کر دیا ہے۔ ایجوکیشن ہماری تباہ ہے۔ ہم دوسرے صوبوں اور فیڈ ریشن میں سراٹھا کر بات نہیں کر سکتے، نہ ہی لٹھ کے حوالے سے نہ ایجوکیشن کے حوالے سے نہ ڈیلوپمنٹ کے حوالے سے۔ پہچلنے ادوار کے اگر آپ بجٹ اٹھا کر دیکھ

لیں تو ہر سال آپ کتنے پیسے surrender کرتے رہے ہیں واپس بھجتے رہے ہیں؟ اسکو لوں کی حالت یہ ہے کہ ان میں ماسٹرنیں ہیں نہ پینے کا پانی ہے نہ لیٹرین ہیں چار دیواریاں نہیں ہیں۔ پیسے خرچ کیے جاتے ہیں نہ وہاں ڈیک ہیں نہ ٹاٹ ہیں نہ کتا ہیں ہیں۔ یہی ہیلتھ کا حال ہے کتنے ڈاکٹرز ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ڈسپینسریز hospitals خالی پڑیں ہوئے ہیں بلڈنگز گرہی ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ سسٹم چلانے والے کون ہیں یہ تو یہاں کی لوکل گورنمنٹ کے کونسل سے لے کر چیزیں میں تک یہ ذمہ دار ہیں یا علاقے کے representative جو کبھی ایز ہیں، ایم این ایز ہیں، نیٹریز ہیں وہ ذمہ دار ہیں۔ کبھی ہم نے اپنے گریبانوں میں دیکھا؟ میں پیور و کریسی کو بھی مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ ہمارے ہی لوگ ہیں۔ اس soil کے sons ہیں، ان کی بھی ذمہ داری بنتی ہے۔ جتنی ہماری بنتی ہے اتنی ان کی بنتی ہے۔ کبھی ہم نے اپنے حالت زار پر غور کیا ہے؟۔ یہ دو آپکے ایسے ایریاز ہیں کہ جب تک یہ خوار رہیں گے آپ کبھی ترقی کرنے سکتے۔ کب تک آپ نے ان الزامات کو دوسرا سے صوبوں پر تھوپتے رہیں گے؟ آپ کو کھربوں کے حساب سے روپے ملتے ہیں۔ آپ اپنے پیسے خرچ نہیں کر سکتے۔ جو خرچ ہوتے ہیں وہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ کرپشن آپ کو تباہ کر چکی ہے۔ اپنے حقوق کے لیے آپ نے نیشنل فورم پر آواز اٹھا سکتے ہیں نہ پراؤشنل فلورز پر۔ یہی کا تو یہ حال ہے کہ آپ میں ایک دفعہ بھی نیشنل سٹھپر بلوچستان کا نام نہیں آتا۔ یہی وی کے جتنے بھی چینڈر ہیں انہوں نے آپ کو total ignore کیا ہوا ہے۔ یہی وی discussions میں جب بھی آپ دیکھ لیں جو یہاں کے so called استکنر ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ کبھی discuss ہی نہیں ہوتا۔ جبکہ دوسرا چینڈر کی پوزیشن یہ ہے کہ پاکستان بلوچستان کے بغیر نامکمل ہے۔ پاکستان کے اندر بلوچستان دل ہے۔ اگر دل نے دھڑنا بند کر دیا تو پھر پاکستان نہیں رہے گا۔ جبکہ آپ کے ان نیشنل بارڈرز پر، آپ کے انٹریشنل اور۔۔۔ (مداخلت) گزارش ہوگی۔ آپکی توجہ چاہیے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاؤں۔

جناب اسپیکر:

آپس میں بات نہیں کریں۔ kindly

سید محمد فضل آغا: آپ ہاؤس کی ڈیکورم کو ذرا mainntain رکھیں۔ please

جناب اسپیکر:

جی آغا جان۔

سید محمد فضل آغا:

جب تک یہ international situation اور یہ dis-stable کرنے کیلئے elements موجود ہیں۔ آپ خود کو organised initiative میں سمجھتا ہوں یہ نہیں ہوگا۔ سی پیک کے حوالے سے، گواہ کی ٹوٹا بنا۔ پھر K.T. میں گیا۔ پھر واپس گواہ آیا۔ گواہ کی ڈولپمنٹ کے حوالے کلمتی بھائی نے بہت کچھ کہا۔ کیا ڈولپمنٹ ہوتی ہے؟ بیس سالوں سے وہاں کوئی exact infrastructure بنانی ہے۔ گواہ کو جب تک بلوچستان کی طول و عرض سے آپ connect نہیں کریں گے۔ جب تک آپ کا یہی سی پیک کا مغربی رُوت ٹوب سے ہوتا ہوا کوئی اور کوئی سے ہوتا ہوا فلات، خوشاب اور تربت نہیں جائیگا تو آپکا بلوچستان developed نہیں ہو سکتا۔ مجھے خطرہ ہے کہ انہوں نے یہ پلان بنایا ہوا ہے کہ یہ گواہ سے لاکر خضدار کو یہ شہزادوٹ میں ڈال کر پھر نیشنل کمیونیکیشن نیٹ ورک میں ڈالیں گے۔ آدھا بلوچستان آپکا نیچے آدھا بلوچستان آپکا اور رہ جائیگا۔ اس طرح developed نہیں ہو سکتا۔ باقی اسکے پانچ components ہیں۔ آپکی یہاں پاور جزیشن کیلئے کوئی پروجیکٹ initiate ہوا نہیں ہوا ہے۔ آپ کے انڈسٹریل زون کیلئے کچھ ہوا نہیں ہوا۔ پاسپ لائن، ریلوے لائن کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم خوبھی اس بات کے ذمہ دار ہیں۔ چاہے ہم ECC میں جائیں کوئی آف کامن ائیریسٹ میں جائیں۔ اس میں یا تو ہمارے senior politicians یا یورکریٹس جاتے ہیں یہ ذمہ داری اُنکے لگے پڑتی ہے۔ تو ہم صحیح نمائندگی اپنی کیوں نہیں کر سکتے اپنی آواز کو یہاں فیڈریشن کے لیوں پر کیوں نہیں اٹھا سکتے؟ بلوچستان کی پسمندگی آج سے نہیں ہے۔ 1971ء سے جب سے یہ پارلیمنٹ وجود میں آئی ہے۔ ہم نے صحیح ادا نہیں کیا ہے۔ ہم نے اپنے بچوں کی، تینوں کی، بیواؤں کی، داربدار لوگوں کی، کوئی آواز نہیں اٹھائی ہے۔ جب تک آپ آواز نہیں اٹھائیں گے آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ میں آپ سے عرض کر دوں کہ کوئی شہر میں بچھلے بیس سالوں سے اربوں روپے خرچ ہو گئے ہیں۔ پہلے انہوں نے سیوراج لائن کیلئے بڑی پاسپ لائن بچھائی تھی۔ مجھے پتہ نہیں کہ پاسپ لائن کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ اُسکا end kahā بنتا ہے۔ اُسکے بعد انہوں نے یہ اوپر جاتی والی نالیاں بنائیں۔ کوئی سروے ہوا نہیں ہے کوئی accountability national-flow ہے ہر طرف سے پھاڑ ہیں یہاں کچھ رکنا نہیں چاہیے۔ آپ کی streamlining لیکر چلیں۔ سب سے پہلے یورکریٹ کو streamline کریں۔ پرموشن میرٹ پر ہوں اپوئیٹمنٹ اور پوسنگ میرٹ پر ہوں پھر جا کر یہ بات بننے گی۔ اور جب تک یہ نہیں ہوگا آپ کرپشن نہیں روک سکتے۔ اگر

اپنی مرضی کے لگ آپ اپنے ساتھ رکھیں گے چاہے میں ہوں چاہے کوئی اور ہو۔ تو اس کا مطلب ہے اپنی مرضی کے ہم کام کرائیں گے۔ جب تک آپ کو الٹی ورک نہیں دیں گے تو کچھ ہونہیں سکتا۔ efficiency کی یہ حالت ہے۔ شرم کی بات ہے کہ اُپ پر سے آپکو پیسے ملتے ہیں اربوں روپوں میں اور سالانہ واپس surrender کرتے ہوئے یعنی اربوں روپے تھے۔ تو آپ غریبوں کو کیا دے رہے ہیں؟ آپکو down-to-earth ہونا پڑے گا۔ آپکو ایک ایک غریب کا، جہاں چولہا نہیں جلتا اُسکا سوچنا پڑے گا۔ پچھلی گورنمنٹ میں بتیں ہزار ڈیڑھ سالوں تک گھومتی رہیں۔ اب پتھریں کہاں گئیں یا نگران حکومت نے دے دیں، لتنی دی ہے۔ پتھریں کیا سودا بازیاں ہو رہی تھیں۔ غریب جو کلاس فور کے لوگ تھے وہ دوسال تک دھکے اور درد کی ٹھوکریں کھاتے رہے۔ لیکن اپنے لوگوں کو ہم نو کریاں نہیں دے سکیں۔ گوادر کے حوالے سے جب تک بلوچستان کو اُس میں involve نہیں کیا جائیگا۔ یہاں کی لیبر فورس کو نہیں کیا جائیگا۔ یہاں کے جوانوں کو چاننا بھیج کر trained نہیں کیا جائیگا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اُس سے ہمیں کوئی فائدہ ہو گا۔ لہذا میری یہ گزارشات ہیں۔ کہنے کو تو بہت کچھ ہے۔ آپ کو این الیف سی ایوارڈ میں اپنی نمائندگی دینی ہے۔ ECC میں، کونسل آف کامن انٹریسٹ میں دینی ہے۔ بجلی آپ کی، لوڈ شیڈنگ کو ہم سمجھ رہے ہیں، لوڈ شیڈنگ ختم ہو گئی۔ یہاں تو بیس سالوں سے کہتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ ہے۔ وہ بھی ابھی تین، تین گھنٹے کے بریک آپ کے بعد۔ آپکی میں ٹرانسیمیشن لائے ڈیرہ اسائیل خان سے ٹوپ۔ یہ بیس سالوں سے تشنے تکمیل ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا آپ نے یہاں واپڈا کوتا انفرستر کچھ نہیں دیا ہے جتنی آپکی ڈیماڈ ہے اُسکے مطابق آپکے گرد اسٹیشنری نہیں ہیں نہ آپکی لائنز ہیں۔ گوادر میں آپ بجلی لانا بھی چاہتے ہیں لیکن وہ آپ کو نہیں دے رہے ہیں۔ کچھ کینال کی پوزیشن آپ دیکھ لیں۔ سندھ نے ابھی تک آپکو آپ کے حصے کا پانی نہیں دیا۔ seven point کچھ کی بجائے three point کچھ مل رہا ہے۔ اسیں بہت بڑا تصور ہم سب کا ہے۔ ہم سب نے مل کر اس صوبے کی خدمت کرنی ہے۔ اور اس سلسلے میں جام صاحب اور انکی ٹیم، اگر ہمیں اپوزیشن کو ساتھ لیکر چلنا چاہیں۔ تو بلوچستان کے حوالے سے ہر issue کے اپنے میں اُنکو on-board کرنا پڑیگا۔ اور یہ جو میں نے تجویز دی ہیں بیورو کریسی، کرپشن، پارلیسی آف ورک اور specifications کے حوالے سے۔ ہم انکا بھر پور ساتھ دیں گے۔ اور اگر ہم یہ دیتا تو پچھلے ادوار کی طرح۔ یہ پھر بغل بچے اور ان کو نوازتے رہیں۔ اور جو کچھ ہوتا رہا۔ پولیس کو تو ہم نے بالکل مفلوج کر کے رکھ دیا۔ لیویز کی حالت یہی ہے۔ ہم اب ٹوٹل الیف سی dependent ہیں۔ وہ فورس جن کو بارڈر زمین میں رہنا چاہیے تھا یہ duties پولیس اور لیویز کو کرنا چاہیے۔

تھیں۔ اس تباہی کے ذمہ دار کون ہیں؟ ان سب کو streamline کرنے کیلئے اگر جام صاحب ہمیں اعتناد میں لیں گے تو ہم پورا ساتھ دیں گے۔ بلوچستان کیلئے کوئی بھی کامن انٹرسٹ کی بات ہوگی، ہم اُنکا ساتھ دیں گے۔ اور اگر پچھلے ادوار کی طرح جام صاحب کی حرکات ہوں گی، تو پھر لازمی بات ہے ہم اس فلور پر بھی اور فلور سے باہر بھی بھر پور مخالفت کریں گے۔ ورنہ میں انکو اپنی تائید کی یقین دلاتا ہوں۔ میں آپ سب کا بہت مشکور ہوں۔ بہت شکر یہ۔ السلام و علیکم۔

جناب اپنیکر:

شکر یہ آغا جان۔ جی عبدالخالق صاحب۔

جناب عبدالخالق ہزارہ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے میں جام صاحب کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ صوبے کا نیا چیف امیگریکٹو، وزیر اعلیٰ بن گئے ہیں۔ اس expectation، اس امید کے ساتھ کہ وہ اپنی تمام ترقیاتی، انتظامی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے کریاں اس صوبے میں deliver کرنے کی کوشش کریں گے۔ 2013ء میں جناب اپیکٹر! جب نواز شریف صاحب کی حکومت آئی تھی تو انکی priorities ہوتی تھیں اور انکی priorities میں ازرجنی سب سے پہلے نمبر پر تھی تیسرے، چوتھے نمبر پر امن و امان تھا۔ تو پرسوں یہاں ایک بروشر کھا ہوا تھا اُس میں قائد اعظم محمد علی جناح کا ایک کوٹیشن تھا کہ responsibility یعنی duty of a government is to maintain law and order situation so that to ensure the lives, properties and very respect of the people of Pakistan.

جناب اپیکٹر! ساقمہ ڈریٹر ہدایت سے کوئی شہر کی گلبوں میں بالوجتنان کے مختلف

شہروں میں جس سفاکی سے، جس بربریت سے، جس وحشت سے، جس حیوانیت سے ہمارے خون بھائے گئے۔ ہم تلاش کرتے رہے کہ کس کے گریبان پر اپنے خون کی پچھنیں ڈھونڈیں۔ لیکن ہمیں کہیں نہیں ملا کچھ نہیں ملا۔ ہم اسلام آباد کے ہم پر یہ زیست آف پاکستان کے پاس گئے۔ ہم ڈی چوک پر گئے۔ ہم اپنی استطاعت کے مطابق دہاں جتنے بھی جو کچھ کینے۔ لیکن مرکز سے ہمیں کوئی شناوری نہیں ہوئی۔ لیکن بدعتی سے یہاں صوبائی لیوں پر بھی ہماری کوئی شناوری نہیں ہوئی۔ شناوری تو دُور کی بات ہے۔ یہاں کے چیف ایگزیکٹو صاحب نے تو یہ کہا تھا، 26 ستمبر 2011ء کو مستونگ میں 29 ہزارہ لوگوں کو پہنچن کر ان کی چھاتیوں اور سروں میں گولیاں مار کر انہیں قتل کیا گیا۔ تو ہمیں کیا message آیا صوبائی حکومت کی طرف سے؟ یہ message آیا کہ ہم

ان کیلئے ایک ٹرک ٹشوپپر، آنسو پونچھے کیلئے بھیج دیں گے۔ آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ 2013ء میں، 10 جنوری 2013ء کو جب علمدار روڈ پر ڈبل ٹائپ کا واقعہ ہوا اور 16 فروری 2013ء کو ہزارہ ٹاؤن میں اُنکے چہلم پر explosive use 1000 KG C-4 کیمیکل ہوا تھا، وہاں بلاسٹ کیا گیا۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ معصوم، بیگناہ نیچے بچیاں، پڑھنے والے سارے مارے گئے۔ اور اس خطے کا وہ سب سے بڑا tragedy تھا۔ جناب اپیکر! یعنی مایوسی، غیریقینی صورتحال ہمارا مقدر بن چکتی تھی سابقہ ڈیڑھ دہائی سے۔ 2017ء کی بات کریں، آخری چھ مہینے میں ہمیں کوئی شہر کے ہر کارز پر مارا گیا۔ ساوتھ، ایسٹ، نارتھ۔ جہاں دیکھیں ہزارہ لوگوں کو دیکھ کر مارا گیا۔ اُس کے باوجود ایک امید کی کرن، پچھہ سابقہ مہینے سے ایک امید کی کرن۔ جب سے delimitation ہوئی۔ جب سے یہاں حلقہ بندیاں ہوئیں۔ تو ہمارے اُسی ہزارہ ٹاؤن میں جو چالیس سالوں سے محروم ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں کوئی شہر میں اب سب سے زیادہ لوڈشیڈنگ ہزارہ ٹاؤن میں ہے۔ کوئی بیک ہیلتھ یونٹ وہاں نہیں ہے نہ کوئی ہاسپٹل ہے۔ ایک پرانی اسکول ہے، وہ بھی نیسلیں کا ایک پرانی اسکول ہے۔ یعنی پانچ لاکھ کی آبادی کیلئے۔ اسی کوئی شہر میں سب سے زیادہ لوڈشیڈنگ بھی ہزارہ ٹاؤن میں ہو رہی ہے۔ ہمارے مایوس لوگوں میں ایک امید کی کرن نظر آئی جب یہاں ایکشن ہوئے اور ایک انتہائی صاف اور شفاف ایکشن کے نتیجے میں ہمارے candidate وہاں سے کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن نہ جانے کن وجوہات کی بناء پر؟ میری گزارش اس ہاؤس کے توسط سے میں کہونگا کہ ایکشن کمیشن کے سارے جزو ایڈولیشن ہیں وہ ہم نے پورے کئے ہیں۔ ہم نے گوشوارے جمع کیئے اور اُنکے جتنے بھی اخراجات ہوئے ہم نے جمع کیئے۔ لیکن میری گزارش ہے۔ میں سوائے گزارش کے ابھی تو مطالبه بھی نہیں کر سکتا۔ میری گزارش ہے میری اپیل ہے ایکشن کمیشن آف پاکستان سے کہ اُن مایوس لوگوں پر جو غیریقینی صورتحال میں زندگی پس کر رہے ہیں۔ اُنکے عوام کے رائے کا احترام کر کے آئین کے مطابق مطلب اُن کا نوٹیفیکیشن kindly conditionally جاری کیا جائے۔ یہ میری ایک استدعا ہے اس ہاؤس، اس فلور کے through message جا رہا ہے ایکشن کمیشن سے کہ اُنکے لازم و ملزم ہے ایکشن کمیشن۔ جب ہم نے سارے اُنکی جو بھی ڈیمانڈز ہیں ہم نے پوری کی ہیں۔ نوٹیفیکیشن ہمارا حق ہے بعد کی بات ہے کوئی دوسرا مسئلہ ہوگا۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہمارے ادارے موجود ہیں۔ جناب اپیکر! جس طرح آغا صاحب نے کہا کہ میرٹ اور کرپشن میں میں شروع دن سے کہہ رہا ہوں کہ کرپشن کی انتہاء اب سابقہ حکومتوں میں۔ میں جاؤں، پھر میرے ساتھیوں کا یہاں بھی وہ کہیں گے۔ آپ باور کر لیں کہ میرے area میں

ایک ایک لیٹرین، مطلب لیٹرین جو ڈیڑھ لاکھ روپے میں بھی بتا ہے وہ ڈیڑھ کروڑ روپے میں بنایا گیا ہے۔ میں جب ٹاؤن ناظم تھا۔ میں ٹھیکیداروں اور آفیسرز کو بلکر میں قسم دیتا تھا کہ آپ کو قسم ہے 20% حلال ہے۔ آپ کا گناہ میرے گردن پر اس دنیا میں میں جواب دہ ہوں۔ لیکن 80% کام کریں۔ آخر میں میں نے جا کے کہا کہ آپ لے میں بھی! 75% تو deliver کرو۔ خدارا! آپ اس پر تو 10% بھی deliver نہیں کرتے ہیں۔ میری دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ اس ملک کو، ہمارے اداروں کو، ہمارے مکاموں کو کس طرح آپ چلائیں گے؟ آپ ایک ان in-efficient، نالائق، وہ بلوچستان یونیورسٹی نہیں چلا سکتے۔ میں تو کوئی شاونسٹ یا فاشٹ ڈہن رکھنے والا نہیں ہوں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمارے ہسپتال جہاں ہزارہ لوگوں کے ایریاز میں جو بھی ہسپتال تھے مجھے لا لائق پشتوں ڈاکٹر چاہیئے۔ مجھے لا لائق بلوچ چاہیئے مجھے لا لائق عیسائی چاہیئے۔ مجھے لا لائق ڈاکٹر ڈاکٹر ز بلوچ بھائی جو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرے مجھے وہی چاہیئے مجھے ایک لا لائق نا ڈاکٹر ہزارہ نہیں چاہیئے۔ میں اپنے اسکولوں میں خود جاتا ہوں۔ میں اس شخص کو انہائی like پسند کرتا ہوں اس کی پشت پناہی کرتا ہوں جو ہمارے علاقوں میں کچھ deliver کر رہے ہوتے ہیں۔ اب بھی خدارا! اگر ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹس کو چلانا ہے تو ہمیں لا لائق بندوں کو لانا ہے ہمیں efficient لوگوں کو لانا ہے۔ ہمیں efficiency کو منظر رکھنا ہے۔ آج بھی آپ کی بلوچستان یونیورسٹی میں ایسے لوگ ہیں جو سفارش پر appoint ہوئے ہیں۔ کہ وہ نہ صرف آپ کو تباہ کر دیں گے بلکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی تباہ کر دیں گے، انہیں کچھ نہیں آتا۔ کیا کل وہ اتنا مک از جی کمیشن میں کچھ deliver کر پائیں گے جب ایک نالائق آدمی وہاں لیکھر appoint ہے یا پروفیسر appoint ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ ہم نے میرٹ کو ہر صورت میں لانا ہے۔ ہمیں اس میرٹ کو مطلب محدود نہیں کرنا ہے اس کو ہمیں صوبہ کے لیوں پر ڈسٹرکٹ کے لیوں پر ہم نے میرٹ کو آگے لانا ہے جب تک آپ میرٹ کو آگے نہیں لائے گے میں تو بھی نہیں کہوں گا مجھے معلوم ہے کہ سابقہ دس سالوں سے ایک ہزارہ بھی چڑھا اسی appoint نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ جس کسی کا حق ہے جس کسی کا جو deserve کرتا ہے جو چلا سکتا ہے اُس بندے کو لیا جائے۔ اگر اس کو آپ نہیں لائیں گے ہمارے جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ سارے یقینی طور پر وہ متاثر ہوں گے۔

جناب اسپیکر:

عبدالائق صاحب! ایک تو ٹائم بھی کافی ہو گا اور آپ Chair کو kindly address کریں جو بھی کرے گا وہ Chair کو speech address کرے۔

جناب عبدالحق ہزارہ:

جناب اسپیکر! اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدارا! یہاں اور خصوصاً یہاں بہت سارا thank you.

کھیل کھلوڑ ہوا ہے۔ اب ہم نے اس کو ہر صورت میں روکنا ہے، ہم نے یہاں deliver کرنا ہے۔ یہاں مذہبی تعصبات کو، قومی تعصبات کو جس طرح دیا گیا۔ جس طرح اُسے اُچھالا گیا۔ جس طرح سے نفرتیں پھیلائی گئیں جس طرح سے عوام کو ایک دوسرے سے دور کیا گیا۔ ہم نے قوموں کو، ہم نے مذاہب کو آپسمیں لانا ہے، واپس جوڑنا ہے۔ میں اس کیلئے ہر صورت میں کام کرنا ہے۔ ہمارا معاشرہ جو پہلے جیسا معاشرہ تھا امن کا گھوارہ تھا امن بھائی چارہ اور محبت کو، ہم نے آگے لے جانا ہے۔ ہم نے ایک دوسرے کے مذہب ایک دوسرے کے عقیدے کا احترام کرنا ہے۔ ہم نے ایک دوسرے کے لکھریک دوسرے کی زبان کا احترام کرنا ہے۔ اسی رواداری سے ہم آگے جاسکیں گے۔ تو اس لئے میری گزارش آپ سب سے آپ جناب سے ہے اس آنے والی حکومت سے ہے، کہ ہم نے ہر صورت میں کرپشن کو لگانم دینا ہے۔ میں پرسوں یہاں تھا کچھ میرے ساتھی آغا صاحب میٹھے ہوئے تھے، یہ لوگ سارے جیران رہ گئے۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کو کونسا ملکہ ملے گا؟ میں نے کہا مجھے وہ ملکہ دے دو جس میں سب سے زیادہ کرپشن ہے۔ تو آغا صاحب نہیں پڑے۔ میں نے کہا کہ میراپنا ارادہ ہے کہ میں وہاں سے کرپشن کو ختم کر دوں گا۔ میں کرپشن کیلئے وہاں نہیں جا رہا ہوں۔ آغا صاحب پھر نہیں پڑے۔ میں نے کہا وہ اسلئے کہ خدارا! ہم سب کو چاہیے یہ عوام کے پیسے ہیں، ہر صورت میں ہم نے یہاں عوام کو کیونکہ 2023ء میں ہمیں پھر عوام کے پاس جانا ہے، اور سرخو ہو کے جانا ہے۔ اسلئے اپنی اس اسمبلی کو ہم نے ایک مثالی اسمبلی ایک role-model بنانا ہے، تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے، وہاں سے پنجاب سے یا کہیں اور سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ جا رہے ہیں بلوچستان safe heaven ہے۔ آپ دہشت میں جا رہے ہیں آپ کو وہاں سہولیات میسر ہیں۔ آپ کے پاس پیسے بہت ہیں، آپ کے پاس ہر چیز ہے۔ لیکن ہمیں اپنی ایک identification شناخت برقرار رکھنی ہے۔ کتنے سالوں کے بعد۔ کل پرسوں بھی میں نے کہا تھا کہ ایک تو NFC ایوارڈ سے شہباز شریف صاحب بھی یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے بلوچستان کو ان کے حصے سے اضافی پیسے دے چکے ہیں۔ لیکن یہاں بلوچستان میں کچھ deliver نہیں ہو رہا ہے۔ لوگ اُسی طرح پسمند ہیں، لوگ آج بھی لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ آج بھی ہسپتال اُن کے بہت بدترین صورتحال میں ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدارا! اگر اس نظام کو ٹھیک کرنا ہے تو سب سے پہلا ایجوکیشن کو آپ لے لیں۔ جناب اسپیکر! ایک منٹ میں میں ختم کرتا ہوں۔ میری گزارش ہے ایجوکیشن میں، میں نے اپنے علاقوں میں بھی کہتا ہوں

ہمیں نے ایجوکیشن پر یہ کہا ہے کہ اگر کوئی پرنسپل ہے۔ یعنی کوئی سکول کا پرنسپل ہے، ان کے بچے پر ایجوکیٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اگر کوئی سیکرٹری ہے، کوئی منظر ہے، ان کے بچے پر ایجوکیٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ تو کیا خاک وہ سرکاری سکولوں میں کچھ deliver کریں گے۔ اسلئے اس طرح کی قانون سازی ہونی چاہیے کہ جو بھی سرکار سے سہولیات لے رہا ہے، ان کے بچوں کو سرکاری سکولوں میں، سرکاری ہسپتاں میں، مطلب رکھنا چاہیے، تب بھی جا کے ہم ان کو ٹھیک بھی کر سکیں گے۔ جب میرا بیٹا سرکاری سکول میں ہوگا تو میں strictly وہاں جاؤ نگاہ بھی اور check بھی رکھوں گا۔ اور ہر صورت میں وہاں ماحول بھی صحیح رکھوں گا۔

جناب اسپیکر thank you very much

**جناب اسپیکر:**

جی شکریہ۔ آپ کی مہربانی لیکن جو آپ نے quote کیا تھا کہ این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں زیادہ مل رہا ہے۔ ہمارا شیر ابھی تک اتنا بھی نہیں مل رہا ہے۔ اور ہمارا صوبہ آدھا پاکستان ہے، اُس کے حساب سے دیکھا جائے اور آبادی بہت کم ہے، ہمیں اتنا نہیں مل رہا۔ تو انشاء اللہ امید کرتے ہیں کہ عمران خان صاحب کی حکومت اور ہمارے قائد ایوان اس چیز کو آگے لے جائیں گے اور بلوچستان کے شیر ایف سی ایوارڈ میں مزید بڑھا میں گے۔ تو نصر اللہ زیرے صاحب! بہت سینئر لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ کئی ایسی پارٹیاں ہیں اُن کے سنگل سنگل نمائندے ہیں، تو as a party مجھے دینا پڑتا ہے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آج کے اس اجلاس میں جام صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر اپنی جانب سے، اپنی پارٹی پشتونخواہی عوامی پارٹی کی جانب سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ جام صاحب جس طرح کہا گیا کہ اُنکے والد محترم اور اُنکے دادا بھی اس ہاؤس کے قائد ایوان رہے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ وہ تمام ہاؤس کو، تمام صوبے کے عوام کو اور اسیں رہنے والی قومیوں کو ساتھ لیکر چلیں گے۔ جناب اسپیکر! آپ کو جنوبی علم ہے کہ یہ ملک جب 14 اگست 1947ء کو وجود میں آیا، اُس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ایسی قوتیں رہیں جنہوں نے اس ملک کو صحیح طور پر جمہوری ڈگر پر چلنے نہیں دیا۔ اور آپ کو یہی علم ہے جناب اسپیکر! کہ جب 11 اگست کو بانی پاکستان جناح صاحب نے آئیں ساز اسمبلی کے سامنے جو تقریر کی۔ اُس تقریر میں بھی اگلے دن خلیل ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ کہ وہ تقریر بھی جن معنوں میں انہوں نے کی تھی وہ صحیح طور پر اخبارات میں چھپ نہ سکی۔ پھر آپ نے دیکھا کہ 1947ء سے 1956ء تک

9 سال یہ ملک بے آئین رہا۔ 1956ء میں ایک ایسا آئین بنایا گیا جو ہم جیسے لوگوں کیلئے، یہاں کے حکوم اقوام کیلئے وہ قابل برداشت نہیں تھا۔ لیکن 1958ء میں صرف دوسال تک اس آئین کو بھی برداشت نہیں کیا گیا۔ 1958ء کو مارشل لاءِ گایا گیا۔ اور خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی اُس مارشل لاء کے پہلے قیدی کے طور پر 17 اکتوبر کو گرفتار ہوا۔ اور پھر 14 سال قید بامشقت کے بعد انکور ہائی ملی۔ پھر جا کر کے آپ نے دیکھا، کہ سقوطِ ڈھاکہ ہوا۔ اُنکے کیا عوامل تھے؟ یہی عوامل تھے کہ اقتدارِ عوام کے نمائندوں کو منتقل نہ کیا جائے، اقتدار یہاں رہنے والی قوموں، پشتون بلوچ، سندھی، سرائیکی، بنگالی کو منتقل نہ کیا جائے، اسکے بدلتے ایک صوبہ ایک مشرقی پاکستان، ایک بنگال، اس سے بگلدیں۔ پھر یہ ایسی تاریخ ہے کہ بعد میں آپ نے دیکھا کہ ایک منتخب وزیرِ اعظم کو پھانسی دی گئی۔ 1970ء کے انتخابی نتائج تسلیم نہیں کئے گئے۔ ملک دونخت ہوا 1977ء کے الیکشن میں دھاندی کی گئی۔

**جناب اسپیکر:**

زیرے صاحب! میرے خیال میں یہ پچھلی گورنمنٹ میں بھی آپ نے کہی۔ یہ ساری چیزیں آپ کے ریکارڈ میں ہیں۔ آپ ان چیزوں پر آجائیں جو آج اہم ہیں۔ kindly

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! بولنا میرا حق ہے۔ اگر آپ یہاں بولنے نہیں دیں گے، پھر میں جا کر اسمبلی سے باہر لوگوں اکھڑا کر کے بولوں۔ مجھے حق ہے، آپ کے قواعد و انصباط کار مجھے حق دے رہا ہے۔ آپ کا constitution, freedom of speech مجھے حق دے رہا ہے۔ آپ مجھے سنیں۔

**جناب اسپیکر:**

آپ Chair کے ساتھ آرام سے بات کریں۔ مجھے ایک منٹ سنیں۔ پچھلے ادوار یعنی پانچ سال کی ساری چیزیں آپ کی ریکارڈ میں آئی ہیں۔ آپ بلوچستان کے اہم issues پر اور آج کے واقعہ پر آجائیں kindly اگر آپ ایسی چیزوں پر بات کرتے ہیں آپ کو کرنے دیں گے آپ کو نہیں روکیں گے۔ لیکن آئندہ آپ chair کے ساتھ اخلاق سے بات کریں۔ please

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

کل آپ نے قومی اسمبلی کا اجلاس بھی دیکھا۔ جناب اسپیکر! اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ آپ سے پہلے کہا کہ آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں۔ You are the Custodian of the House۔ آپ

ہمارے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ جب آپ پہلے ہی دن ہمارے حقوق پامال کرینگے پھر ہم کیا موقع کھیں؟

جناب اسپیکر:

نہیں میں حقوق پامال نہیں کر رہا۔ میں کہتا ہوں یہ قیمتی وقت ہے اس کو اُسی طرح استعمال کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

آپ مجھے چھوڑیں، جتنے آپ بولے ہیں، شاید اب تک میں اپنی تقریب ختم کرتا۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔ جی آپ نے ابھی بات کی۔ آئندہ Chair کے ساتھ اس طرح بات آپ نہیں کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

تو 1977ء کے ایکش میں جب دھاندلی کی گئی۔ اور ایک منتخب وزیر اعظم کو چھانسی کا پھندا لگایا۔

جناب اسپیکر! یقیناً یہ ملک کی تاریخ رہی ہے۔ آج بھی جمہوریت نواز قوتوں اور۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر:

زیرے صاحب! ایک منٹ مجھے سنیں۔ کیونکہ ہر ایک کو ٹائم دینا ہے۔ آپ کے 5 منٹ بچ ہیں، آپ kindly conclude کریں۔ پانچ منٹ کے اندر آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ کیونکہ آپ ہاؤس کو اُس طرح چلائیں جو ہاؤس کو ہم چلانا چاہتے ہیں، ہم طریقے سے چلانا چاہتے ہیں۔ پارلیمنٹ لیڈر کا ویسے پانچ منٹ ہوتا ہے۔ میں آپ کو دس منٹ دے رہا ہوں، آپ kindly اس کو پانچ منٹ کے اندر conclude کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ 1977ء کے بعد بھی یہ ملک مارشل لاوں کی زد میں، جزل ضیاء کی فوجی آمریت دس سال رہی اور اُس کے بعد بھی کنشروں ڈیکوریسی رہی۔ پارلیمنٹ کو اختیارات نہیں دیئے گئے۔ بعد میں آپ نے دیکھا کہ جزل مشرف کی آمریت دس سال رہی۔ اب بھی یہی صورتحال ہے کہ ملک میں اب بھی 25 جولائی کو جوان انتخابات ہوئے آں پارٹیز نے اسکومسٹر دیکیا کہ ملک کی تاریخ کی بدترین دھاندلی پرینی ایکشن تھے۔ جس کو ہم نے، بہت ساری پارٹیاں یہاں موجود ہیں، ایم ایم اے، عوامی نیشنل پارٹی، مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی نے اس ایکشن کو مسٹر دکا۔ جناب اسپیکر! اس صوبے کے حالات یقیناً یہ صوبہ دو قومیوں کا صوبہ ہے۔ پشتوں اور بلوچ عوام اپنی سر زمین پر اس صوبے میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آج ایک

بلوچ پنجاب کا وزیر اعلیٰ بننے جا رہا ہے۔ مجھے خوشنی ہے۔ لیکن 1970ء سے لکھر آج تک اگر کوئی پارٹی، کیوں پشتون وزیر اعلیٰ اس صوبے کے لئے شجومنو نہ ہے؟

جناب اسپیکر:

باروزی صاحب کون ہیں؟

جناب نصراللہ خان زیرے:

وہ گورنر وزیر اعلیٰ بننے تھے۔

جناب اسپیکر:

اس سے پہلے elected بھی بننے تھے۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

مجھے پتہ ہے اُس کا۔ اگر پارٹیاں یہاں پشتون وزیر اعلیٰ کو نامزد کرتیں تو بہتر ہوتا۔ ہم نے ایک دفعہ کوشش کی، ایم ایم اے کے اندر اُس وقت مولانا عبدالواسع کو لیکن اُس وقت لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ میں کہتا ہوں کہ 1974ء میں جب یہاں خان آف قلات میر احمد یار خان یہاں گورنر تھے اُس وقت ذوالفقار علی بھٹو صاحب آئے تھے اُس وقت ایک فارمولائٹ ہوا، وہ گزیٹر میں بھی موجود ہے۔ اگر اُس فارمولے پر عمل کیا جائے، پشتون اور بلوچ زندگی کے تمام شعبوں میں برابری لائی جائے تو میں کہتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ جناب اسپیکر! ڈیشنسنگر دی کی جو صورتحال ہے، یہ ہمارے ملک میں اُس وقت کے پیدا کردہ ہے جب جزل ضیاء کی فوجی آمریت کے دور میں افغانستان میں مسلح مداخلت اور جارحیت کی پالیسی جاری رکھی گئی۔ یہاں اُنکے خلاف مرکزی قائم کیے گئے ڈیشنسنگر دوں کو لا یا گیا۔ دنیا اور جزل ضیاء خود کہتا تھا کہ میں نے 6 لاکھ پاسپورٹ یہاں ڈیشنسنگر دوں کیلئے اُس وقت foreigners کو دیئے تھے۔ وہ ڈیشنسنگر دی کا جو ہم نے بنایا تھا آج ہم اُس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ آج یہاں 18 اگست کا واقعہ ہوا، پشاور میں پیک اسکول کا واقعہ ہوا، چار سدہ میں واقعہ ہوا، مستونگ میں واقعہ ہوا، یہ تمام وہ واقعات ہیں کہ ہم نے ڈیشنسنگر دوں کو promote کیا۔ ہم وہ لوگ ہیں ہم نے روزِ اول ہی سے اس کی مخالفت کی تھی کہ آپ ڈیشنسنگر دی کو promote نہ کریں، آپ ہمسایہ ممالک کے ساتھ خارجہ پالیسی اس طرح بنائیں پر امن بقاء بآہمی کے طور پر بنائیں تاکہ یہ جمہوری ملک چل سکے یہاں رہنے والی قومیتیں یہاں اُن کا حصہ ہو خارجہ میں اُن کا حصہ ہو پریم کورٹ میں اُن کا حصہ ہو اور سینٹ کی طرز پر تمام ادارے برابری کی بنیاد پر ہونے چاہئیں۔ میں یہاں جام صاحب کو چونکہ وہ آنے والے وزیر اعلیٰ کا کل حلف

اٹھائیں گے۔ یقیناً یہاں مسائل ہیں تعلیم، سخت، آبتوشی، آپاٹشی کا یہاں جو سب سے زیادہ ہم محبوں کر رہے ہیں، کوئی شہر میں پانی کی قلت کا مسئلہ ہے۔ یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو چھلی حکومت نے یہاں جو ابھی مانگی ڈیم بن رہا ہے، مہربانی کر کے اُس کے منصوبے کو وہ اب بھی ست روی کاشکار ہے۔ اُسکے ساتھ حلق ڈیم کی شاید فیریبلیٹی رپورٹ بھی بنی ہے، برج عزیز خان ڈیم ہے۔ یہ تین ڈیم کم سے کم آپ کے کوئی شہر کو بچا سکتا ہے۔ پچاس سال تک پانی کا مسئلہ ان تین ڈیموں سے حل ہو جائے گا۔ اور اسی طرح جو اس کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب اسپیکر:

زیرے صاحب! آپ کا time ختم ہو گیا۔ ویسے بھی آپ بہت بول چکے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

Just a minute اس میں آپ انقلابی تبدیلی لائیں۔

جناب اسپیکر:

زیرے صاحب! آپ بہت سینئر بندہ ہیں آپ chair کو kindly address کریں۔ اچھا دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا time ختم گیا، آپ کو بھی پتہ ہے کہ آج قائد ایوان--- (مداخلت)

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! اگر آپ کا رو یہ دوسرے ممبران کے ساتھ اس طرح ہو تو یہ زیادہ مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کے رو یہ کے خلاف احتجاجاً وَ اک آٹٹ کرتا ہوں کہ آپ کا رو یہ ہمارے ساتھ پشتو نخواہی عوامی پارٹی کے ساتھ نامناسب ہے لہذا میں احتجاجاً وَ اک آٹٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر:

جی شکر یہ۔ زیرے صاحب! آپ نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ یہاں دو قویں نہیں بلوچستان کے عوام ہیں بلوچستان کے عوام ایک ساتھ ہیں اور پشتون، بلوج، سندھی، ہزارے، سیلہر زبانی قویں یہاں رہتی ہیں وہ بلوچستانی ہیں اور ان کا حق ہے اور کوئی بھی ممبر وزیر اعلیٰ بن سکتا ہے۔ kindly ان چیزوں کو issues نہ بنائیں ان کو تفریق میں نہ ڈالیں۔ اور ممبران سے request ہے کہ ہاؤس میں اس طرح کے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کریں۔ یہ بلوچستان اسمبلی ہے اور سارے بلوچستان کے رہنے والے جتنے یہاں ممبر ز آئے ہیں ان کا حق ہے کوئی بھی وزیر اعلیٰ بن سکتا ہے کسی کی پابندی نہیں ہے یہ فیصلہ majority کا ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر:

احسان شاہ صاحب! میرے خیال میں نہیں ہیں، انہوں نے بھی اپنی طرف سے علیحدہ درخواست دی ہے۔ اور پھر اسد صاحب اور احسان شاہ فیصلہ کر لیں کہ ان کا پارلیمانی لیڈر کون ہے؟۔ پھر آئندہ اس کو ہم باقاعدہ طور پر آگے بڑھائیں۔

میر اسد اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! آپ کو letter لکھا ہے۔

جناب اسپیکر:

سر! وہ اپنی پارٹی کی تمام کیبنٹ کی طرف سے ایک لیٹر لائے ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ:

کیبنٹ کے ممبر زہارے پاس زیادہ ہیں، ہم نے show نہیں کیے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے، پارٹی کی majority ہمارے ساتھ ہے، سنٹرل کمیٹی کی میٹنگ کی ہوئی ہے، یہ اس کے فیصلے ہیں۔ آپ ہمیں آپس میں لڑانے کی کوشش نہ کریں، اتحاد بی این پی (عوامی) کا اور آپ کی بلوچستان عوامی پارٹی کے ساتھ ہوا ہے۔ آپ کسی افراد کو یا فرد کو پارٹی پر حاوی نہ کریں۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر:

اسد صاحب! میں کسی کو نہیں لڑا رہا ہوں، Chair کے لیے ہے۔ وہ علیحدہ letter لائے ہیں آپ علیحدہ لائے ہیں۔ اپنی پارٹی کے مسئلے باہر حل کر دیں ادھر جو بھی letter مجھے ملے گا میں اُسکے مطابق چلوں گا۔ احسان شاہ صاحب بات کریں۔ احسان شاہ صاحب! آئندہ دیکھیں پارٹی کی آپ مشترکہ فیصلہ کر لیں یہاں جو بھی آپ لوگ بات کرتے ہیں۔

سید احسان اللہ شاہ:

بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! پارٹی کی باتیں ذرا چیزبر میں ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ میں نے بھی جناب کو پارٹی کی جانب سے ایک letter دیا ہے جس میں کاہینہ اور CC کے فیصلے موجود ہیں۔ اور آج شام کو پریس کانفرنس کے through انشاء اللہ اکنی وضاحت بھی کی جائے گی۔ جناب! کچھ چیزیں روایات بھی ہوتی ہیں۔ seniority کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے۔ اس اسمبلی میں سینئر کون ہے، عمر کے لحاظ سے، یہ تمام چیزیں ملاحظہ خاطر رکھ کر جناب نے فیصلہ دینا ہے۔ بہر حال اب آتے ہیں زیر بحث ایجنسڈ اپر شکریہ جناب اسپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں آپ نے مجھے فلور عنایت کی۔ الحمد لله، الحمد لله، الحمد لله کہ آج بلوچستان اسمبلی نے جو اپنی

اہم ذمہ داری تھی اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کے بعد قائد ایوان کے انتخاب کا، وہ مرحلہ بھی الحمد للہ بخیر و خوبی طے پا گیا جس کے نتیجے میں جام کمال عالیانی صاحب قائد ایوان منتخب ہو گئے۔ میں اپنی اور اپنی پارٹی، بی این پی (عوامی) کی جانب سے اور اپنے تمام پارٹی ورکروں اور ووٹروں کی جانب سے جام صاحب اور انگلی فیملی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! الحمد للہ یہ ہمارے لیے خوبی کی بات ہے کہ آج ہم نے قائد ایوان کے لیے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا ہے جن کے خاندان کے اس صوبے میں خدمات کے حوالے سے اگر ریکارڈ دیکھا جائے تو انکے دادا میر جام غلام قادر صاحب اسی ہاؤس کے اسپیکر اور دو مرتبہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ اور الحمد للہ انکے والد گرامی جام یوسف صاحب اس صوبے میں سینئرنسٹر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ اور وزیر اعلیٰ بلوچستان کے منصب پر بھی فائز ہو کے انہوں نے اس صوبے اور اس کے عوام کی خدمت کی ہے۔ آج وہ ذمہ داری تیسری نسل میں جام کمال صاحب کے کندھوں پر آئی ہے مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مجھ سے میت تمام معزز ممبران جتنے ان کے ووٹر میں اور بلوچستان کے عوام کو انشاء اللہ یہ امید ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ پاک نے چاہا تو یہ ان کی امیدوں پر پورا اُتریں گے۔ اور بلوچستان کے عوام اپنی صوبائی حکومت سے جو توقع رکھتے ہیں اور خاص طور پر جام خاندان سے اور ان کی ذمہ داری جو اس وقت جام کمال صاحب کے کندھوں پر آئی ہے، مجھے اللہ پاک سے امید ہے کہ وہ احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔ جناب والا! جام یوسف صاحب کے ساتھ میری بہت دیرینہ دوستی تھی۔ ان کی ہمیشہ شفقت، مجھ پر رہی ہے، میری پارٹی کے دیگر دوستوں کے اوپر بھی جام یوسف صاحب کا دستِ شفقت رہا ہے۔ جب ہم مشرف صاحب کے ڈور میں wanted تھے، کس طرح سے انہوں نے ہماری مدد کی ہم ایوان تک پہنچ، اُس کے بعد میں نے انکی کابینہ میں انکے دوست کی حیثیت سے بھی انکے منستر کی حیثیت سے جو خدمات انجام دیں جو جام صاحب نے میرے اوپر ذمہ داری ڈالی تھی وہ الحمد للہ ہم نے احسن طریقے سے پورے کیے۔ جام یوسف صاحب کے بارے میں اگر میں زیادہ کہوں تو شاید میرے جذبات اور میرے الفاظ میرا ساتھ نہ دیں۔ تو جناب والا! اب آتا ہوں میں موجودہ حکومت پر جو ایک vision کے تحت جو لوگوں کی امیدیں ہیں۔ میری یہ درخواست ہو گی جام صاحب سے کہ NFC کے حوالے سے جتنے resources بلوچستان کے حصے میں آرہے ہیں، انکو صحیح طریقے میں utilize کیا جائے۔ یہ ذمہ داری ان کے اوپر ہے۔ اور گزشتہ NFC Award کے حوالے سے جناب والا! جو GDS کی مد میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے 120 ارب روپے کا تعین کیا کہ یہ 120 ارب روپے GDS کی مد میں arrears ہیں۔ بلوچستان

کو، پہلے سال 20 ارب روپے اور اُس کے بعد ہر سال NFC award کے علاوہ arrear کے طور پر دس، دس ارب روپے دیے جائیں گے۔ جناب والا! میری درخواست ہوگی جام صاحب سے کہ سب سے پہلے وہ اس بات کی تحقیقات کریں کہ وہ 120 ارب روپے جو GDS کی مدد میں آئے تھے صوبے میں، وہ پیسے کہاں خرچ ہوئے؟ کیونکہ last time jab نواب رئیسانی صاحب کی گورنمنٹ ختم ہوئی تھی۔ تو اُس وقت خزانے میں اس مدد میں تقریباً 38 کروڑ روپے ہم چھوڑ کر گئے تھے۔ اور اُس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ انکے لیے capital investment کے طور پر ان پیسوں کو لگایا جائے گا۔ ریکوڈ کے حوالے سے ایک مائل refinery ہوگی چھوٹی سی اور اُس پر کوئی دس ارب روپے لاگت آئے گی۔ پھر ہم اس قابل ہوں گے دُنیا کو دکھائیں گے کہ جی یہ ریکوڈ کے جتنی معدنیات ہیں اُس میں گولڈ کتنا ہے کا پر کتنا ہے۔ تاکہ prove ہو جائے۔ اُس کے بعد اُس کمپنی میں انٹریشنل اور نیشنل طور پر ہم investors کو invite کریں گے کہ وہ آئیں اور اس کمپنی میں invest کریں۔ جناب! وہ تمام چیزیں غائب ہو گئیں۔ اُس کے بعد بننے والی حکومت میں ان چیزوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ پچھلی حکومتوں کے حوالے سے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کتنے efficient تھیں۔ پچھلی حکومت میں جو منصڑ تھے بلوچستان سے وفاتی کابینہ میں جزل عبدالقادر صاحب، ایک دفعہ میری جب اُن سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا کہ مرکزی PSDP میں صوبائی حکومت کے لیے one line grant کے طور پر 15 ارب روپے رکھے گئے تھے۔ جو پورے سال استعمال نہیں ہو سکے۔ بعد میں یہ پیسے lapse ہو گئے ان پیسوں سے جزل صاحب نے اپنے حلقے کی ڈولپمنٹ کے لیے ایک ارب روپے لے لیا تھا۔ اور جناب والا! پہلے جو Chief Executive تھے صوبے کے اُن کے اپنا اسٹیٹمنٹ موجود ہے کہ PSDP سے over and above چودہ ارب روپے نکالے گئے تھے۔ PSDP کا جو size ہے اُس سے بڑھ کے 14 ارب روپے نکالے گئے تھے۔ اُس پر اُس وقت انکا statement ہے۔ اس پر انکوائری کمیٹی بٹھاؤں گا کہ یہ پیسے کس طرح نکالے گئے اور کہاں خرچ ہوئے؟ وہ بس اخبار کی news کی حد تک ہی رہا اُس کے بعد کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ تو اگر ہم نے گوڈ گورننس کی جانب جانا ہے۔ اگر ہم نے صوبے کے وسائل کو صوبے کے عوام کے لیے صحیح معنوں میں خرچ کرنا ہے۔ تو اسکے لیے میری گزارش ہوگی جام صاحب سے کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں یہ تمام باتوں کی تحقیقات ہو، اس 14 ارب روپے کی بھی اور اُس 15 ارب روپے کی بھی۔

جناب اسپیکر:

جی شاہ صاحب! میرے خیال سے منحصر کر لیں آپ کے پاس پورے پانچ سال ہیں یہ ساری چیزیں کر لیں گے، آج مبارکباد والا دن ہے۔

**سید احسان شاہ:**

جی جناب کے حکم سے انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ جناب کی روشنگ کے مطابق میں اُسی دورانیہ کے اندر complete کروں۔ تو جناب والا! ان تمام باتوں کی تحقیقات ہونی چاہیے اور اسکے ساتھ ساتھ قائد ایوان نے فور پر الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے ایک چیز نوٹ کی ہے کہ بلوچستان کو coverage نہیں دی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے یہ پچھلی حکومت میں بھی ہم نے محسوس کیا تھا اور اسکے لیے میں نے جام صاحب کی ہدایت کے مطابق اپنی بجت speech میں اعلان بھی کیا تھا کہ بلوچستان میں ہم اپنا ایک ٹیلیویژن نیٹ ورک بنائیں گے اور اس میں گورنمنٹ کی بھی پارٹیزشپ ہوگی اور پرائیویٹ سیکٹرز کے اُس میں مختلف چینز ہونگے۔ چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی رازق گئی شہید بھی اُس کمیٹی میں شامل تھے۔ بہر حال وہ کام آگے بڑھنے سکا۔ تو میری یہ تجویز ہو گی کہ یہ حکومت اگر ایسا کوئی اقدام الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے بلوچستان کو نیشنل اور انٹرنیشنل طور پر اجاگر کرنے کے لیے اور اس کی معدنیات کے حوالے سے سیر و سیاحت کے حوالے سے اُسکی اہمیت کے حوالے سے اگر ہم اپنا ٹیلیویژن نیٹ ورک یہاں بنائیں تو اُس کام میں آسانی ہو گی۔ اس طرح جناب والا! بلوچستان بینک بھی اُس وقت زیر گورنمنٹ۔ لیکن کچھ چیزیں مذہبی لحاظ سے سامنے آئی تھیں کہ یہ ایک سودی کار و بار ہو گا۔ جو اس میں involved ہیں ایسا نہ ہو کہ وقت طور پر ہم کامیاب ہو جائیں۔ بلوچستان بینک کے حوالے سے لیکن آخرت کے حوالے سے بھی انسان کو دیکھنا ہوتا ہے، لیکن آج کل کے دور میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلامی بینکاری بھی ہمارے اسٹیٹ بینک نے متعارف کروائی ہے۔ تو جناب والا! میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اسلامی بینکاری کے حوالے سے بھی ہم دیکھ لیں اگر بینک کی گنجائش ہے تو ہم اس صوبے میں بلوچستان بینک کے حوالے سے بھی کام کریں۔ آخر میں جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا جام صاحب کہ جتنے وزراء ہوں گے یا حکومت کے جتنے کارندے ہوں گے، نمائندے ہوں گے یہ حکومت کی آنکھ اور کان ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم سارا دن حکومتی عہدیدار حکومتی MPA کوئئہ میں بیٹھے ہیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ بلوج علاقوں میں north MPA کے بھیجے جائیں تاکہ وہ وہاں کے حالات دیکھیں اور جام صاحب کو ہیاتھ، ایجوکیشن اور اگر یکچھ کے حوالے سے رپورٹ دیں کہ اس وقت ڈسٹرکٹ لیول پر جو سائل دیے جا رہے ہیں آیا وہ صحیح طور پر استعمال ہو رہے ہیں یا نہیں۔ اس طرح سے north کے علاقوں میں، south سے نمائندے بھیجے جائیں۔

**جناب اسپیکر:**

شہزاد صاحب! conclude کریں۔ بولنے والے بہت زیادہ ہیں۔

**سید احسان شاہ:**

جناب اسپیکر کے حکم کے مطابق میں اپنی تقریر مختصر کرتا ہوں۔ قائد ایوان منتخب ہونے پر جام صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ یار زندہ صحبت باقی۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:**

شکریہ شہزاد صاحب۔ تمام ارکین اسمبلی سے request ہے۔ یہ جلسہ گاہ نہیں ہے یہاں آپ مسائل اور کارکردگی کے حوالے سے بات کریں۔ ایسی بات نہ کریں جس سے انتشار پھیلنے کی بوآجائے۔ چاہے قوم پرستی کے نام سے یا مذہب پرستی کے نام سے یا علاقے کے نام سے۔ جس طرح ہمارے معزز زیرے صاحب یہ چیزیں یہاں discuss کر رہے تھے۔ اس طرح نہیں کیوں قوموں کو بانٹ رہے ہیں؟ یہاں بلوچستان میں بلوج ہیں۔ 22 سے 26 پرسنٹ پڑھان ہیں اور بہت ساری قومیں ہیں۔ یہ سارے بلوچستانی ہیں اور بلوچستان میں کسی کو بھی اس چیز میں پابندی نہیں ہے، majority ہے، آپ اکھٹے ہو جائیں پارٹی لائیں۔ کوئی نہیں روک سکتا کہ پڑھان وزیر اعلیٰ نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن کیوں قوموں کو ان چیزوں میں بانٹ دیتے ہیں؟ بلوج، پڑھان۔ ہم اپنی کارکردگی دکھادیں۔ یہاں آکے آپ اپنی کارکردگی دکھائیں، آپ لوگوں کو اس چیز سے متاثر کریں ”کہ میں نے آپ کے لیے یہ deliver کر دیا۔ میں آیا ہوں آپ مجھے موقع دیں میں آپ کے علاقے اور آپ کے صوبے کے لئے خدمت کرنا چاہتا ہوں“۔ قوموں کو بانٹ کے میرے خیال میں یہ چیزیں نہیں ہوئی چاہئیں۔ اس اسمبلی کے ماحول کو خراب نہ کریں اس طرح کی چیزیں ماحول کو خراب کر دیں۔ میرا خیال ہے مناسب نہیں ہو گا۔ یہ ایک روایتی صوبہ ہے اور یہاں بھائی چارہ ایک دوسرے کے ساتھ۔ یہاں بلوج، پڑھان، پنجابی اور دوسرے سب کے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہے۔ صرف ان چیزوں سے میرا خیال میں آپ قوموں کو ایک دوسرے سے جدا نہ کریں۔ آپ کارکردگی دکھائیں اور آجائیں اور حکومت کر لیں۔ جی جان صاحب! آپ بات کریں گورنمنٹ کی طرف سے۔ گورنمنٹ تو ابھی بنی ہے۔ سردار صاحب! آپ جائیں گے، جو نیerà ابھی تک ہیں، سینئر ابھی تک ہیں سردار صاحب آپ تو بہت سینئر ہیں۔ جان صاحب، ضياء صاحب اور انتر لانگو صاحب۔ جان صاحب! آپ speech کریں۔

**میر جان محمد خان جمالی:**

شکر یہ جناب اسپیکر۔ میں بہت محدود الفاظ استعمال کروں گا۔ ابھی ایوان کی حالت یہ ہے کہ اکثر ممبر جسمانی طور پر آپ کے House میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ڈینی طور پر کہیں اور ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

بالکل میں یہی کہتا ہوں کہ short کر لیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں، بولنا سب چاہتے ہیں۔ جی۔

**میر جان محمد خان جمالی:**

میں صرف جام صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جام صاحب! ذمہ داری ہے، کل آپ oath لیں گے، حکومت چلا یہیں گے آپ کی team اور cabinet ہو گی۔ اور آپ نے اس ایوان کو سب کو ساتھ لے کر چنانا ہے۔ اسپیکر صاحب کا role ہو گا Chief Custodian of the House کا۔ آپ کا Executive of the province۔ مسائل سب کے سنیں۔ میں ملک سکندر صاحب کے حوالے سے، اصغر اچنزی صاحب کے حوالے سے، جمل صاحب کے حوالے سے، یہ سارے مسائل ہیں، کہیں پانی کا مسئلہ ہے کہیں تعلیم کا مسئلہ ہے، کہیں میراث کا مسئلہ ہے، کہیں کرپشن ہے، کہیں کمیشن ہے۔ دہرانا نہیں چاہتے ان کو درست کرنا پڑے گا۔ اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے۔ Zirye welcome back! آ جائیں۔

(اس مرحلہ میں نصراللہ خان زیرے صاحب، رکن اسمبلی ایوان میں تشریف لے آئے)

**میر جان محمد خان جمالی:**

میں ایک مخصوص چیز پر گزارش کرنا چاہتا ہوں چیف سیکرٹری بلوچستان بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب یہ آئے، یہاں تعیناتی ہوئی، تو یہاں election fever mood میں تھے۔ لیکن اسی اثناء میں بلوچستان کے چار اضلاع میں جہاں نہری نظام ہے، وہاں پینے کا پانی نہیں تھا۔ وہ irrigation ہے تھے کینا لز کا پانی آتا ہے۔ کوئی شہر کا کہ جی! PHE والے ٹیوب ویل نہیں چلا رہے ہیں۔ ٹینکرز مافیا ہے، ٹرکیٹر کے ذریعے پانی دیں گے، ان میں سب کی حصہ داری ہے الزامات ہیں، تحقیق کریں گے تو بہت سی چیزیں ثابت ہو جائیں گی۔ عید الفطر پر بھی آپ کے نہری نظام میں پینے کا پانی نہیں تھا۔ اب عید الاضحی آ رہی ہے اب بھی پینے کا پانی نہیں ہے۔ کئی کلو میٹر آپ کی نہریں خشک ہو چکی ہیں اور ہر دسوائی بلوچستانی اُن اصلاح کا رہنے والا ہے۔ صحبت پور ہو، نصیر آباد ہو، جعفر آباد ہو، جمل مگسی ہو، یہ حالت ہے۔ یہ میں چیف سیکرٹری کے نوٹس میں اس ہاؤس کے ذریعے لانا چاہتا ہوں کہ جا کے اس matter کو take up کریں۔ election fever ختم

ہو گیا ہے۔ حکومت کل سے چل پڑے گی۔ ابھی اپنی آفیسر شاہی کار کر دگی دکھائے کہ تی ایم سندھ سے انہوں نے کیا بات کی ہے اپنے اریگیشنس ڈیپارٹمنٹ کو کتنا کھینچا ہے۔ لوگوں کے مستفید ہونے کے لیے کیا کیا ہے؟ ابھی ہم سیاستدانوں پر تو بہت اعتراض آتا ہے ابھی آفیسر شاہی اپنی کار کر دگی دکھائے کہ وہ کیا deliver کر سکتی ہے۔ جہاں تک دو provinces کا مسئلہ ہے، یہ دو چیزیں تھیں جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جام صاحب! بلوچستان عوامی پارٹی جن حالات میں نی، وہ جناب اسپیکر کو بھی معلوم ہے۔ 2015ء میں جب یونٹ ایکشن ہوئے جس کے بعد مجھے اسپیکر شپ سے استعفی دینا پڑا۔ آج بنیادوں والی ہے آپ بلوچستان عوامی پارٹی کے بھائی، بلوچستان میں اپنے فیصلے کریں ہمیں کوئی ہدایت نامہ اسلام آباد سے نہیں آئے گا۔ اور میری یہ موقع ہے ایک سینئر کے۔ میرے سے اس وقت سینئر صالح بھوتانی صاحب ہیں اُسکے بعد میں ہوں۔ کہ ہدایت ناموں کا دو رگزرا گیا ہے آپ کو اپنی کار کر دگی دکھائی پڑے گی۔ آپ بلوچستان کے صوبے کے لیے کیا بھلانی کیا نیکی کر سکتے ہیں۔ نہیں تو پھر پتوخو کے دوستوں کا جو ایکشن کا رزلٹ آیا ہے۔ جو نیشنل پارٹی کا آیا ہے وہ ہمارے سامنے ہیں اُن سے سبق سیکھنا چاہئے۔ یہ مختصر الفاظ میں آپ کو بتا رہوں۔

### جناب نصر اللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! کہا گیا ہے کہ پتوخو کو جو ہرایا گیا ہے وہ آپ کو پوتا ہے کہ کس نے ہرایا ہے؟

### میر جان محمد خان جمالی:

ہارنے ہرنے کی باتیں بہت ہیں۔ جی بیٹھیں زیرے صاحب! اعتراضات بہت ہیں، نیشنل اسمبلی میں بھی اٹھر ہے ہیں۔ وہاں میاں شہباز شریف بھی کہہ رہا ہے کہ ایکشن پر کمیشن بھایا جائے، یہ باتیں ہوں گی اذامات چلتے رہیں گے اور سننے کی بھی عادت ہے۔ تو جام صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کار کر دگی دکھائی ہو گی۔ ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے پورا تعاون کریں گے جہاں آپ صحیح جا رہے ہوں گے تو ہم کہیں گے کہ آپ صحیح جا رہے ہیں۔ جہاں آپ تھوڑا ہٹ جائیں گے صحیح جانے سے تو ہم کہیں گے جی! صحیح نہیں جا رہے ہیں۔ یہ آپ کو واضح طور پر بتا رہے ہیں۔ کیونکہ ہمیں خواہش نہیں ہے آپ کو صلاح و مشورے دینے کی اور ہمیں گود گورننس کی ہے۔ اور پاکستان کا مستقبل بلوچستان سے وابستہ ہے۔ گواہ کے نام سے، ہی پیک کے نام سے آپ لوگوں کو present کریں گے تو ٹھیک ہے۔ جیسے عبدالحالمق ہزارہ صاحب نے کہا ابھی وہ اٹھ کر چلے گئے میرا خیال ہے۔ اچھا میٹھے ہوئے ہیں۔ کرپشن اور کمیشن کے بعد میرٹ آپ کو لانا پڑے گا۔ میرے جیسا آدمی بھی اگر کوئی غلط سفارش کرے تو مجھ سے آپ کہہ دیں کہ جان جمالی آپ کی سفارش غلط ہے۔ یہ

اس پر جائیئے گا۔ اللہ نے موقع دیا ہے اس کو avail کریں، اور بہتری کی طرف لے جائیں۔ please ہماری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں ہماری مدد آپ کے ساتھ ہے۔ جہاں correctness کی ضرورت ہوگی آپ کو correct کریں گے۔ ارجازت لینے سے پہلے چیف سکرٹری صاحب سے میں یہی موقع کرتا ہوں کہ عیدالاضحی پر پینے کا پانی ہوگا۔ ان دس، دس گلومیٹر کے علاقوں میں پینے کا پانی نہیں ہے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:**

شکریہ جان صاحب، جی اختر لانگو صاحب۔

**میرا خڑ حسین لانگو:**

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَيْطَانِ الرَّجْمِ۔ سُمُّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو اسپیکر منتخب ہونے پر اور بابر بھائی کوڈپی اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ اُس دن ہمیں مبارکباد دینے کا موقع نہیں ملا۔ اُس کے بعد آج کی اس کارروائی میں جام کمال خان صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! کچھ تجاویز چونکہ آج یہ ہاؤس مکمل ہوا ہے اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پہلا دن ہے ہمارے اس معزز ایوان کی ابتداء ہے۔ اس حوالے سے میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا۔ سب سے پہلے میں اس ہاؤس کے حوالے سے اس اسٹبل کے حوالے سے جناب اسپیکر! جس دن اسپیکر کا انتخاب ہو رہا تھا۔ اُس دن ہمیں اس ہاؤس میں کچھ بد مزگیاں دیکھنے کو ملیں۔ اوپر جو ہمارے مہماںوں کی gallery ہے اُسکے دروازے مسلسل بخت رہے۔ جناب اسپیکر! آپ کے پاس آپ کے اسٹاف کے پاس نشتوں کی تعداد موجود ہے۔ تو براہ مہربانی ہمارے جو معزز مہماں اس ہاؤس میں کارروائی دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ بجائے اُن کو دھکے دے کے ہم اس ہاؤس سے نکال لیں، تو بہتر یہ ہے کہ آپ کے پاس جتنی capacity ہے آپ اپنے اسٹاف سے اس پر عملدرآمد کروائیں کہ جتنی ہمارے پاس گنجائش ہے ہم اتنے پاس جاری کریں۔ تاکہ لوگ یہاں آکے دھکے کھا کے بے عزت ہو کے واپس اس ایوان سے نہ نکلیں۔ اور جناب اسپیکر! آپ نے اپنے پہلے دن جب ہم منتخب ہوئے تھے۔ اُس میں آپ نے تھوڑے سے دھمکی آمیز لمحے میں کہا کہ اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔ جناب اسپیکر! میری اور آپ کی قربت کوئی 15 سالوں سے ہے۔ ان 15 سالوں میں ہم آپ کی دیوانگی سے بھی واقف ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ اپنی x کو قادرے اور قانون کے تابع رکھیں گے اور ہم بھی کوشش کریں گے کہ ہم XXXXX اخلاق اور روایات کے پابند رہیں۔

**جناب اسپیکر:**

آپ چیئرمیں کو اس طرح نہیں کہ سکتے۔ آپ یہ باتیں مجھے چیئرمیں بتایا کریں۔ غیر پارلیمانی الفاظ کا روایی سے حذف کر دیں۔

**میرا خڑحیمن لانگو:**

چلو میں چیئرمیں آ کر پوچھوں گا۔ جناب اسپیکر! چونکہ آج ہمارا پہلا دن ہے مسائل تو ہمارے بہت زیادہ ہیں۔ ہماری کوشش ہو گی کہ جن مسائل کے حوالے سے بلوچستان کے لوگوں نے ہم سب منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے، ہم اُنکے مسائل کو address کریں گے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جناب اسپیکر! اس وقت اگر ہم اپنے capital کو ہی لے لیں، اخلاقی حوالے سے ہماری قوم جن پستیوں کا شکار ہو رہی ہے اگر ہم اُس کو ہی لے لیں، تو کچھ دن پہلے جب ہم نے 14 اگست منایا۔ ہمیں اپنی ان اخلاقی پستیوں کا اندازہ اُس سے بھی ہو گا کہ ہم خوشیاں منانے کے وہ آداب بھی بھول چکے ہیں۔ اس 14 اگست میں جن ہلڑ بازیوں کا مظاہرہ ہم نے سو شل میڈیا پر دیکھایا رہو ڈوں پر ہم نے دیکھا۔ جس طرح ہمارے نوجوان خوشی اور جشن کے نام پر لوگوں کی بے عزتیاں کیں جس طرح families کو ہر اسال کیا گیا۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں، پولیس کے اعلیٰ افسران بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے بھی میری یہ درخواست ہے کہ ہمیں اور آپ کو ملکر اپنے معاشرے کی جو اخلاقی تربیت ہے، اُس پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ میں خُدا خواستہ ہیں کہ رہا ہوں کہ ان اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے۔ کیونکہ سو شل میڈیا پر آج بھی وہ ویڈیو موجود ہیں کہ جن ہلڑ بازیوں کو کثروں کرنے کے لئے ہم نے پولیس deploy کیا تھا۔ پولیس خود ان ہلڑ بازیوں کا حصہ بنی ہوئی ہے۔ اور پولیس خود ہاتھوں میں اسپرے لئے عورتوں پر، گاڑیوں پر، لوگوں پر پھینکتی جا رہی ہے۔ تو ہمیں اور آپ کو اپنے گریباں میں جھانکنا چاہئے کہ ہمارا معاشرہ کن اخلاقی پستیوں کی طرف جا رہا ہے۔ ہمیں ان چیزوں کو ایڈر لیں کرنا چاہئے۔ جناب اسپیکر! دوسرا ہمارا جو سب سے بڑا مسئلہ صوبے کا ہے، وہ ہے امن و امان۔ ہمارا صوبہ روز بروز لسانی تعصبات اور مذہبی ناروا داری کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ آج جن خدمات کا ذکر عبدالحق بھائی نے کیا بلکہ اُن کو یاد ہو گا ایک دن میں اُن سے ملنے مری آباد گیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ جیلیں ہم نے بہت کافی ہیں۔ آپ کے مری آباد میں اور سنظرل جیل ہدہ کوئی نہیں میں جہاں میں نے جیل کافی ہے، مجھے صرف ایک فرق نظر آیا ہے کہ شام کو پانچ بجے کے بعد آپ ہزارہ برادری کی گفتگی بند نہیں ہوتی۔ ہمارے وہاں جیل میں شام پانچ بجے سے صحیح پانچ بجے تک گفتگی بند ہوتی تھی۔ آپ لوگ رات کو بھی آزادانہ مری آباد کے اندر گھوم پھر سکتے

☆ بحکم جناب اسپیکر xxxxxxxxxxxxxxxxx غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

ہیں۔ جناب اسپیکر! قائد ایوان صاحب اٹھ کر چلے گئے۔ ان مسائل کا حل یہ نہیں ہے کہ ہم یہ ریز لگاکے ہزارہ قوم کو مری آباد اور ہزارہ ٹاؤن میں قید کر دیں تاکہ یہ لوگ مارے نہ جائیں۔ ہم ہزاروں لوگوں کو قید کرنے کی بجائے اُن چند ممٹھی بھر عناصر کو کیوں قید نہ کریں جن کی وجہ سے ہمارا یہ پورا معاشرہ بکاڑا شکار ہے۔ ہمیں اپنی پر اڑیز کو دیکھنا چاہئے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اقدامات کیا کرنے ہیں۔ ہم نے مسائل کے حل کیلئے اُٹھ فارموں لے ایجاد کر دیے۔ اختر لانگو کی جان کو خطرہ ہے بند کرلو اس کو گھر میں۔ جس سے خطرہ ہوا س کو تو ہم نے آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ 2002ء میں میں اور آپ ایم پی اے تھے۔ اُس وقت ہمارے پیچھے گن مینوں کی لشکر نہیں ہوا کرتی تھی۔ جس دن ہم منتخب ہوئے حلف اٹھانے سے پہلے ہمیں یہ intimation دے دیا گیا کہ آپ اتنے بندے دے دیں تاکہ گورنمنٹ اُن کو وظیفہ اور ہتھیار دے تاکہ وہ آپ لوگوں کی حفاظت کریں۔ کتنے بندوں کی حفاظت کیلئے ہم ہتھیار بند لوگ مہیا کرتے رہیں گے؟ آیا ہم اپنے معاشرے کو اُن برائیوں سے، اُن دہشتگردوں سے، اُن بدمنی پھیلانے والوں سے اگر پاک کر دیں تو اربوں روپے جو ہمارے ملک میں سیکورٹی کے نام سے ہمارے صوبے کے پیسے سیکورٹی کی آگ میں جھونک رہے ہیں۔ وہ پیسہ ہم بلوجستان کے لوگوں کی فلاح و بہبود پر، تعلیم و تربیت، صحت کی سہولتوں میں کیوں خرچ نہ کر دیں۔

**جناب اسپیکر:**

اختر جان! اس کو conclude کریں۔ کافی معزز اکیں باقی ہیں جنہوں نے تقریر کرنی ہے۔

**میرا خڑھسین لانگو:**

پہلے دن کے لئے کافی ہے؟

**جناب اسپیکر:**

پہلے دن کیلئے کافی ہے۔ آئندہ آپ کو زیادہ ٹائم دوں گا۔ یہ آپ ہاؤس ہے یہاں ہر ایک کو بولنے کا حق ہے۔

**میرا خڑھسین لانگو:**

ٹھیک ہے۔ آئندہ ہم بھی خیال رکھیں گے اور آپ بھی۔

**جناب اسپیکر:**

معزز رکن جو بولنا چاہتا ہے۔ باقی سب کی صحیح میں لیکن اتنا زیادہ بولو گے تو باقی دوستوں کو ٹائم نہیں ملے گا۔ سب انتظار میں ہیں اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر ٹائم کی پابندی کریں گے تو تمام معزز اکیں کو بولنے کا

موقع مل جائیگا۔ میرا کسی سے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے اس لئے مجھے آپ لوگوں کی تقریر کے دوران پیچ میں بولنا پڑتا ہے کہ kindly مختصر کریں۔ شکریہ آپ نے میری بات مان لی۔ آپ سینئر پارلیمنٹریں ہیں۔ زیرے صاحب بھی سینئر ہیں۔ لیکن کبھی کبھی وہ جذباتی ہو جاتے ہیں۔ جی سردار صالح بھوتانی صاحب۔

**سردار محمد صالح بھوتانی:**

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اپنیکر! اُس دن میں آپ کو مبارکباد نہیں دے سکا۔ آج میں آپ کو اپنیکر اور سردار بابر خان کو ڈپلی اپنیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج اس کے process میں لیڈر آف دی ہاؤس منتخب ہونے پر جام کمال صاحب کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کے توسط سے جناب عمران خان کو وزیر اعظم منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ الحمد للہ بلوچستان عوامی پارٹی ایک نئی پارٹی جو بھی بنی ہے اور اس کو عوام نے اتنی اکثریت دی کہ آج اُسی پارٹی سے لیڈر آف دی ہاؤس منتخب ہوا۔ لیکن یہ پیٹی آئی، اے این پی، جے ڈبلیو پی، ایچ ڈی پی اور بی این پی (عوامی) کے راہنماؤں اور ممبران کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اور ان کا مشکور ہوں کہ ان کے تعاون سے یہ ممکن ہوا۔ میں سردار شناع اللہ ذہری صاحب کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے ہماری پارٹی کے نامزد اُمیدوار کو ووٹ دیا۔ ٹائم بہت کم ہے اور ازر جی بھی کم ہوتی جا رہی ہے میں کوشش کروں گا کہ کم سے کم ٹائم لوں۔ وسائل اور مسائل پر گئے تو بہت ساری باتیں ہیں۔ بلوچستان انتہائی پہماندگی کے دور سے گزر رہا ہے۔ اور بلوچستان کے عوام بہت ڈکھی ہیں ان کے زخمیت گھرے ہیں۔ اور اس پارٹی سے جو ہم نے بنائی اور اس وقت جو ہمارے اتحادی دوست ہیں، مجھے خوشی ہے کہ بہت اچھے دوست ہمارے اتحادی ہیں۔ کیونکہ بلوچستان کے عوام کی بہت سی اُمیدیں ہم سے وابستہ ہیں۔ اور ان کے ڈکھوں کا مد او کرنا ہے۔ اور ہمیں اسی سوچ کے ساتھ آگے بڑھنا ہے کہ ہم اُنکے ڈکھوں کا کس طرح مداوا کر سکتے ہیں کیونکہ بلوچستان کیسا تھا اگر زیاد تیوں کا ذکر کریں تو ایک لمبی داستان ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں کیئر نیکری ایم تھا تو پہلی میٹنگ جب میری ہوئی پرویز مشرف صاحب صدر پاکستان تھے اور میاں محمد سومرو پرائم منسٹر آف پاکستان تھے۔ تو میں نے انہیں request کی کہ جی! گیس کی مد میں بلوچستان کو کچھ نہیں مل رہا ہے۔ اور ہماری رائٹلی کے کافی حسابات واجب الادا ہیں ہماری مدد کی جائے۔ تو صدر صاحب نے پرائم منسٹر صاحب سے کہا کہ ”بھوتانی صاحب بلوچستان کے کیئر نیکری ایم ہیں ان کی مدد کی جائے اور بلوچستان کیلئے کچھ دیا جائے۔“ تو ہماری میٹنگ ہوئی وہاں اور اس میٹنگ میں خیر بہت سارے حساب کتاب تھے لیکن طے ہوا کہ جی 100 ارب دینے جائیں گے جو کہ قسطوں میں

ملے بھی، الحمد للہ میں یہ کریٹری نہیں لینا چاہتا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ 100 ارب ملے جو کہ قسطوں میں ملتے رہے۔ لیکن وہاں بات ہوئی کہ جی بلوچستان کی گیس بہت poor گیس ہے اُس کی قیمت ہی کوئی نہیں ہے۔ اور اُس وقت میں تھوڑی جذباتی ہو گیا۔ میں نے کہا کہ جی! پورا پاکستان نے اس گیس سے استفادہ کیا اور آج یہ گیس poor ہو گئی، جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ تو ایسا پھر کیوں نہ کیا جائے جو بھی گیس لائن میں آتی ہے وہ بلوچستان حکومت کے حوالے کی جائے تاکہ وہ consumers کو خود بیچے اور خود اُس کی قیمت وصول کرے۔ لیکن انہوں نے کہا ”ایسا بھی ہم نہیں کر سکتے“۔ کیونکہ ان کو حساب دینا بھی نہیں ہے۔ اور آج تک میں کہتا ہوں کہ بلوچستان کو گیس کی مد میں جتنے بھی پیسے ملنے ہیں وہ نہیں ملتے۔ جو بھی نمائندہ یہاں سے جاتا ہے۔ وہاں ان سے کوئی سیدھی مُسہبہ بات بھی نہیں کرتا اور وہاں سینٹر بیٹھے ہوتے ہیں، یہاں سے جو نیسر جاتے ہیں۔ کل گوادر کا بھی یہی حشر ہو گا، پھر یہ لوگ کہیں گے کہ ”آپ کا سمندر بہت poor ہے اُس میں جہاڑ ٹھیک نہیں چلتے اس لئے آپ کو کچھ نہیں ملے گا“۔ اور گوادر کے بارے میں میرے خیال میں حمل کامتی صاحب نے جو خدشات ظاہر کئے اور دوستوں نے کہا اُس پر میں repetition نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایک repetition ہو جائے گی اور ثانیم کا ضایع ہو گا۔ سینڈک پراجیکٹ منصوبہ چل رہا ہے، میرے خیال میں آج تک کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ سینڈک سے کیا نکلا کہاں گیا؟ اور raw material اُسی وقت ڈال دیتے ہیں اور چاٹانا والے لیکر جاتے ہیں اور چاٹانا میں جا کے process ہوتے ہیں۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کیا نکلا کیا نہیں نکلا۔ ہاں البتہ وہاں جو ملازم میں ہیں الحمد للہ وہ کافی سکھی ہو گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ ان کو دیکھنا نہیں ہے کہ کیا نکلا ہے کیا نہیں نکلا ہے۔ ان کو اپنے خوشحالی کے لئے بہت کچھ ملتا ہے۔ اور بلوچستان کے لئے اُس میں بھی کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہے۔ اسی طرح ریکوڈ ک کا معاملہ ہے۔ الحمد للہ بہت سارے وہاں خزانے ہیں۔ لیکن وہ بھی سازشوں کا شکار ہو گئے۔ ابھی میں الاقوامی عدالت میں گئے، بجائے لینے کے دینے پر رہے ہیں۔ تو بلوچستان کتنا زخم کھائے گا؟ اب بلوچستان کو زیادہ زخم کھانے کی گنجائش بھی نہیں رہی۔ بلوچستان بہت دُھکی ہے۔ اب سنبھل کے چلنا ہے سوچ کر چلنا ہے اور سوچ کر آگے قدم بڑھانا ہے۔ صوبہ قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔ کوئی کمی نہیں ہے لیکن اُس کی exploration نہیں ہو رہی ہے، یہ بھی ایک بڑی سازش ہے۔ جن کی نظریں بلوچستان پر ہیں۔ پیڑوں کی کمی نہیں ہے، ابھی recently ایک فیڈرل منٹر نے statement دیا ہے، میرے خیال میں بہت سارے دوستوں کی نظر سے گزرا ہو گا۔ کہ ”جی ایران پاکستان بارڈر پر بہت سارے پیڑوں ہے جو کہ امریکن کمپنی نے اسکا اکتشاف کیا ہے۔ لیکن نکالے گا کون ہمت کس میں ہو گی؟ یہ میں فیصلہ کرنا

پڑیگا کہ ہمیں نکالنا ہے یا نہیں۔ اور نکالنا ہے تو ان قوتون کا کس طرح مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ وہ قوتیں نہیں چھوڑ رہیں۔ میں تو کھل کر بات کرتا ہوں اور یہاں ریکوڈ ک میں بھی وہی قوتیں نہیں ہونے دے رہی ہیں بلوچستان کو، پاکستان کو مالا مال نہیں ہونے دے رہی ہیں۔ تو وہی قوتیں رکاوٹ بنیں گی اور ہم عالمی سازشوں کا شکار ہو جائیں گے۔ اور یہاں کافی مداخلت ہوتی ہے۔ ابھی اس میں بحث میں جائیں گے تو باقیں بڑھ جاتی ہیں۔ لیکن ملک کیلئے ہمیں کچھ سوچنا پڑے گا۔ یہاں بلوچستان کے لئے ہمیں خود فیصلے کرنا پڑیں گے، کچھ سخت اور کڑوے فیصلے کرنے پڑیں گے تاکہ بلوچستان کی حالت کچھ بہتر ہو سکے۔ اور بلوچستان کے عوام کے زخموں کا کچھ مرہم ہو سکے۔ جناب والا! یہ چیزیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں Over night it is not possible. لیکن اگر ایک صحیح سمت کا تعین کیا جائے اور صحیح سمت کا رُخ کیا جائے۔ اور اچھی نیت سے منزل شروع کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں بہتر طریقے سے آگے بڑھ سکتی ہیں۔ اور ہم اپنے حقوق کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت الحمد للہ عمران خان وزیر اعظم بنے ہیں، جنہوں نے نئے پاکستان کا نام لگایا ہے۔ اور اس وقت میں ان کو بتانا چاہتا ہوں آپ کے توسط سے کہ پاکستان بلوچستان کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ اور پاکستان کو جو کچھ بھی ملا ہے اور ملے گا، وہ بلوچستان کے نام پر ملے گا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان کے نام پر مل رہا ہے اور خرچ کہیں اور ہور رہا ہے۔ ہمیں اُس سے غرض نہیں۔ پاکستان ہمارا دل ہے ہمارے جگہ کا گلزارا ہے۔ لیکن ہم اپنی روٹی، کہتے ہیں کہ ہمارا نوالہ چھن جائے اور کوئی اور کھائے اور ہم بھوکے مریں ہمیں بھوکا نہیں ماریں باقی سارے کھائیں۔ تو جناب والا! معیارِ تعلیم انتہائی اگرا ہوا ہے لیکن سب بات کرتے ہیں کہ جی تعلیم ہو، تعلیم ہو۔ تعلیم تو ہو لیکن ان خانہ بدوسوں کا کیا ہوگا جن کو رہنے کے لئے مسکن نہیں۔ اور موسمی حالات کی وجہ سے وہ کبھی سندھ اور کبھی بلوچستان آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کی زندگیاں ان کی بچوں کی زندگیاں اُسی میں گزر جاتی ہیں، کیا ان کے لئے بھی سوچا نہیں جائے کہ ان کو کبھی بٹھایا تو جائے ایک جگہ پر اور ان کے لئے کوئی ایسے اقدامات کیئے جائیں۔

**جناب اسپیکر:**

سردار صاحب! آپ کی باقی توا چھی ہیں لیکن اس کو short کر لیں۔

**سردار محمد صالح بھوتانی:**

جی بس میں short کر رہا ہوں۔ اسی لئے آپ کے خوف سے جلدی جلدی کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں نے سوچا کہ ابھی حکم نازل ہو گا۔

**جناب اسپیکر:**

ابھی ٹائم بہت ہے پانچ سال کیلئے آئے ہیں انشاء اللہ، سارے منسلکے ایک ہی دن میں نہیں کریں گے۔  
سردار محمد صالح بھوتانی:

پانی ہماری اولین ترجیح ہے کیونکہ پانی ہو گا تو لوگ settled ہوں گے۔ اس وقت ہمارا علاقہ لسیلہ یا حب ہے، جہاں انڈسٹریز بھی ہیں اور ذرا راست بھی ہے سب کچھ ہے۔ لیکن حب ڈیم خشک ہو چکا ہے۔ قحط سالی ہے۔ اُمید ہے اللہ بارشیں دیگا لیکن پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے چیف سیکرٹری صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ 3-K کی ایک لائن سندھ سے بچھائی گئی ہے۔ تاکہ ایسے حالات میں وہ 3-K سے حب کو پانی دے سکیں۔ حب کو نہیں، ایسا نہیں پھروہ حب کو جا کے ملیں وہاں، اُن انڈسٹریز کو ملے اور ہمیں نہیں ملے، یعنی حب شہر کو۔

**جناب اسپیکر:**

سردار صاحب! آپ کو مبارک ہوا آپ کا سی ایم ایم ایسیلہ سے ہے۔

سردار محمد صالح بھوتانی:

ٹھیک ہے میرے لئے اعزاز ہے، مجھے خوشی ہے کہ لسیلہ کو یہ اعزاز پھر ملا ہے۔ یہ تکلیف اُنہی کی اپنی ہے، مجھ سے زیادہ اُن کی یہ تکلیف ہے۔ تو 3-K کو فعال کیا جائے ورنہ پانی کی بڑی قلت ہے۔ اور لسیلہ کی زمینیں اور minerals پر بہت سارے لوگوں کی نظریں ہیں۔ جام صاحب کو بھی اسکا علم ہے۔ میں آپ کے توسط سے اُنکے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اُنکے نوٹس میں پہلے سے ہے کیونکہ وہ لسیلہ میں رہتے ہیں۔ آخر میں میں وزیر اعظم صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ وہ صوبے کی طرف خصوصی توجہ دیں اور میں جام صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا تعاون انشاء اللہ ہر وقت ہر مرحلے پر اور ہر جگہ اُنکو حاصل ہو گا۔ اور اس اُمید کیسا تھک کہ وہ اپنی فہم و فراست سے اور اجتماعی سوچ کیسا تھک اور سب دوستوں کو اعتماد میں لئے حکومت چلانے کا عزم کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ سردار صاحب آپ کی باتیں بہت اچھی تھیں۔ لیکن ٹائم بھی ہمارے پاس بہت ہے پانچ سال ہیں انہی میں ہم صرف مسائل کو بیان کریں گے۔ لیکن آج اگر ممبر ان کم سے کم بولیں تو زیادہ بہتر ہو گا جس طرح اختر لانگو صاحب نے کہا کہ پہلے دن جو ماحول خراب ہوا تھا کیونکہ ہمارے ہر ممبر کو دو سے چار بندے لانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ پہلا دن تھا ہر بندے دس سے بیس بندے لائے تھے اور بلوچستان کی روایت ہے کہ وہ

کوش کرتے ہیں کہ پہلا دن ہے سب آجائیں۔ اُس کی وجہ سے ماحول تھوڑا خراب ہو گیا۔ اگر آپ اسی بیلی کے اسٹاف کیسا تھا تعاون کریں گے تو ماحول بہتر رہے گا۔ اگر ایک بندہ کہے گا کہ میں بچاس بندے لاتا ہوں دوسرا کو اجازت نہ ہو۔ ایک کہے گا کہ میں ایک گھنٹہ بولوں گا دوسرا کو بولنے کا موقع نہیں ملے۔ میرے خیال میں ایک دوسرا کے خیال کریں پھر چیزیں بہتر ہو گی۔ حاجی محمد نواز صاحب۔

حاجی محمد نواز کا کڑ:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اسلئے کہ اُسی دن آپ نے مجھے فلورنیس دیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں جام صاحب کو وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کے ذمہ دار اور بڑے ہیں۔ اور اس امید کیسا تھا کہ وہ اس ہاؤس کو ساتھ لیکر چلا گئیں گے۔ اب وہ اس پر انحصار کرتا ہے کہ اس ہاؤس میں موجود اداکین آسمبلی کو وہ اپنے ساتھ کیسے چلا گئیں گے۔ یہ انحصار صرف اور صرف اب محترم جام صاحب پر ہے کہ وہ اپوزیشن اور حکومتی بیخچوں کو کیسے چلا گئیں گے۔ اور آپ اس ہاؤس کو یقیناً اچھے طریقے سے چلا گئیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کو جو بار بار مداخلت کرنا پڑتی ہے، تقریر اس سے متاثر ہوتی ہے۔ اگر آپ اس بندے کو چھوڑ دیں تو شاید وہ اپنی بات اس عرصے میں مکمل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کو میں جو نعمت دوں آپ انکا شکر ادا کریں تاکہ میں آپ کیلئے مزید بڑھا دوں۔ اگر آپ نے ناشکری کی تو میں آپ کو عذاب میں بنتا کر دوں گا۔ لہذا اس ہاؤس میں آئے ہوئے لوگ اس سوچ سے اپنے علاقوں سے الیکٹ ہو کے آئے ہیں اس سوچ کے ساتھ کہ ہم اپنے علاقوں کی نمائندگی کریں گے ان کے مسائل سین گے ان کے مسائل کے حل ہم لیکر آئیں گے۔ لہذا مسائل تو ایک نے بیان کیے ایک بات میرے سامنے آگئی ہے ایک دوست نے کہا ”کہ ہم اس آسمبلی کو role-model بنائیں گے۔ شاید یہ ایک سوچ ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ role-model نہیں بنے گی؟ اس لئے کہ یہاں کئی سوچیں کا فرمایا ہیں۔ ہر ایک اپنی سوچ کے تحت چلتا ہے۔ رو یہ آپ پر انحصار کرتا ہے اگر آپ نے اس آسمبلی کو role-model بنانا ہے اس کا انحصار آپ پر ہے آپ بنائیں۔ اپوزیشن اور حکومتی بیخچوں کو ساتھ چلا گئیں۔ ایک وقت تھا ہم کہیں گے کہ ہم بلوجستانی بن کے چلیں گے۔ بلوجستان کیلئے سوچیں گے اپنی ذات کیلئے نہیں۔ ایک خاص حلقة انتخاب کیلئے نہیں ہم بلوجستانی بن کے بلوجستان کی بہتری کیلئے سوچیں گے۔ ایک وقت تھا جب گیلانی صاحب آئے تھے بھیثیت وزیر اعظم کے۔ تو وہاں مقدمہ رکھا گیا کہ تقریر مولانا واسع صاحب کریں گے۔ جب انہوں نے تقریر کی، بلوجستان کے مسائل اُن کے سامنے رکھے۔ جب

گیلانی صاحب اٹھ کے تقریر شروع کی تو اس کو کچھ چیزیں ناگوار گز ریں۔ انہوں نے کہا ”کہ مولانا واسع جمعیت العلماءِ اسلام کا نمائندہ ہیں وہ اس طرح کی باتیں تو کرتے ہوں گے لہذا ہم پیپلز پارٹی کے لوگ ہیں“۔ تو نوابِ اسلام رئیسانی صاحب جیسے وزیر اعلیٰ شاید آپ کو بھی بھی نہ ملے۔ وہ اٹھ کے کھڑے ہو گئے ڈاؤن پر آگئے۔ ”کہاوا اللہ کے ایک بات، ہم سب بلوجتنی ہیں، ہم میں کوئی نہ جمعیت کا ہے نہ پیپلز پارٹی کا ہے نہ کسی اور پارٹی کا ہے۔ لہذا ہم صرف اور صرف بلوجستان کیلئے سوچتے ہیں لہذا جو بات مولانا واسع نے کہی ہم سب کی وہی ایک بات ہے“۔ تو لہذا اگر اس سوچ کیسا تھا ہم چلیں گے اور اس سوچ کیسا تھا ہم بلوجستان کی بہتری کیلئے سوچیں گے تو میرے خیال میں ہم بہت کچھ کر سکیں گے۔ یہ نہیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں، ہم اقتدار میں ہیں، ہم بلوجستان کے مسائل سے پھر غافل ہو جائیں۔ کرپشن کی باتیں بہت ہو رہی ہیں۔ ”کہ ہم کرپشن کو روکیں گے“۔ لیکن میرے خیال میں ایسا کچھ نہیں ہو گا یہ صرف لفاظی ہو گی۔ دوسری بات یہ کہ بلوجستان کو نوابِ اسلام کے دور میں کیا دیا گیا تھا۔ این الیف سی ایوارڈ اُسی وقت دیا گیا تھا اور آپ کو ابھی اُسکے حصول کیلئے اسکو بڑھانے کیلئے، احسان شاہ صاحب نے کچھ اعداد و شمار بیان کر دیے۔ لیکن اسکو حاصل کرنے کیلئے آپ کو تگ و دوکرنی ہے۔ ہم سب کوں کے اس ہاؤس کو آگے لے جائیں گے تب جا کے آپ کچھ حاصل کر سکیں گے۔ اگر ہم ایک دوسرے سے لڑ پڑیں، ڈست و گریباں ہوئے تو شاید ہم یہیں لڑتے رہیں گے۔ جیسے کہ ہماری روایات رہی ہیں سوائے ایک دور کے۔ تو میرے خیال میں آگے ہم نہیں بڑھ سکیں گے۔ لہذا آپ نے کہا کہ وقت کم ہے۔ میں آپ کے وقت کا خیال رکھوں گا باتیں تو بہت سی ہیں۔ میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جناب اسپیکر! اور اس اُمید کیسا تھا کہ آپ اس ہاؤس کو منظم طریقے سے چلا سکیں گے۔ اور ایک ریکویٹ کرتا ہوں کہ کسی کی تقریر میں آپ نہ بولیں۔ شکر یہ جناب اسپیکر:

پھر یہاں مجھے بٹھانے کی ضرورت نہیں ہے ناں محمد نواز صاحب! پھر ادھر کیوں بٹھایا ہے۔ یہ ہتھوڑا کیوں دیا گیا ہے۔ تو ادھر بیٹھنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم ٹائم کی پابندی کریں۔ اور غیر پاریمانی ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ sorry لیڈیز کی طرف سے ابھی نام آگئے ہیں۔ پہلے میں نے کہا شاید لیڈیز نے کوئی نام نہیں دیا ہے۔ جی ڈاکٹر ربانہ صاحبہ۔

ڈاکٹر ربانہ خان:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ (ترجمہ)۔ بیشک انسان خمارے میں ہے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین کرتے رہے اور صبر

کرتے رہے۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپکا اسپیکر منتخب ہونے پر، سردار بابر صاحب کو ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر، جام کمال صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر اور تمام معزز ممبران کو اس ایوان کا رکن منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ جام کمال صاحب اس ایوان کو اُسی تدبیر، فہم و فراست اور سیاسی بصیرت سے لیکر چلیں گے جو کہ انکے خانوادے کا خاصہ رہا ہے۔ جناب اسپیکر! مجھے امید ہے کہ اس ایوان کے تمام ممبران، چاہے وہ ٹریئزری پیچر سے ہوں یا اپوزیشن سے۔ وہ اپنی تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھائیں گے۔ کیونکہ ایوان اپوزیشن اور ٹریئزری پیچر کے ممبران سے مل کر بتا ہے۔ اور وہ تمام عوامی نمائندے جو کہ ایکشن کے اعصاب شکن مراحل سے گزر کر یہاں پہنچ ہیں۔ ان کی خلوص نیت پر کسی کوشک نہیں ہے۔ مسئلہ تب آتا ہے جب ہم دوسروں سے زیادہ expectations رکھیں اور اپنے actions پر مختص ہو گی۔ خلوص نیت اس ایوان کی کامیابی purety of intentions اور expectations of actions کے لئے ایک ایسی اچھی روایت تو یہاں تک آپ پہنچ گئے ہیں صحیح ہے۔ اب actions کی باری آتی ہے جو کہ آگے آئیں۔ معاملات میں نجی سے اُس وقت اترتے ہیں جب ہم دوسروں سے زیادہ expect کر لیں، خود کوئی عمل نہ کریں۔

when our expectations from others is more than our own actions. When in fact this should be vice-versa.

توقعات کم کریں گے اور اپنے عمل کو اور اپنی خدمات کو بڑھائیں گے تو یقیناً ہمارا صوبہ بہت جلد پسمندگی کے اندر ہیروں کل جائیگا۔ جناب اسپیکر! بلوچستان با العوم اور بلوچستان کی صوبائی اسمبلی بالخصوص، بہت ساری اچھی روایت کی حامل رہی ہے۔ میں یہ چاہوئی کہ ہم اپنے اس نئے پارلیمانی سال کا سفر ایک ایسی اچھی روایت سے کریں آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارے کیسری ٹکری چیف منسٹر نے اپنی چودہ اگست کی تقریر میں کہا تھا کہ ہماری فورسز کے وہ جوان جو اس صوبے میں قیام امن کیلئے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں یا وہ سولینز جوہ شنگر دی کاشکار ہوتے ہیں اُن کی ownership کوئی نہیں لیتا۔ اور جیسے کہ آج اس ایوان میں بھی آیات کریمہ تلاوت کی گئیں، اُن کی روشنی میں کیوں نا، ہم اُن لوگوں کے لئے ان کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے ان شہداء کے لئے قائم فنڈ میں کچھ نہ کچھ contribute کریں۔ اس سلسلے میں اپنی ذات سے پہل کرتے ہوئے اپنے پورے پارلیمانی ٹینور کی تنخواہ عطا کرتی ہوں اور اس کا ایک چوتھائی فوجی شہداء کے اہل خانہ کیلئے قائم فنڈ میں، ایک چوتھائی پولیس شہداء کے اہلخانہ کے بہبود فنڈ میں، ایک چوتھائی اگر ہمارے سولینز جوہنی اور شہید ہوتے ہیں، اُن کیلئے اگر کوئی فنڈ ہے اُس میں اور آخری ایک چوتھائی سپریم کورٹ کے قائم کردہ دیا مر بھاشا اور

مہندزمیں فنڈ میں دینے کا اعلان کرتی ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اپنیکر! چونکہ ظالم کم ہے آپ بار بار کہہ رہے ہیں، تو اپنی بات کو بھی مختصر کرتی ہوں اس دعا کے ساتھ کہ ہم سب یہ بات ذہن میں بھی رکھیں گے کہ ہمیشہ کڑا احتساب جو ہے وہ صاحبان اقتدار کا ہوتا ہے اور ہمیں اس دنیا کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھی جوابدہ ہونا ہے۔ اپنی بات کا اختتام میں اس دعا سے کروں گی That May Allah - That I quote. Subanahoo-va-Talah guide us, help us and give us the courage to change the things we can to accept the thing right that they can not change. And May He also grant us the wisdom to know the difference between the two.

(عربی۔ ترجمہ)۔ وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اظہارِ خیال کا موقع بھی دیا اور تمام نمبر ان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے سناء شکریہ۔

#### جناب اپنیکر:

شکریہ ڈاکٹر صاحب! اقلیت کی طرف ابھی ہم نے موقع نہیں دیا، پھر ایسا نہیں ہو کہ وہ اعتراض کریں، جی دیش کمار صاحب۔ اور تو کوئی ہے نہیں ورنہ میں آپ کو بھی نہیں دیتا۔

#### جناب دیش کمار:

بہت بہت شکریہ۔ جناب اپنیکر! آج تاریخ ساز دن ہے۔ آج ہمیں قربانیوں کا صلمہ آج ہمیں شہیدوں کا صلمہ ملا ہے۔ آج ہمیں سانحہ مستونگ کے شہیدوں کا، سانحہ کوئٹہ کے شہیدوں کا، سانحہ چن کے شہیدوں کا اور بلوچستان کے شہیدوں کا صلمہ ملا۔ جو آج اس معزز ایوان نے جام صاحب کو فائدہ ایوان مقرر کیا۔ یہ سارے بلوچستان کی کامیابی ہے صرف اس ایوان کی نہیں۔ جام کمال صاحب نہ صرف اس ایوان کے قائد ہیں بلکہ بلوچستان کے ایک کروڑ ہیں لاکھ عوام کے قائد ہیں۔ اور یہ ہمیں ایسے نہیں ملا۔ جناب اپنیکر! میں اپنی طرف سے اور بلوچستان کی اقلیتی برادری کی طرف سے جام کمال صاحب کو دل کے گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور ان سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے اپنے ڈسٹرکٹ لسپیلڈ میں اقلیتی عوام کو پیار، محبت اور شفقت سے رکھا ہے وہ پورے بلوچستان کی اقلیتی برادری کو ویسے ہی محبت، شفقت اور پیار سے رکھیں گے۔ کیونکہ آپ کو پتہ ہے کسی بھی معاشرے کی رواداری، برداشت اور جمہوریت کا عملی مظاہرہ دیکھنا ہوتا ہواں کی اقلیتی برادری کی حالت زار دیکھی جاسکتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ ہم اس ملک کے ایک روشن اور چمکدار چہرہ ہیں۔ ہم پاکستان کا

روشن چندار چہرہ ہیں۔ اور میں جام کمال صاحب سے امید رکھتا ہوں جس طرح سے ہمارے قائدِ عوام قائدِ اعظم محمد علی جناح نے 11 اگست 1947ء کو تقریر کی تھی کہ پاکستان میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ ہندو کو اپنے مندر میں کرپچن کو اپنے چرچ میں مسلم کو پنی مسجد میں جانے کی آزادی ہوگی۔ اُس پروہمن عن عمل کرائیں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ پاکستان ایک روشن ملک ہے یہاں مذہبی رواداری ہے اور اس حوالے سے جس انداز سے مولوی صاحب ہالینڈ کے لئے ایک مذمتی قرارداد لائے ہیں۔ ہم اقیلت کو حقوق دیکریں اُن کے منہ پر تما نچہ ماریں گے۔ اور ہمارے قائد جام کمال خان نے ہمیشہ اپنی تقاریر میں کہا ہے کہ میں ناراض اُن افراد کو سمجھتا ہوں جن کو پینے کا پانی، تعلیم اور صحت میسر نہیں ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جام کمال صاحب کی نیت اس سلسلے میں صاف ہے جس دن وہ بلوچستان کے عوام کو یہ بنیادی سہولتیں پوری کروادیں۔ میں سمجھوں گا کہ انہوں نے شہداء کے خون کا قرض ادا کر دیا۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا جناب اسپیکر! آپ نے جس طرح پہلے ڈپٹی اسپیکر کی حیثیت سے اس ایوان کو خوشنگوار طریقے سے چلا�ا ہے کیونکہ آپ نے زیادہ تر اسپیکر شپ کی ذمہ داری ادا کی میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی اسی طرح سے ایوان کو چلا کیں گے، بہت بہت مہربانی۔

#### جناب اسپیکر:

شکریہ دیش کمار صاحب۔ ابھی چیزیں بہتر ہوں گی کیونکہ ابھی تازہ تازہ نہ اسیبلی ہے کئی لوگ بہت دری سے آئے ہیں زیادہ بولنا چاہتے ہیں اور بات یہ ہے کہ پارلیمانی لیڈر کو کتنا دینا چاہیے اس کے بعد ساری چیزیں صحیح ہو جائیں گی، آہستہ گے کہ ایک ممبر کو کتنا دینا چاہیے پارلیمانی لیڈر کو کتنا دینا چاہیے اس کے بعد ساری چیزیں صحیح ہو جائیں گی، آہستہ آہستہ۔ جی محترمہ ماہ جبین صاحب۔

#### محترمہ ماہ جبین شیران:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، شکریہ دیش کمار صاحب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں جام کمال صاحب کو وزیر اعلیٰ بلوچستان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ آپ اپنے تجربے کو بروئے کار لاتے ہوئے پارلیمانی روایت کے مطابق ساری جماعتوں کو ایک نظر سے دیکھیں گے اور سب کو ایک ساتھ لیکر چلیں گے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے تقدس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے۔ جناب اسپیکر! میں یہاں اپنی جماعت کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہمیں ایک پلیٹ فارم فراہم کیا کہ یہاں بیٹھ کر اپنے عوام کے مسائل اجاگر کر سکیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان جو رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے آج بہت سے مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر ہم غربت

کی بات کریں تو آدھے سے زیادہ بلوچستان غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزار رہی ہیں۔ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لہذا اب ہمیں ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جس سے غربت ختم تو نہیں ہوگی اس میں کمی ضرور ہوگی، دوسرا اہم مسئلہ دشمنگردی کا ہے۔ جس کا ہم کافی عرصے سے شکار ہیں۔ اور ہمارے آدھے سے زیادہ لوگ صوبہ چھوڑ کے جا چکے ہیں۔ جناب اسپیکر! بھلی کا ایک بہت بڑا محروم ہے۔ جس سے ہمارے بچے، بوڑھے، طالبعلم، کسان سب متاثر ہیں اور مکران میں جو بھلی آرہی ہے وہ ایران سے آرہی ہے۔ لہذا اُسکو پابند کیا جائے کہ وہ ہمارے لئے پلان کے مطابق ہمیں بھلی کی سہولت فراہم کریں۔ اور اس کے علاوہ پنجگور میں ایک گرڈ اسٹیشن ہے اس کو stand by رکھیں۔ جناب اسپیکر! اسی طرح تعلیم، علاج و معاملہ اور صاف پانی کا مسئلہ بھی بہت مگبھر ہے۔ ان مسئللوں کو بھی top-priority پر کھانا چاہیے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے بیش اضلاع ہیں اور زیادہ سے زیادہ un-developed ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہم ہر ایک ضلع سے form کریں اگر ہم پانچ سال میں پانچ ضلعوں کو develop کر پائیں تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہوگی۔ جناب اسپیکر! آخر میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ موجودہ مردم شماری میں تربت رکج دوسری بڑی آبادی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں فروری 2017ء سے موبائل انٹریٹ کی سہولت بند ہے۔ جس سے ہمارے طالبعلم، ادارے متاثر ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو جلد سے جلد حل کیا جائے۔ آپ سب کا بہت بہت شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:**

شکریہ محترمہ۔ ممبروں سے گزارش ہے کہ وہ لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھیں، فلور پر اس کی اجازت نہیں ہے۔ جی زمرک خان صاحب۔

**انجیسٹر زمرک خان اچنگنی:**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، شکریہ۔ جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے قائد ایوان جام کمال صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ پرسوں مجھے ٹائم نہیں ملا، اختر لانگو صاحب نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔ تو آپ کو اور با بر صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں repetition میں نہیں جاؤں گا وہ باتیں نہیں دھراوں گا جو یہاں فلور پر ہوئیں۔ پاکستان کی تاریخ کو سب جانتے ہیں ہر ایک پارٹی کی کارکردگی بھی سب کے سامنے ہیں۔ ہم لوگ منتخب ہوئے تھے 2008ء میں اور آج تک، میں تھوڑی سی اُس گورنمنٹ کی کارکردگی پر نظر ڈالوں گا جو یہاں ہوتے رہیں اور ہم

نے دیکھے۔ جناب اسپیکر! جب 2008ء میں ہم لوگ منتخب ہوئے ہمارے وزیر اعلیٰ نواب اسلم رئیسانی صاحب تھے۔ اُس وقت بلوچستان کے پاس نان ڈولپمنٹ میں تنخوا ہوں کے پیسے بھی نہیں ہوتے تھے۔ اور نواب رئیسانی صاحب آگے ہوتے تھے اور ہم تقریباً جتنے بھی پارلیمانی لیٹر رزأس وقت پارٹیوں کے، وہ ان کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم اسلام آباد کی چکریں لگاگا کے اپنی تنخوا ہیں بمشکل پوری کر سکتے تھے۔

(اس مرحلہ میں ڈپٹی اسپیکر، سردار بابر خان موئی خیل صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے)

اور ایک وقت آیا جب 2010ء میں ہم نے این ایف سی ایوارڈ کی شکل میں بہت سے اختیارات حاصل کر لیئے۔ اس میں میں اپنی عوامی نیشنل پارٹی کا ذکر کروں۔ جب نیب کا دور تھا تو اس وقت ہم کہتے تھے کہ جی ہمیں پختونخوا دی جائے صوبائی خود اختاری دی جائے۔ تو ہمیں مختلف القابات سے نوازے گئے۔ یہاں تک کہ جی ملک تھوڑے کی بات کرتے ہیں۔ یہاں تک یہ بھی کہا گیا کہ یہ غدار ہیں۔ لیکن ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ اگر پاکستان میں چار صوبے وجود رکھتے ہیں۔ پنجاب میں پنجابی رہتے ہیں، سندھ میں سندھی رہتے ہیں اور بلوچستان میں بلوچ رہتے ہیں۔ اگر یہ نام ان کو دیئے گئے ہیں تو ہم نے بھی یہ کہا کہ NWFP کیا چیز ہے جو ایک صوبے کوں گئی۔ ہمیں خیر پختونخوا چاہیے اور یہ ہماری پارٹی کے مرہون منت سے مل گیا وہاں کی پیپلز پارٹی کے زرداری صاحب کی قیادت میں۔ لیکن ہم غدار تھے نہ ہم نے ملک توڑنے کی بات کی ہے۔ اُس وقت این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں بلوچستان کو 3.5 سے لیکے 5.5 سے لیکے 9 تک ہمیں اپنا حصہ ملا۔ اور یہاں تک ہم نے یہ ثابت کر دیا اُس وقت عوامی نیشنل پارٹی نے نوسوچاں شہداء پانچ سال میں دیئے۔ اس ملک کی خاطر، پاکستان کی خاطر اور بھیتی کی خاطر۔ اور یہاں تک آج تک جو شہداء دیتے رہے یہ عوامی نیشنل پارٹی سب سے زیادہ، فوج کے ساتھ، ایف سی کے ساتھ مل کے۔ جب 2013ء میں ایکشن ہوئے تو ہمارے نواب اسلم رئیسانی صاحب کی قیادت میں ہوا۔ ریکوڈ اور سیندک پر stand لیا۔ یہاں تک بلوچستان کے حقوق کے لئے ہمڑتے رہے۔ 2013ء میں پھر ایکشن ہوئے پھر ہم منتخب ہوئے۔ ان پیغمبر میں بیٹھتا تھا اپوزیشن کے ایک ممبر کی حیثیت سے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ اس وقت کی جو گورنمنٹ تھی جو قوم پرستوں نے بنائی تھی جس میں بلوچ اور پشتون قوم پرست اُس گورنمنٹ کا حصہ تھے، چودہ اور گیارہ، گیارہ ممبروں کے ساتھ تھے اور حکومت کرتے تھے یہ کچھ تلنگ باتیں ہیں جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کچھ ایسی باتیں ہیں جو اُس وقت لوگوں کو یاد نہیں رہتیں۔ پھر یہاں آ کے گورنمنٹ کی سطح پر پھر وہ اُجاگر کرتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کس نے ان کو روکا کہ آپ بلوچی، پشتون، فارسی اور دوسری زبانوں میں نہ بولیں۔ لیکن اس وقت نہ کسی کو اپنی زبان یاد تھی نہ کسی کو اپنا کلچر یاد تھا یہاں

تک جو انہوں نے بڑی بڑی سٹیشن حاصل کر کے اپوزیشن کو اتنا تارچہ کیا۔ میں آپ کو حقیقت بتاتا ہوں اس کے بعد ڈاکٹر مالک صاحب یہاں چیف منسٹر بنے۔ ڈھائی سال میں ایک دن چیف منسٹر ہاؤس گیا ہوں ایک ممبر کی حیثیت سے۔ نہیں پوچھا گیا کہ آپ کے علاقے کے کیا مسائل ہیں آپ کے صوبے کے کیا مسائل ہیں آپ کیا چاہتے ہیں؟ ان کے بعد جب نواب شاہ اللہ زہری صاحب آئے، کس نے ان کو ووٹ دیا؟ کس نے ان کو منتخب کیا؟ تین چار پارٹیوں کی گورنمنٹ تھی۔ پھر میں نے اُس فلور پر ان سے کہا۔ نواب صاحب! ہم آپ سے request کرتے ہیں آپ آج بلوچستان کے وزیر اعلیٰ بن رہے ہیں آپ اپوزیشن اور ٹریزیری پیپر سب کو ساتھ لے لیکر چلیں گے۔ لیکن نواب شاہ اللہ زہری صاحب کی حکومت میں ہم دفعہ ان کے پاس گئے۔ یہاں ہمارا اپوزیشن لیڈر مولانا واسع صاحب تھے، ان کی قیادت میں جاتے رہے ان سے اپنی بات کرتے رہے۔ لیکن پھر hold ان قوم پرستوں کو حاصل تھا جنہوں نے بلوچستان کے حقوق کی بات کی تھی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں جام صاحب! آپ کو چاہیے کہ آپ پچھلی گورنمنٹ کا احتساب کریں اور انکی کرپشن کی جو سُٹوریاں ہیں، وہ نکال کر کریں۔ کیونکہ 2013ء میں جب یہ منتخب ہوئے انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم پچھلی گورنمنٹ کے جتنے کرتوت تھے وہ نکالیں گے۔ ہم نے کہا ہم حاضر ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

زمرک خان صاحب! مہربانی کر کے آج کے دن تھوڑا مختصر کریں، مبارکباد تک رہیں۔

**انجینئر زمرک خان اچکزئی:**

ٹھیک ہے دو منٹ اور لیتا ہوں آپ کا۔ جب ہم نے ان سے یہ کہا کہ کرو۔ میں اتنا کہتا ہوں کہ ہمیں چاہیے۔ جام صاحب کو چاہیے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ میں جو ہوا ہے۔ یہاں جو قبضے ہوئے ہیں جو کرپشن ہوئی ہے۔ کون سا میگا پراجیکٹ ہمیں ملا؟ وفاق سے ہمیں کون سے حقوق ملے؟ ہماری یہی لیڈر شپ، بڑی لیڈر شپ وہاں اسلام آباد میں بیٹھ کے نواز شریف صاحب کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ہم نے بار بار اس فلور پر کہا کہ جی ہمیں وفاق سے اپنے حقوق چاہیں۔ ہمیں کوئی میگا پراجیکٹ نہیں ملا ہمارے جو پیسے آنے تھے وہ بھی ہمیں نہیں ملے پس ہوتے رہے۔ جام صاحب! میں request کرتا ہوں آپ سے کہ آپ پچھلی گورنمنٹ کے۔ میں اپنے سارے ممبروں سے، چاہے اس میں میں ہوں چاہے اس میں جو بھی بندہ involve ہو۔ کرپشن اس وقت ختم ہو سکتی ہے کہ ایک آدمی کو سزا مل جائے۔ جب آپ ان کو پکڑیں انکو سزا دیں تب کرپشن ختم ہو گی۔ لیکن ہم یہاں فلور پر کہتے ہیں کہ جی فوراً کرپشن کو ختم ہونی چاہیے۔ آپ کہتے ہیں کہ جی دھاندی ختم ہونی

چاہیے۔ آپ کہتے ہیں کہ صحیح چیز ہونی چاہیے۔ تو یہ تب ہو سکتا ہے کہ آپ اخساب کریں۔ اور جزا اور سرا ہوتا تب ہو سکتا ہے اس طرح نہیں ہو سکتا۔ تو جام صاحب! ہم آپ کیسا تھے ہیں اس پیشوں پر جو ہوا ہے جو کرپشن جو نو کریاں پیچی گئی ہیں۔ جو فنڈ زپس ہوئے ہیں۔ اور جو فنڈ ز غلط طریقے سے استعمال ہوئے ہیں کم از کم اس میں کسی بھی پارٹی کا ہو چاہے اس فلور، اس ہاؤس میں یہاں میٹھے ہوئے ممبرز involve ہوں، ان کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ میں بھی ہوں مجھے بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ تو تب یہ عوام صحیح لوگوں کو منتخب کر سکتے ہیں اور آج جو آئے ہوئے لوگ جو منتخب ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں اپنی کارکردگی کی بنیاد پر آئے ہوئے ہیں۔ میں ایک پارٹی کا آخری میں ایک بتا دوں کہ ایک صوبے سے ہم لوگ جو جیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صحیح الیکشن ہوئے ہیں۔ وہاں پارٹی کا ایک ممبر صوبائی انتہی کے الیکشن میں ہار گیا اس نے کہا کہ بہت دھاندی ہوئی ہے اور ٹھپے لگے ہیں۔ اور اُسی پارٹی کا ایم این اے کہہ رہا ہے کہ بہت فیزراں الیکشن ہوئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے حلقوے میں حاجی نواز صاحب ہیں کہ جس الیکشن میں ٹھپے لگتے تھے میں تیس تیس ہزار، وہ ٹھپے روکے گئے وہاں دھاندی روکی گئی تب ہم لوگ منتخب ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک صحیح الیکشن ہوئے ہیں یہاں چیف منسٹر علاوہ اللین صاحب میں اُن سے بھی یہ کہہ سکتا ہوں خراج عقیدت پر تو انہوں نے بھی صحیح طریقے سے، اُنکی کابینہ نے صحیح طریقے سے کارکردگی دکھائی۔ نہ کسی کو غلط طریقے سے سنًا۔ تو جام صاحب! آخر میں آپ سے یہ request کرتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ بلوچستان کے ان مسائل کو حل کریں میں ان چیزوں میں نہیں جانا چاہتا ہوں کہ پانی نہیں ہے ہیلٹھ نہیں ہے یا انجوکیشن نہیں ہے۔ وہ تو بعد میں دیکھیں گے آپ ایک پالیسی بنائیں۔ ہم ایک پالیسی کے تحت چلیں گے تو تب یہ صوبہ آباد ہو سکتا ہے، ہم ہمیشہ یہی کہتے ہیں یہ جب پاکستان کی خارجہ اور داخلہ پالیسی ٹھیک ہوں گی تو تب پاکستان ٹھیک ہوگا۔ اسی طرح اگر بلوچستان کی داخلہ اور خارجہ پالیسی دوسرے صوبوں کے ساتھ ٹھیک ہوگی۔ ہم اپنے حقوق کی بات کریں گے ہم مرکز سے بھی حقوق لاسکتے ہیں۔ جب نواب اسلم رئیسانی لاسکتے تھے تو آپ بھی لاسکتے ہیں۔ ہم آپ کے وہی پرانے experience والے ممبرز آپ کے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اور اس امید سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے زیادہ تر حقوق کا اعلان وفاق سے ہے اور وفاق نے ہمارے حقوق پر ڈاکھ ڈالا ہوا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وفاق تب مضبوط ہو سکتا ہے جب اکائیاں مضبوط ہوں گی جب صوبے مضبوط ہوں گے ہم سارے بھائی ہیں پنجابی، سندھی، بلوچ، پختاون اور ہزارہ، جتنے بھی لوگ یہاں رہتے ہیں ہم سب کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ لیکن اسپیکر صاحب! ایک بات کہیں دوں کہ جب ہم پشتون یا بلوچ کی بات کرتے ہیں، یہ ہماری اپنی قوم پرستی کی بات ہے ہم تعصباً کی بنیاد

پر نہیں کرتے ہم کبھی ڈویژن کی بات نہیں کرتے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر قلعہ عبداللہ میں کچھ ہو رہا ہے تو وہ پیش نہیں کیا ہے اگر تربت میں ہو رہا ہے تو تذوب میں بھی ہونا چاہیے اگر تذوب میں ہو رہا ہے تو خضدار میں بھی ہونا چاہیے۔ ہم برابری کی بنیاد پر حقوق کی تقسیم چاہتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہم نے ان کی حمایت کی ہے اور ابھی بھی کرتے رہیں گے ہماری پارٹی کی پالیسی ہے ہم پاکستان کے لیوں پر بات کرتے ہیں تھسب کی بات نہیں کرتے۔ میں اپنی قوم پر فخر کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ اور یہ ہماری پالیسی ہے ہمارے بلوچ بھائی، بلوچوں کے ساتھ مل کر۔ یہاں ولی خان، بردار عطاء اللہ مینگل صاحب، میر غوث بخش بزنجو صاحب انہوں نے مل کر یہاں آئیں اور پاکستان کو ایک آئین دیا اور نیب کی صورت میں ہم نے یہاں ایک ایسی agitation چلائی جو بلوچستان کی محرومیوں کے لیے ہم نے آواز ٹھائی۔ جیلیں کاٹیں کوڑے کھائے شہادتیں دیں۔ اس لیے دیں کہ پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں لیکن تمام چھوٹی قوموں کا خیال رکھنا چاہیے ان کو ساتھ لینا چاہیے۔ پنجاب ہمارا بڑا بھائی ہے اُن کو خیال کرنا چاہیے کہ بلوچستان جو اتنا امیر صوبہ ہے اور غربت کی زندگی گزار رہا ہے۔ تو کس طرح اس کو حل کر سکتے ہیں۔ کہ مل جل کرانشاء اللہ آگے بڑھیں گے۔ جام صاحب! ہم آپ کو امید دلاتے ہیں کہ یہاں ہماری جتنی بھی پارٹیاں موجود ہیں وہ آپ کے ساتھ اسلام آباد تک بلوچستان تک۔ تعلیم ہو سخت ہو پانی ہوان سب کوں کران حقوق کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آخر میں میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ حافظ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ اچکزئی صاحب! آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ سب سے پہلے تو میں جام صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جام صاحب! میں اتنا ہی کہوں گا۔ اندھیروں میں وہی لوگ چراغ جلا سکتے ہیں جن کے اپنے اندر اجala ہو۔ ہمیں آپ سے امید ہے اور آپ کے تمام اتحادیوں کو اور یہاں میرزا ہری صاحب اور اُنکے اتحادیوں کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی جو طریقہ کار ہوتا ہے اُسکے مطابق مقابلہ کیا۔ اور اس کے بعد میں سب سے گزارش کروں گا کہ مختصر ثائم میں آپ لوگ بات کریں۔ کیونکہ بہت لوگ ابھی تک رہتے ہیں۔ سب کی یہی خواہش ہے کہ بات کریں اور جام صاحب کو جو لوگ مبارکباد دینا چاہتے ہیں، مبارکباد دیں۔ اب میں مٹھا خان کا کڑکو دعوت دوں گا کہ وہ مختصر الفاظ میں اپنی بات کریں۔

**جناب مٹھا خان کا کڑ:**

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے اسپیکر صاحب اور ڈپٹی اسپیکر، جام صاحب اور جتنے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور گیلری میں جو لوگ آئے ہوئے

بہت لوگ ادھرنیں سمجھتے اس لیے یہ تقریر میں اردو میں کرتا ہوں۔ اگر کوئی غلطی مجھ سے ہوئی تو کوئی ناراضگی محسوس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ اپنی بات کریں۔

جناب مٹھا خان کا کڑ:

اور مجھے ٹائم بھی دینا ہے درمیان میں کاشنا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آپ نے بہت لمبی نہیں کرنا ہے، ہم نہیں کاٹیں گے انشاء اللہ۔ چلیں ابھی اپنی تفریر کریں۔

جناب مٹھا خان کا کڑ:

جی لمبی کرنا ہے۔ بات ایسی ہے کہ سب لوگ اسمبلی آئے ہوئے ہیں جب اٹھ جاتے ہیں تو وہ کیا کہتے ہیں۔ کہتے ہیں بلوجستان پسمند ہے۔ سوال یہ ہے کہ بلوجستان کیوں پسمند ہے؟ مجھے یہ بتائیں کے ہاتھوں سے پسمند ہے؟ آپ کو ایک کروڑ 20 لاکھ عوام نے منتخب کر کے اسمبلی بھیجا ہے۔ آپ مجھے یہ جواب دل 71 سالوں میں آپ نے ابھی تک کیا کیا ہے؟۔ مجھے یہ جواب دو۔ 71 سالوں میں آپ اسمبلی میں بیٹھ کر کے یہی باتیں کرتے ہیں کہ بلوجستان پسمند ہے۔ اس میں تعلیم نہیں ہے فلاں نہیں ہے کیا وجہ ہے؟ ہمیں چاہیے سب اسمبلی والوں سے میں یہ درخواست کرتا ہوں جن لوگوں نے آپ کو منتخب کر کے ادھر بھیجا ہے اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ آپ جائیں اپنی بیوی اور بچوں کی لندن میں تعلیم کا بندوبست کریں۔ انہوں نے اس لیے یہاں بھیجا ہے کہ لا لا! آپ ہمیں اپنا حق دلائیں گے۔ جب ہم ان کرسیوں پر بیٹھ کر کیا کرتے ہیں وہی غریب عوام ہم نہیں بھول جاتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے 51 بندے اور ہماری بہنیں ادھر آئی ہوئی ہیں۔ ایک کروڑ 20 لاکھ عوام کے نمائندے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ XXXXXXXXXXXX۔ XXXXXXXXXX۔ ایک کروڑ 20 لاکھ

عوام کا سے ہے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر:

غیر یا ریمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔

**جناب مٹھا خان کا کہر:**

یہ جو ہماری اسمبلی ہے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ ہماری آخری کرن ہے۔ میں ایکشن مہم میں لوگوں سے یہ کہتا رہا کہ اے لوگو! ہمارا جو نمائندہ تھا اس نے تیس سال حکومت کی ہے۔ اگر اس دفعہ آپ نے خیال نہیں کر دیا تو تیس سال اور متاثر ہوں گے۔ یہی اسمبلی کو میں بول دیتا ہوں ابھی اگر آپ لوگوں نے اس وفعہ اس اسمبلی کو صحیح نہیں بنایا کام نہیں کیا تو تیس سال یا اور متاثر ہوں گے۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے ہماری بدجنتی تو یہ ہے جب ہم ادھر آ جاتے ہیں، ہم قوموں کے نعرے لگا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ادھر کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم ایک ہیں ایک بلوچستان ہے دو بلوچستان نہیں۔ جب ہمارے صوبے دو ہوں گے تو دونام ہوں گے۔ اس دفعہ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ 2018ء میں ہم یہ کوشش کریں گے کہ جتنی کرپشن ہمارے صوبے میں ہوتی ہے، یعنی 60% ہمارے صوبے میں کرپشن ہے۔ ہم یہ وعدہ کریں گے۔ میں نے اپنے لوگوں کو اس وقت میں نے یہ بتایا کہ میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں یہ خدمت میں صرف اللہ کی رضا کے لیے کروں گا میں اپنے بچوں کے لیے نہیں کروں گا، یہ یاد رکھنا ہے۔ آپ سے اس اسمبلی سے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے اس دفعہ سب سے پہلے اپنے بچوں اور بیوی کو پیچھے چھوڑ کر اپنے عوام کی خدمت اللہ کی رضا کے لیے کریں گے انشاء اللہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جام صاحب سے پہلے بھی میں نے کہا ہے ابھی بھی درخواست کرتا ہوں کہ اپوزیشن ہمارے ساتھ ہے۔ اس دفعہ ہم بلوچستان کو بنائیں گے انشاء اللہ اور پورا پاکستان کو دکھائیں گے کہ بلوچستان ابھی کیسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔ اور سب لوگوں سے یہی درخواست ہے انشاء اللہ یہ سارے لوگ ہماری ہئنیں آئی ہیں ہمارے بھائی آئے ہیں۔ جو پہلے سے ادھر موجود ہیں جن چہروں کو ہم دیکھتے ہیں کہ سارے اپھے لوگ آئے ہیں مجھے امید ہے کہ ہر بندہ انشاء اللہ دن رات لگا کر عوام کی خدمت کریگا۔ عمران خان سے بھی امید ہے کہ وہ پاکستان کے نئے وزیر اعظم بنے ہیں میں انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان سے یہ request کرتا ہوں کہ ہمارا صوبہ یعنی آپ بھی کہہ رہے ہیں کہ بہت پسمند ہے، آپ کو ہمارے صوبے کا خصوصی خیال رکھنا ہے، یہ بات عمران خان تک پہنچانی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میری باتوں پر کوئی ناراض نہ ہو میری پہلی تقریر ہے اردو میری کمزور ہے۔ سیاست میں نہیں کی ہے صرف لوگوں نے مجھے ووٹ اس لیے دیا ہے کہ میں نے خدمت اللہ کی رضا کے لیے پہلے بھی کر رہا تھا آج اسمبلی میں آیا ہوں اس کے بعد مرنے تک انشاء اللہ، اللہ کی رضا کے لیے کروں گا۔ آپ کا مزیداً ٹائم نہیں لوں گا۔ اسپیکر صاحب! بڑی مہربانی۔ اللہ حافظ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ مٹھا خان صاحب! آپ نے اچھی باتیں کہیں۔ جی میر سکندر علی جمالی۔

## میر سعید رعلی جمالی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سب سے پہلے میں جام کمال خان کو قائد ایوان منتخب ہونے پر اپنی طرف سے اور اپنے حلقے کے عوام کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جام صاحب اپنے خاندان کے تیسرے چشم و چراغ ہیں جو آج یہاں قائد ایوان منتخب ہوئے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کی ان سے بڑی امیدیں ہیں کہ یہ بلوچستان کی ترقی میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ جناب اسپیکر! ہمارے ہاں ہمیشہ بلوچستان کی محرومیوں کی بات کی جاتی ہے اور مرکزی گورنمنٹ ہمیشہ یہی کہتی ہے ”کہ بلوچستان کے زخموں پر مردم لگائیں گے انکا ازالہ کریں گے“، اور ہم دیکھ رہے ہیں کچھلی دو حکومتوں کو کہ بلوچستان کی محرومیاں کم ہونے کی بجائے بڑھیں۔ اور جو باتیں کی جاتی ہیں ”کہ جی ہم بلوچستان کے حقوق کیلئے لڑیں گے اُسکو حقوق دلائیں گے“، میں سمجھتا ہوں کہ ان دو حکومتوں نے بلوچستان کیلئے کچھ نہیں کیا۔ اب جناب عمران خان کی نئی حکومت آئی ہے۔ وزیر اعظم میں انکو مبارکباد بھی دیتا ہوں اور ان سے امید بھی رکھتا ہوں کہ وہ بلوچستان کیلئے بلوچستان کے عوام کیلئے ضرور کچھ نہ کچھ کریں گے۔ اُسکے ساتھ ساتھ میں جام صاحب سے اور سردار یار محمد رندے بھی یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ بلوچستان کے حقوق کی مرکز میں جا کر ضرور بات کریں گے اور ہمیں ضرور حقوق دلائیں گے۔ جناب اسپیکر! میں نصیر آباد کے حوالے سے ایک ضروری اور وہاں ہمارے جو مسائل ہیں اُنکے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ پٹ فیڈر کینال جس کو گرین بیلٹ کہا جاتا ہے۔ مجھے اس ہاؤس میں افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ دس سال گزر رچے ہیں۔ ان دس سالوں میں اربوں روپے پٹ فیڈر کینال پر خرچ ہوئے ہیں۔ مگر وہاں کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ بلکہ وہ پیسے کر پیش کی نذر ہو گئے۔ اور آج ہمارا وہ گرین بیلٹ، ”بخار بیلٹ“ کا نظارہ پیش کر رہا ہے۔ ہم نے جب یہ دیکھا کہ ایکیشن ڈیپارٹمنٹ ہمارے ایک سردار کو دیا گیا 2008ء کے دور میں۔ تو ہم یہ سمجھے کہ سردار اچھا کام کریگا۔ لیکن انہوں نے کام کرنے کی بجائے اُس نے اُنکا بیڑا ایسی غرق کر دیا۔ اور پٹ فیڈر کینال کے جو لوگ تھے وہ پسمندگی کی طرف جا رہے ہیں۔ اللہ اللہ کر کے اُس سے جان چھوٹی تو اگلے جو 2013ء کے ایکشن ہوئے اُس میں وہ portfolio سردار کی بجائے ایک نواب کو دیا گیا۔ تو ہمارے لیے ایک اور مصیبت بن گئی۔ تو وہ نواب لوگوں سے ملنے تو دور کی بات ہے انہوں نے اپنے دفتر میں آنابھی مناسب نہیں سمجھا۔ -- (ڈیک بجائے گئے) مگر اُس وجہ سے ہم نے یہی دیکھا کہ مختلف ادوار میں جو بیور و کریٹ تھے اُنکی اپنی مرضی چلتی رہی۔ کیونکہ ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ اور پٹ کے نمائندوں سے یا عوام سے ملنے کیلئے ہمارے منسٹر تیار نہیں تھے۔ تو ہمارا حال یہ ہوا کہ ہماری پٹ فیڈر کینال تباہ ہوتی گئی۔ یہ وہ کینال ہے جو پورے صوبے کو

گندم، دالیں، چاول، ٹماٹر، پیاز اور دوسری سبزیاں دیتی ہے۔ اور ہمارے صوبے کے علاوہ سندھ اور پنجاب کو بھی جاتی ہیں۔ اور ہمارے کسان اور زمیندار اتنے خوشحال تھے انکے پاس ہر چیز مہیا تھی۔ انہوں نے اپنے بچوں کو پنجاب، فریضیہ میں تعلیم دلانے کا سوچا اور وہاں انہوں نے ایڈیشن بھی کرائی۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب ہماری حالت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو وہاں اسکولوں سے واپس کیا ہے۔ کیونکہ انکے پاس فیسوں کے پیسے نہیں ہیں۔ میں جام صاحب سے گزارش کروں گا کہ پٹ فیڈر کینال کو، چھ ہزار چھ سو کیوںک پانی اُسکا حصہ ہے اور آج وہاں 23 سو سے 25 سو کیوںک پانی چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہی سلسلہ چلتا رہا اگر یہ پانچ سال بھی ہمارے اسی طرح گزرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے زمیندار جو ابھی بھی اپنی زمینیں بچنے پر بھجوڑ ہیں۔ اور ہمارے کسان فاقہ کاٹ رہے ہیں یا یہاں سے نقل مکانی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ جام صاحب پٹ فیڈر نہر کو پہلے ترجیح دیں گے۔ اور ہمارے جو مسئلے ہیں زمینداروں کے، کسانوں کے وہ ضرور حل کریں گے۔ آج آپ ہمارے تھانوں میں جا کر دیکھیں وہاں FIR ہو رہی ہیں۔ وہ یہی ہو رہی ہے کہ زمیندار، کسان آپس میں دست و گیر یا ہیں پانی کی وجہ سے۔ کوئی اور لڑائی نہیں ہے صرف پانی کا مسئلہ ہے۔ ہمارے سارے تالاب بالکل خالی پڑے ہیں لوگوں کو پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ جیسے جمالی صاحب نے فرمایا کہ پانی ہمارے پاس نہ پہلی عید پر پانی تھا اور نہ اس عید پر ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ Thank you.

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ میر صاحب۔ آپ نے اچھی بات کی۔ آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ آج آپ لوگ تھوڑی اپنی تقریر مختصر کریں۔ کیونکہ بہت سے لوگ ابھی تک رہتے ہیں۔ ان issues پر انشاء اللہ آگے ہمارے پاس پانچ سال پڑے ہوئے ہیں۔ ان پر انشاء اللہ بات ہو گئی اور کام ہو گا۔ ابھی میں میمن خان کو دعوت دول گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

**جناب میمن خان:**

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سُمُّ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ آج میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں ایک گراس روٹ لیوں سے سیاست میں آیا۔ کونسلر سے صوبائی اسمبلی تک میں پہنچا ہوں۔ اور پاکستان تحریک انصاف کی پہلی دفعہ نمائندگی بلوچستان میں ہوئی ہے۔ اس پر مجھے فخر ہے کہ ہمارے چھ سات نمائندے اس ٹائم بلوچستان اسمبلی میں ہیں۔ اور آج میں خان صاحب کے وزیر اعظم بننے پر فخر کرتا ہوں۔ اور ایوان میں میرے

بھائی، دوست اپنے حلقوں سے جیت کر آئے ہیں۔ ڈپٹی اسپیکر، اسپیکر صاحب اور جام صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! میں کوئیٹھے کے حوالے سے آپ سے بات کرنا چاہوں گا۔ کوئیٹھے میں، میں کوئیٹھے کی سیٹ سے جیت کر آیا ہوں۔ اور کوئیٹھے میں بہت سی پریشانیاں ہیں۔ پریشانیاں اس حوالے سے ہیں کہ بندہ کو شہر اور گاؤں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ساری سر و سرملقی ہیں۔ اور کوئیٹھے شہر میں اس ثالثم بہت سے مسائل ہیں۔ میں جام صاحب سے اور جناب اسپیکر صاحب! آپ سے گزارش کروں گا کہ ایم جنسی basis پر پانی کے اُپر آپ کام کریں۔ کیونکہ ہم نے لوگوں سے وعدے کیئے ہیں۔ جو لوگوں کی حالت ہے۔ ہمارے مائیں، ہمارے بزرگ، ہمارے بھائی جو تکلیف میں اس شہر میں پانی کی وجہ سے ہیں۔ آپ اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اُنکی کیا حالت ہے۔ اس بارے میں ہم ابھی سلام آباد کئے تھے خان صاحب سے بھی بات ہوئی۔ انہوں نے ہمیں یقین دہانی کرائی کہ ہم آپکے ساتھ بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کریں گے، اور دوسری بات یہ کہ میں جام صاحب سے یہ کہنا چاہوں کہ ہم وفاق سے، آپ زمین کا بندوبست کریں انشاء اللہ پاکستان تحریک انصاف کی نسیم ہبہ پتال ادھر بلوچستان اور کوئیٹھے میں بنائے گی۔ یہ ہمارا آپ سے وعدہ ہے انشاء اللہ ہم خان صاحب سے یہ لیکر آئیں گے۔ تیسرا مسئلہ یہاں ہمارے کوئیٹھے کے اندر سارے طبقے کے لوگ رہتے ہیں۔ پنجابی، سندھی، یوسف زی، پٹھان، بلوج ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ رہتے ہیں۔ اور انکو ہمیشہ اس فرق پر رکھا جاتا ہے کہ آپ سیپیلر ہیں۔ دیکھیں ہمارا اللہ ایک، رسول ایک اور کلمہ ایک۔ جب ہم ووٹ لینے جاتے ہیں تو سارے بھائی جب اسمبلی میں آتے ہیں تو فرق کیا؟ میں جام صاحب سے یہ گزار کروں گا کہ یہ ڈویسیکل کا لفظ ختم کر دیں۔ ہم سارے مسلمان ہیں سب کو لوکل کا درجہ دیا جائے۔ اور آج میرے جیسا ایک عام آدمی الیکشن جیت کر آیا ہے۔ اور میں بہت سے پُرانے لوگوں کو ہر کراہ آیا ہوں۔ تو میرے حساب سے یہ بہت فیریں الیکشن ہوئے ہیں۔ اگر فیریں الیکشن نہیں ہوتے تو اس اسمبلی میں نئے لوگ نہیں آتے۔ اور مجھے فخر ہے کہ یہ صحیح الیکشن ہوئے ہیں۔ میں پاکستان الیکشن کمیشن اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ میں خان۔ آپ نے اچھی بات کہی۔ یقیناً پانی کوئیٹھے کا ایک بہت بڑا issue ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ مختصر تھوڑے الفاظ میں، جی نصیر احمد شاہوں صاحب اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

**ملک نصیر احمد شاہوں:**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں اسپیکر، میر عبد القدوں

بزنجو صاحب اور آپکو ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ اس دن جب اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ہوا تھا اس دن مجھے موقع نہیں ملا تھا۔ اور آج جامِ کمال خان کو قائدِ ایوان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ جس صوبے سے اُنکا تعلق ہے جو اس ملک کا 43 فیصد حصہ ہے اور بدستی سے وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود آج بھی پسمندگی کا شکار ہے۔ قطع نظر یہ کہ جس طرح مجھ سے پہلے دیگر ارکین نے اس کا ذکر کیا کہ وسائل کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بلوچستان سب سے امیر ترین صوبہ ہے۔ لیکن 72 سال گزرنے کے باوجود آج بھی اس صوبے کے تقریباً 80 فیصد عوام کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ اسی طرح بلوچستان کے عوام کو جو بجلی مل رہی ہے۔ ملک کے اندر بھلی کی لوڈ شیڈنگ بذریعہ کم ہو رہی ہے لیکن بلوچستان کے اندر بڑھ رہی ہے۔ بلوچستان کے 80 فیصد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت اور گلہ بانی ہے۔ اور اس وقت صوبے میں 28 ہزار سے زیادہ ٹیوب ویل ہیں جو اس صوبے کی زراعت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اور انہی ٹیوب ویلوں سے لوگ پانی بھی پیتے ہیں۔ لیکن بدستی سے کہ آگر آج میں اس بجلی کا ذکر کروں کہ بلوچستان کے ان تمام علاقوں میں جہاں ٹیوب ویل چلتے ہیں انکو پانچ سے چھ گھنٹے بجلی مہیا کی جاتی ہے۔ اور آج آپکے اس صوبے کے اندر 70 سے زیادہ گرڈ اسٹیشن اور سارٹھے 4 سو انکے فیڈر رز ہیں جو over load چل رہے ہیں۔ اور جن علاقوں کو آپ چھ گھنٹے بجلی دیتے ہیں وہ اُس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے تین، تین گھنٹے بجلی لے لیتے ہیں۔ جس طرح مجھ سے پہلے دوستوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ بلوچستان میں اس وقت پانچ لاکھ ٹن سے زیادہ سیب، چار لاکھ ٹن سے زیادہ آنگور، چار لاکھ ٹن سے زیادہ کھجور اور چار لاکھ ٹن کے قریب پیاز بھی یہاں پیدا ہوتا ہے۔ انکے علاوہ 70 اقسام کے پھل اور سبزیات بھی اسی صوبے میں ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے بلوچستان کو fruit basket of Pakistan دیکھا جائے کہ اتنی بڑی معیشت کو ملک کی پیداوار تقریباً اس میں تک چلا لیتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! پچھلی دو، تین اسمبلیوں کی مثال میں ضرور دونگا 2013ء اور اس سے قبل یہاں جتنی بھی حکومتیں بنیں۔ اس صوبے کے بجٹ کو وزیر اعلیٰ، پی ائیڈ ڈی اور فناں منستر، بلوچستان کے آدھے سے زیادہ بجٹ انہی منستریزان تین حلقوں میں استعمال ہوتا تھا۔ اور دوسرا آدھا بجٹ باقی ممبران کے حلقوں میں استعمال ہوتا تھا۔ تو میں قائدِ ایوان سے یہی اُمید رکھوں گا کہ آج کے بعد، جس طرح ہم نے بلوچستان کی پسمندگی کا ذکر کیا۔ جن لوگوں نے آپکو ووٹ دیا ہے انکو ان کی منسٹریاں مبارک ہوں۔ لیکن بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے آپکا یہ فرض بتتا ہے کہ آپ بلوچستان کی پسمندگی کو منظر کھتھتے ہوئے ان حلقوں کو زیادہ ترجیح دیں گے جو سب سے زیادہ پسمند ہیں۔ یہ

ایک عجیب تقسیم ہے کہ کوئٹہ میں رہتے ہوئے، کوئٹہ کے نو حلقات ہیں اُن میں سے چار، پانچ ایسے حلقات ہیں جن کو ضلع کونسل یا B اور یا کہا جاتا ہے اُن کی بجلی میں اُن کے پانی اُن کی تعلیمی سہولیات اور اُن کی صحت کی سہولیات میں بہت زیادہ فرق ہے۔ سریاب میں ایسے علاقوں میں جو کوئٹہ شہر میں ہوتے ہوئے اُنکو 6 گھنٹے بجلی ملتی ہے لیکن کوئٹہ شہر کے لوگوں کو 24 گھنٹے بجلی ملتی ہے۔ بعض علاقوں میں 22 گھنٹے بعض میں 20 گھنٹے بجلی میسر ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس تفریق کو ختم کرنا چاہئے۔ یونیورسٹی کے اُس پار لوگوں کا معیار زندگی ان کی سہولیات آپ یہ سن کر حیران ہو گئے۔ کہ ہم ٹرینیک پولیس کے لئے ڈی آئی جی سے کہتے ہیں کہ ازم ٹرینیک کا الہکار گائی خان چوک پر ضرور ہونا چاہیے کیونکہ وہ دن میں تقریباً آٹھ گھنٹے بند رہتی ہے۔ اسی طرح کچھ الہکار یونیورسٹی روڑ، برمہوٹل پر ہو جو ہمیشہ دن میں چار یا پانچ گھنٹے بند رہتی ہے تو اُس کا جواب No میں کہ ہمارے پاس الہکار نہیں ہے۔ ہم بلوچستان صرف اس کوئٹہ سٹی کو قرار دیتے ہیں، جو گورنر ہاؤس سے ایک پورٹ تک، اگر یہی بلوچستان ہے تو میرے خیال میں پھر 72 سال سے اسی کے ساتھ اس نے بہت ترقی کی ہے، اور یہاں ہر سہولت موجود ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لیکن آج اس مختصر وقت میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ 12 تاریخ کو جو سانحہ پیش آیا تھا، اُس میں 13 افراد اُسی وقت لقمہ اجل بن گئے تھے۔ پھر ریسکیو کے حوالے سے مزید چھ بندے اُس لیز میں چلے گئے تھے، میرے خیال میں کیس ہونے کی وجہ سے وہ بھی ہلاک ہو چکے تھے تو یہ 19 افراد اس سانحہ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کو جو compensation ملتی ہے بہت کم ہے، ماں اوزر زمیرے خیال میں 3 لاکھ ان کو دیتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اُن کو 4 لاکھ مل جاتے ہیں۔ اور یہ حادثے آئے دن ہوتے رہتے ہیں، یہ غریب لوگ ہیں جو سوات اور دور دراز علاقوں سے آتے ہیں تو مجھے اُمید ہے کہ ان کی جو compensation ہے، قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی compensation کو بھی بڑھائیں گے، نہ صرف گورنمنٹ بلکہ وہ لیز اوزر سے بھی اس کو بڑھوائیں گے۔ اور ساتھ ہی اس قسم کے حادثے جو ہو جاتے ہیں وہاں سنجیدی میں میں نے دیکھا، جو آپ لوگوں کا ریسکیو سینٹر بنایا ہے اُس کے اندر جتنے بھی الات ہیں وہ اس وقت کام نہیں کر رہے ہیں۔ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تھت اُن کا ٹکنوں کو recover کیا ہے اور ان کو انکے علاقوں میں بھیجا ہے۔ تو بہت ساری ایسی باتیں ہیں آج وقت کی کمی کی وجہ سے میں نہیں کہہ سکا۔ ایک دفعہ پھر میں اسپیکر صاحب آپ کا، ڈپٹی اسپیکر کا اور قائد ایوان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں اُن کو مبارکباد دیتا ہوں اس اُمید کے ساتھ کہ جب ہم 2023ء میں رخصت ہو جائیں گے تو اس ایوان میں آنے والے جو لوگ ہونگے کم از کم اچھی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور جو انصاف

اور برابری کا تقاضہ ہے اگر وہ ہو گا تو انشاء اللہ اپوزیشن بھی آپ کے ساتھ ہو گی۔ ہم آپ کے اُس اپنے عمل کی تائید و حمایت کرتے رہیں گے۔ اور آپ کے ہر اُس عمل کی جو ہم تصور کریں کہ یہ اس صوبے کے مفاد میں نہیں ہے نہ صرف ہم اس کی نشاندہی کریں گے بلکہ اس پر پولیس گے بھی۔ انہی الفاظ کے ساتھ ایک دفعہ پھر آپ کا شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکر یہ شاہو اونی صاحب۔ آپ سے گزارش ہے آج قائد ایوان کے انتخاب کی بابت بات کریں۔ مسائل پر آئندہ سیشن میں انشاء اللہ بات کریں گے۔ ابھی میں دعوت دوں گا میرضیاء لاڳو کو مجھے الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

**میرضیاء اللہ لاڳو:**

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے میں جام کمال خان صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور خوشی بھی محسوس کرتا ہوں کہ جس طرح جام صاحب اور ہماری پارٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اب ہم بلوچستان کے تمام فیصلے بلوچستان میں ہی کریں گے۔ یہ اُسکی ایک نظر ہے، کہ ہم نے اپنے قائد ایوان کا انتخاب بلوچستان میں ہی کیا ہے۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ میں عمران خان صاحب کو بھی وزیر اعظم پاکستان کا منصب سنبھالنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور یہی موقع کرتا ہوں کہ مااضی میں وفاق کی جانب سے بلوچستان کے ساتھ جو نا انصافیاں ہوئی ہیں ان کا ازالہ کریں گے۔ آخر میں میں جام صاحب کیلئے یہی دعا کرتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں نے اور اس ایوان نے ان پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے وہ بھی بلوچستان کے لوگوں کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ آپ سب کا بہت شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکر یہ میر صاحب آپ نے اچھی بات کی۔ اب میں دعوت دوں گا ظہور بلیدی صاحب کو کہ وہ مجھے الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

**میر ظہور احمد بلیدی:**

جناب اسپیکر اور معزز اکین اسمبلی، میں بلوچستان عوامی پارٹی کے صدر جام کمال عالیانی صاحب کو قائد ایوان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ ان تمام پارٹیوں کا جس میں اے این پی، پی ٹی آئی، بی این پی (عوامی)، جے ڈبلیو پی اور ایچ ڈی پی، انکا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے بلوچستان عوامی پارٹی کے قائد کو دوٹ دیکر اس منصب تک پہنچایا۔ بلوچستان میں جب ہماری پارٹی بنی اُس وقت ہم نے تین

نعرے لگائے۔ پہامن بلوچستان، خوشحال بلوچستان، اور مستحکم پاکستان۔ ان تینوں نعروں پر بلوچستان کے عوام نے بلا رنگ، بلا تفرق، بلا قومیت ہمارے امیدواروں کو ووٹ دیا۔ اور آج وہ بڑی تعداد میں بلوچستان اسمبلی میں پہنچ ہوئے ہیں۔ گوکہ بلوچستان کے مسائل بہت زیادہ ہیں، بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ماضی میں بہت سے وعدے کئے گئے تھے اور وہ وعدے وفایہ ہو سکے۔ مختلف سیاسی پارٹیوں نے یہاں قومیت کا نعرہ لگا کر، یہاں پر اور مختلف نعروں کی بنیاد پر حکومتیں حاصل کیں۔ لیکن آخوندی یہ نکلا کہ بلوچستان کے جو حالات ہیں اور لوگوں کی حالت زار جوں کے توں ہے۔ اب چونکہ ہماری حکومت بن گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جام صاحب کل حلف لیں گے تو میں یہی امید کے ساتھ کہ ہماری حکومت میں جو معاملات ہوں گے، خواہ وہ بلوچستان کے احسانِ محرومیوں کے حوالے سے ہوں، خواہ وہ بلوچستان کی شرح خواندگی کے حوالے سے، خواہ وہ بلوچستان کی پسمندگی کے حوالے سے ہوں یا بلوچستان میں جو دہشت گردی چل رہی ہے اُس حوالے سے، مذہبی منافرتوں کے حوالے سے اور بھی بلوچستان کے مسائل ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ جام صاحب کی قیادت میں اُن کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں ایک چیز اور بھی واضح کرتا چلوں کہ بلوچستان اسمبلی بدستمی سے قانون سازی میں بڑا پیچھے رہی ہے، یہاں ہم نے باقی چیزوں کی طرف بہت توجہ دی ہے لیکن قانون سازی پر نہیں دی۔ جس کی وجہ سے ہم بہت سی چیزوں میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ جس طرح بلوچستان پلیک سروس کمیشن، باقی چاروں صوبوں نے reform لے آیا۔ لیکن ہمارے ہاں ابھی تک اُسی پرانے ایکٹ کے تحت چل رہا ہے۔ جس کی وجہ سے جتنے بھی ممبران ہیں، پتہ نہیں کوئی کس طرح لگ جاتا ہے، کیا طریقہ کار ہے، اور tenure بھی 5 سال کا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان کافی حد تک suffer کر چکے ہیں۔ گوکہ ابھی جو چیز میں آیا ہے، بڑا یک نام آدمی ہے۔ اور اُس کی وجہ سے کافی امیدیں بن گئی ہیں۔ لیکن اس سے پہلے بلوچستان کے حالات سب کے سامنے تھے، یہاں کی نوکریاں پک رہی تھیں، اور اس میں ہم ضرور قانون سازی کریں گے، ریفارم کریں گے اس میں ہمیں اپوزیشن کی بھی ضرورت ہوگی، دوسرے حوالے سے ہماری یونیورسٹیاں ہیں اُنکے حالات دیکھے ہوں گے کہ وہاں سیاسی پارٹیوں کے لوگوں کو لگایا جا رہا ہے۔ حالانکہ جس طرح عبدالخالق بھائی نے بڑی زبردست بات کی بھجو وہ ہزارہ ٹیچر نہیں چاہیے جو میرے بچوں کو نہ پڑھا سکے۔ لیکن بلوچستان میں اُنہیں گنگا بہرہ ہی ہے، یہاں جاتے جاتے فرد واحد نے اپنے loyalist کو پانچ پانچ سال extension دے دی ہے۔ اور کچھ دن پہلے میرے پاس بلوچستان کے کچھ نوجوان آئے تھے، جو گولڈ میڈل سسٹم تھے اور انہماں قابل تھے، اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری جو اپوزیشن پہلی top پر ہے لیکن نوکریاں جو دی گئی ہیں وہ سیاسی پارٹیوں کے رشتہداروں کو ہیں۔ تو اس سے ہم

اپنے مستقبل کا یہ اغرق کر رہے ہیں۔ میں اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ اس پر ہم قانون سازی کریں گے براہ کرم بلوچستان کے عظیم مفادات کے خاطر ہمارا ساتھ دیں۔ اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ یونیورسٹیاں، یہ پلک سروس کمیشن یہ فرد واحد کے ہاتھ سے نکل کر بلوچستان کے عوام کے ہاتھ آجائے تاکہ بہتر طریقے سے چل سکے۔ اگر آج ہم نے پارٹیوں کے مفادات کو مد نظر رکھ کر گروہی مفادات کو مد نظر رکھایا ہم نے علاقائی مفادات کو مد نظر رکھا تو بلوچستان کے حالات اُسی طرح ہوئے اور 2023ء میں جو منتخب ہو کر آئیں گے اور یہی کہیں گے کہ پچھلی حکومت نے کچھ نہیں کیا ہے۔ براہ کرم حکومت بن گئی ہے، جمہوریت کی خوبصورتی بھی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن، ہم یہیں کہتے کہ اپوزیشن ہماری ہربات میں ہاں سے ہاں ملائے۔ اپوزیشن کا کام ہے ہم جو غلط کریں ہمیں روکے، ہمیں تنبیہ کرے ہمارے خلاف بولے تاکہ ہم اپنی درستگی کریں۔ اور اس حوالے سے میں تمام پارٹیوں کا پوری اسمبلی کا اس امید اور خواہش کے ساتھ شکریہ ادا کروں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی آئندہ والی اسمبلیاں اور حکومت ایک اچھے انداز میں گزاریں گے اور جب پانچ سال ہم مکمل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سرخرو ہو کے عوام کے پاس جائیں گے۔ منت وار۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ بلیدی صاحب! آپ نے اچھی بات کہی، تمام ارکین سے گزارش ہے، ہوڑاً محنت کریں۔

آج وقت ہمارے پاس کم ہے اور بہت سے ساتھی ہیں جو بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی اصغر علی ترین صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:**

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ - سُمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں میر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو اور سردار صاحب آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کیوں کہ پچھلے سیشن میں ہمیں موقع نہیں دیا گیا وقت مختصر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جام کمال صاحب کو اپنی جماعت کی جانب سے اور اپنے علاقے کے عوام کی جانب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ اس ایوان کے قائد منتخب ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! میر اعلیٰ ترین سے ہے میں پہلی بار ایم ایم اے کے لکٹ پر ایکشن لڑا ہوں۔ ایکشن مہم میں جب ہم لوگوں کے پاس جاتے تھے، انکی مشکلات میں بیان نہیں کر سکتا وہ بیان کے قابل نہیں ہیں۔ آج ہم اس ایوان میں اُن کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اور اگر ہم لوگ اُنکے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو گئے تو خدا خواستہ وہ انتہائی مایوسی کا شکار ہوئے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے ادوار میں، پچھلی گورنمنٹ میں انہوں نے جو ہمارے ضلع اور جو ہمارے صوبے کے ساتھ کیا ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

سردار کھیت ان صاحب! مہربانی کر کے chair کی طرف اپنا focus کریں۔

**جناب اصغر علی ترین:**

جناب اسپیکر! سب سے بڑا مسئلہ ہمارے تقریباً اراکین نے کہا کہ پینے کا پانی کا ہے۔ لوگ اپنا علاقہ چھوڑ کے دوسرا طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ پوچھا گیا ”کہ کیوں؟“ تو ان سے ہمیں یہ جواب ملا ”پونکہ ہمارے پاس پینے کا پانی نہیں ہے تو لہذا ہم اپنے آبائی گاؤں چھوڑ کے دوسرا طرف ہجرت کر رہے ہیں۔“ یعنی ہم اتنے کمزور ہو گئے ہیں گو نہ نہیں اتنی کمزور ہو گئی ہے نہ اسندے اتنے کمزور ہیں کہ ہم نے اُنکو پینے کا پانی بھی میسر نہیں کیا ہے۔ ہماری ہر چیز میں، ہر ادارے میں کرپشن، ہر ادارے میں involvement، ہمارے ہر ادارے میں سفارش، جس کی وجہ سے آج ہمارے عوام suffer کر رہے ہیں۔ ہم نے میرٹ کو پیچھے رکھا۔ جس کا جو حق بنتا تھا اُس کو ہم نے وہ حق نہیں دیا، وہ حق اُن سے چھینا اور سفارش کے through ہم نے دوسروں کو ترجیح دی۔ ہمارے صوبے کا یہ حال ہے گریڈ 17 کا آدمی 18 میں بیٹھا ہوا ہے اور 18 والا 19 میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو چیزیں کیسے چلیں گی؟ ہمارے عوام نے ہم سے نہ موڑوے مانگی ہے نہ ہم سے orange line train مانگ رہے ہیں، نہ ہم سے وہ میٹروں مانگ رہے ہیں۔ وہ ہم سے پینے کا پانی مانگ رہے ہیں کہ ہمیں پانی دیں، ہمیں اچھی تعلیم دیں، ہمیں معزز شہری بنائیں ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور یہ ہر ایک کا حق ہے۔ ہمیں انہوں نے اس لئے منتخب کیا ہے۔ ہم ان بنیادی چیزوں سامنے رکھ کر ان کو ترجیح دیں۔ تب جا کے ہم اُنکے زخم پر مر ہم پٹ کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ کہتے ہیں کہ وقت مختصر ہے میں صرف اپنے district کے بارے میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے روزگار کا ذریعہ باغات ہے، میں یہ بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ کچھلی گو نہ نہیں نہیں district میں ایک ڈیم بھی نہیں بنایا پانی نہ ہونے کی وجہ سے باغات خشک ہو گئے لوگ مجبور ہو کر اپنے درخت کاٹ دیجے۔ دوسرے districts میں سو کے حساب سے ڈیز بننے ہیں آپ ریکارڈ نکال کر دیکھیں کچھلی گو نہ نہیں کا اور ہمارے district میں ایک ڈیم بھی نہیں بننا۔ روزگار نہ ہونے کی وجہ سے آج لوگ نشیات بیچ رہے ہیں آج ایون ٹیچ رہے ہیں اور چوری چکاری میں ملوث ہیں کیوں؟ کیونکہ روزگار کا ایک سسٹم باغات کی صورت میں، آپ نے اُن کو پانی مہیا نہیں کیا آج وہ اپنے پیٹ کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ لہذا میری جام کمال صاحب سے یہ گزارش ہے میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس ایوان کے قائد ہیں آپ حکومت اور اپوزیشن کو بھی ساتھ چلانیں۔ اور ہر district کا دورہ کریں اور وہاں جا کر

on ground بیکھیں۔ یہ نہیں کہ ایم صاحب آگئے پیش ریسٹ ہاؤس میں کھانا کھایا وہاں لوگوں کے مسائل سے اور وہاں سے چل دیے۔ نہیں آپ نے پورے district کا دورا کرنا ہے، تم آپ کو کرائیں گے، تم آپ کو بتائیں گے کہ یہاں یہ مسائل ہیں۔ اب ہم آپ کی رہنمائی کرنے کو تیار ہیں اور ہم آپ کو یہ باور کرتے ہیں کہ آپ کے ہر اچھے کام کے لیے ہم آپ کے ساتھ دینگے آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں صرف اس لیے کہ لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا کہ ہم ان کے زخم پر مر ہم رکھیں اگر ہم بھی ناکام ہو گئے، ہم بھی فیل ہو گئے، ہم نے بھی deliver نہیں کیا، ہم نے بھی چوری چکاری کی، ہم نے بھی رشوت خوری کی، ہم نے بھی لوگوں کے منہ سے نوالہ چھین کراپنے منہ میں ڈالا تو میرا خیال ہے کہ ہمیں پھر یہ قوم معاف نہیں کرے گی۔ لہذا میری جام صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ تاکہ جن لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا بھروسہ کیا جن کے جوزخم ہیں ان پر ہم مر ہم لگائیں۔ اور ایک بار پھر میں جناب قدوس بن بخش صاحب کو آپ اور جام کمال صاحب کو دلی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت شکر یہ۔

(اس مرحلہ میں دوبارہ اسپیکر، میر عبدالقدوس بن بخش صدارت کی گرفتاری پر متمکن ہوئے)

### جناب اسپیکر:

شکر یہ ترین صاحب، میرے خوف سے آپ بیٹھ گئے صبح سے نہیں بیٹھ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ میں اندر آ جاؤں تاکہ آپ بیٹھ جائیں۔ ثناء بلوج صاحب نے بات کی یانہیں کی، اسی لیے میں آگیا کہ آپ کی باتیں سن لوں آپ باتیں قیمتی ہوتی ہیں۔ سردار صاحب! آپ نے کیا ہے؟ آپ لوگ مٹھائی کے طور پر آج بات نہیں کریں، ثناء بلوج صاحب بات کریں گے، آپ لوگوں کو CM ملا ہے آپ لوگ کام کریں باتیں نہیں کریں۔ جی ثناء بلوج۔

### جناب ثناء اللہ بلوج:

thank you جناب اسپیکر۔ سُمُّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے آج جو ایک حکومت سازی کا عمل کامل ہوا ہے۔ اُس کے نتیجے میں بلوچستان اسمبلی کے قائد ایوان منتخب ہونے پر محترم جام کمال عالیانی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ لیکن یہ مبارکباد صرف رسمی ہے دل سے مبارکباد اُس وقت ہم آپ کو پیش کریں گے جب، جس طرح میرے سارے بھائیوں اور دوستوں نے بات کی، چاہے حکومتی بچوں سے اُنکا تعلق ہے یا ہماری طرح اپوزیشن میں بیٹھے ہیں، انہوں نے بلوچستان کی آپکے سامنے اور اس ایوان کے سامنے اور اسپیکر صاحب کے سامنے ایک مکمل عکس کشی کی۔ بلوچستان میں دراصل مبارکباد ہم ایک

دوسرے کو اس وقت دینگے جب بلوچستان کے % 86 لوگ جو غربت سے نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی حالت بہتر ہوا اور بلوچستان اگر دیگر ملکوں کے برابر نہیں آتا کم سے کم پاکستان کے دیگر صوبوں کے برابر آجائے۔ ہم مبارکباد کے حق دار اس وقت ٹھہریں گے جب بلوچستان میں 25 لاکھ پچھے جو صرف اور صرف اس اسمبلی میں بہتر قانون سازی، بہتر منصوبہ بندی نہ ہونے کے باعث یا پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ کی نہ ہونے کے باعث اسکوں سے محروم ہیں، جس دن وہ اسکوں جانا شروع کر دینے یقیناً وہ دن ہو گا جب ہم سب مبارکباد کے مستحق ہوں گے۔ جناب والا! قائد ایوان کے سامنے سارے دیگر دوستوں نے اپنی باتیں رکھیں۔ بلوچستان کو اس وقت کافی مشکلات کا سامنا ہے۔ چاہے آپ حکومت میں ہیں یا اپوزیشن میں یا ہم سب یہاں حق نمائندگی جو ہمیں سوپی گئی ہے بلوچستان کے دُور افتادہ علاقوں سے، میدانوں سے پہاڑوں سے، ریگستانوں سے، مجھ جیسا شخص جو خاران جیسے ضلع سے کامیاب ہو کر آیا ہوں نوساز ہے نو ہزار اسکو اکلو میٹر پر مشتمل علاقہ ہے۔ جہاں جب میں گھر گھروٹ لینے گیا تو میں سمجھتا تھا کہ شاید بے روزگاری سب سے بڑا مسئلہ ہو گا بھوک سب سے بڑا مسئلہ ہو گا، لوگوں کے لیے انجی رتوانائی بھلی کا بہت بڑا مسئلہ ہو گا۔ لوگ مجھ سے یونیورسٹی کالج، اور اپنے ہمتاواں کا مطالبہ کریں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس صوبے کو اٹھا رہویں ترمیم کے بعد 2010ء کے بعد سالانہ 120 ارب روپے ملتے ہوں، اس صوبے میں ابھی بھی جب ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹا میں گے، وہاں سب سے پہلے اُسکے دروازے سے ایک پیاس سے بلکہ ہوابچہ نکلے گا۔ آپ کو ہر گاؤں ہر گلی ہر میدان میں ایک عورت کے ہاتھ میں بالٹی اٹھائے اپنی چادر اور چارڈیواری کی پرواکیے بغیر وہ گھر سے نکل کر سینکڑوں میٹر لیجنی دس سے پندرہ کلومیٹر دور جا کے پانی لانا پڑتا ہے۔ بلوچستان کے اندر 82% لوگوں کو پینے کا صاف پانی میرنہیں ہے۔ جناب والا! میرے سامنے پاکتا نکے ہی میں ڈولپمنٹ انڈیکس کی لسٹ پڑی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! یقیناً تھوڑی دیر بعد آپ مجھ سے کہیں گے کہ مختصر کریں آج مبارکبادی کا دن ہے لیکن اگر مجھے پہلے تقریر کا موقع دیتے تو میں سب کی سفارش کرتا کہ آج دل کھول کر دوستوں کو بولنے دیں کیونکہ قائد ایوان نے پانچ سال کے لیے دو سال کے لیے ایک سال کے لیے حکومتوں کا پتہ نہیں چلتا اگر تھوڑی بہت کوششیں ہو تو بعد میں حکومتیں بدل بھی جاتی ہیں لیکن جتنے عرصے کے لیے ان کو موقع ملے گا کم از کم وہ اپنی direction set کرے۔ وہ اپنی ڈولپمنٹ کی direction set کرے۔ وہ اپنی سو شل پلانگ کی direction set کرے۔

جناب اسپیکر:

اسی لیے میں ابھی ڈرگیا درمیان میں نہیں بولوں گا۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

distRICTS میں نہیں گئے ہیں اُن کے نمائندے یہاں thank you sir، وہ جن districts کے ساتھ ساتھ میں بیٹھے ہیں کافی دوستوں نے districts کے حوالے سے بات کی لیکن اپنے district کے ساتھ ساتھ میں پورے بلوچستان کے حوالے سے ایک ذمہ دار نمائندہ ہوں۔ اور ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کیوں کہ بلوچستان میں اگر کوئی ایک تخصیل بھی بھوکا پیاسا اور بے روزگاروں سے بھرا پڑا رہے گا اُس وقت تک بلوچستان میں خوشحالی نہیں آسکتی۔ بلوچستان کے اندر ایک cosmetics سماں بلوچستان میں ہے لیکن بلوچستان میں خوشحالی قطا نہیں آسکتی جب تک یہ اسمبلی اس اسمبلی کے نمائندے ہمارے ساتھ فسلک کام کرنے والے بیورو کریٹس ہمارے دیگر حکماء جات تو پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ کی شکل میں ہیں وہ اپنی ذمہ داریاں محسوس نہ کریں اس سے بلوچستان کے چہرے پر ایک بہت بڑا بدنماداغ ہے جس کو ہم کبھی بھی اپنانے کی بات نہیں کرتے، میں شروع بھی کرتا ہوں اپنے دوست محترم جام کمال صاحب کے district سے کہ اُن کو پہنچانا چاہیے پاکستان میں جو ہب من ڈولپمنٹ انٹریکس کی جو رپورٹ نکلی ہے، ہر سال یا دو تین سال کے بعد نکلتی ہے۔ multidimensional poverty index جس میں غربت کے تمام اضلاع کی اور جو پاکستان کی نشاندہی کی جاتی ہے UNDP اور اب تو پلانگ کمیشن والے بھی نکالتے ہیں۔ اُس میں آپ کو پہنچانا چاہیے کہ جام صاحب! آپ اور آپ کے والد صاحب آپ کے دادا صاحب اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اسکے باوجود سبیل بھی پاکستان کے سب سے lowest index میں بھی نہیں ہے۔ یہاں یے باعث شرم ہے index، very high development index کہ ہم 1952ء سے پاکستان کی صنعت پاکستان کی تجارت پاکستان کے گھر گھر کو گیس فراہم کرتے ہیں لیکن ہمارے گھر میں پینے کا پانی نہیں ہے۔ اُس کیلئے commitment کی ضرورت ہے جو بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ساتھ یہاں کی بیورو کریٹی اور development experts کی commitment کی نہ ہونے کی وجہ سے آج بلوچستان کے لوگ پینے کے پانی سے محروم ہیں، ہم تو گیس کی بات بھول گئے ہیں کہ ہمارے گھروں میں گیس فراہم کی جائے تو ایسی صورتحال میں قائد ایوان صاحب! جناب اسٹریکٹ! آپکے توسط سے میں چند چیزوں کی نشاندہی کروانا چاہوں گا کہ یہ صوبہ بھی بھی خوشحالی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا جب تک

اس صوبے کی لیڈر شپ نے اپنی commitment اور اپنے اس وطن کے ساتھ محبت کا اظہار نہیں کیا ہو۔ کچھ تلخ حقوق ہیں جن کو بیان کرنا پڑے گا۔ اور ان تلخ حقوق کی وجہات بھی جاننا پڑے گی۔ جو صوبہ گزشتہ 35 سالوں سے ایک ناؤن کمیٹی کی طرح annual development plan پر گزارہ کرتا آ رہا ہو، دنیا میں کوئی ایسا ملک کوئی ایسا ناؤن نہیں جہاں ایک سال کی پلانگ ہوتی ہو۔ ایک سال کی پلانگ صرف چوری اور ڈیکٹی کے لیے ہوتی ہے، کرپشن اور کمیشن کے لیے ہو سکتی ہے، قوموں کی ترقی کے لیے، قوموں کی شرح تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے، قوموں کی صحت کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے، بلوچستان کی 18 لاکھ پروگراموں کو روزگار دینے کے لیے ایک سال کی پلانگ نہیں ہو سکتی۔ اور بلوچستان کے اندر یہ ڈرامہ بازی، بلوچستان کے اندر بلوچستان کے عوام کو دھوکہ دینے کا یہ سلسلہ گزشتہ کئی سال سے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ جاری رہا ہے۔ میں آپ کو چھوٹی سی مثال دوں گا، جس صوبے میں 82 فیصد شہری پینے کے پانی سے محروم ہوں، جہاں 18 لاکھ بچے یوروزگار ہوں، جہاں 70 فیصد آپ کی آبادی hepatitis A,B,C جیسی بیماریوں کا شکار ہو جہاں آپ کے تمام ہفتالوں میں صحت کی سہولتیں نہ ہوں، جہاں ایک صوبے کے سالانہ ایک لاکھ لوگ sickness کی وجہ سے migrate کرتے ہیں کراچی، لاڑکانہ، اسلام آباد اور لاہور میں علاج کے لیے۔ تو آپ مجھے بتائیں کون سی بیورو کریمی تھی اور کون سے پویٹیکل لیڈر تھے جنہوں نے بیٹھ کر صرف کوئی کے لیے 10 ارب روپے کی beautification package کا package رکھا۔ کیا بلوچستان میں اور اضلاع موجود نہیں ہیں؟ اور وہ بھی 10 ارب اگر کوئی تعلیم، صحت، اسکول اور کالج کے لیے ہوتے ہیں؟ ایمانداری سے اس پر کوئی گلہ شکوہ نہیں تھا۔ دنیا میں، میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ فرانس دنیا کے قدیم ترین capitals میں سے ہے۔ capitals earthen ہیں۔ یونان میں capitals رہے ہیں UK آپکا جہاں لندن میں ایک capital ہے۔ آپ نے کہی سنائے کہ وہاں پلانگ اینڈ ڈیپہنٹ کے موقع میں سڑکیں کشادہ کرنے کے لیے پیسے مختص کیا جائیں؟۔ آپ خود گئے ہیں۔ جناب والا! ہم سب جاتے ہیں۔ میٹنگ کیلئے کافنس کیلئے آپ کو پیدل گلیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور اسی پیدل جانے میں بھی اپنی خوبصورتی نظر آتی ہے۔ آپ لوگوں کے اندر پسی کی ضیاء کی بجائے civic sense develop کرتے ہیں۔ development sense

پیدا کرتے ہیں۔ لیڈر شپ کا مقصد پسیے لینا پسیے کو جان بوجھ کر غلط جگہ پر استعمال نہیں ہوتا ہے۔ دس ارب روپے کوئی میں سڑکوں کو کشادہ کر کے یہ ڈرامہ ہر پانچ سال بعد ہوتا ہے۔ یہ ہر پانچ سال بعد ڈرامہ ہو رہا ہے پانچ پانچ، دس دس ہزار فٹ جو ہے زمینیں خرید کے سڑکیں کشادہ کی جاتی ہے پھر

انہوں کشاورز کوں پر 50,60 ریڑیاں گھری کی جاتی ہے۔ جس میں لوگوں کی SHO, SP وغیرہ سب جو ہیں وہ ریڑھیوں سے بختے لیتے ہیں۔ سرک کیسے کشاورز ہوگی وہ سرک نہیں بنتی بڑی دکان بن جاتی ہے۔ وہ ایک چلتا plaza ہے آپ کے پورے کوئی میں develop civic sense کو کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پیسہ آپ کے بلوچستان میں تعلیم پر خرچ ہونا چاہئے ایک اور نشانہ ہی آپ کے معلومات کے لیے کروں۔ جان جمالی صاحب ابھی چلے گئے ابھی انہوں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ پٹ فیڈر، پٹ فیڈر کے میرے دوسرے نصیر آباد کے دوست بیٹھے ہیں۔ مشرقی بلوچستان کے۔ مشرقی بلوچستان human development index میں اُس کو سب سے اوپر آنا چاہئے تھا۔ high human development index میں صرف پانچ اصلاح ہیں۔ چار کا تعلق پنجاب سے ہے۔ ایک capital territory ہے۔ آپ کا اسلام آباد ہے۔ بلوچستان کسی میں qualify نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ جس طرح انہوں نے ذکر کیا کہ یہ زراعت کے اعتبار سے بلوچستان کا سب سے ترقی یافتہ علاقہ ہے یا division ہے۔ لیکن وہاں کے لوگوں سب سے زیادہ بیماریوں کا شکار ہے سب سے زیادہ شرح تعلیم کی کمی آپ کے نصیر آباد division میں ہے سب سے زیادہ تکلیف لوگوں کو وہاں پر اور تو اور جھوٹے ہمیں irrigation کے لیے۔ اس سال river system irrigation authority کے لیے سندھ والے اور ارسا والے پوری پانی فراہم نہیں کرتے لیکن کوئی میں بایوؤں نے بیٹھ کر 14 ارب روپے پٹ فیڈر کا وہ گندہ پانی جیسے وہاں کا جانور بھی نہیں پینے میرے خیال میں اس کی تقدیم آپ کریں گے جمالی صاحب، سیم کھوسہ صاحب وہ پٹ فیڈر کا پانی جو وہاں کے جانور بھی نہیں پینے۔ وہ پٹ فیڈر کا پانی پائپوں کے ذریعے کوئی لینے کا منصوبہ بنایا اور یہ PSDP کا حصہ بھی بن گیا۔ اس کو ابھی یہ german company کو باقاعدہ feasibility tender کے لیے انہوں نے بھی دے دیئے، کہ آپ اسکی feasibility study کریں۔ جن قوموں میں قیادت اور اسکے ادارے اسکے ساتھ ایسے مذاق کرتے ہوں، وہ غربت 86 فیصد نہیں 100 فیصد تک جانی چاہئے۔ وہاں پر میسے زیاد کے لیے ایسے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ آج ہماری ترجیح قوموں میں ہماری کشاورزی کیں نہیں ہوں گی، کوئی آکر نہیں دیکھے گا۔ آپ جتنی بھی کشاورزی کیں بنائیں، جب ہمارے دماغوں میں فتوڑ اور افراتفری ہے۔ آپ کی سرکوں پر ٹریک اچھی طرح سے روائی دواں نہیں ہوں گی۔ آپ نے لاکھوں روپے میں کچھ ٹریک lights لگانے کی بجائے آپ روز بلڈنگز گراتے ہیں اور سرکیں کشاورز کرتے ہیں۔ اس قوم کو اور ہم خود کو تربیت کی ضرورت ہے علم کی ضرورت ہے دانش کی ضرورت ہے۔ یہ جو پیسہ اٹھاریوں ترمیم کے بعد آیا چاہے وہ گیس کی

royalties کی مدد میں ہمیں ملے، ایک وقت تھا کہ بلوچستان میں گیس کی قیمت wallet price بلوچستان کی MMBTU اُس وقت بلوچستان کی صرف 30 روپے تھی۔ 60 روپے اور 70 روپے یہ رائی بھگڑے کے بعد بلوچستان کی رقم well-head-price ہم نے 1 سو 70 روپے اس لیے نہیں کہ وہ یہاں آ کر با بوداں کی نذر بنتیں۔ یا جس طرح میرے دوست نے کہا کہ 17 گرینڈ کے آفیسر کو 20 گرینڈ میں بیٹھایا جاتا ہے چاہئے وہ XEN ہوں یا کوئی اور development کے لوگ ہوں۔ تو جناب والا! جب تک ہم بلوچستان کے اندر کچھ governance کے حوالے سے کچھ ایک system develop ہو گیا ہے۔ اُس کو ہم change نہیں کرتے ہیں بلوچستان کے اندر نہ وہ BAP (باپ) کے منشور کی خوشحالی آسکتی ہے اور نہ بلوچستان نیشنل پارٹی کے منشور پر عملدرآمد ہم کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر:

جی شناع صاحب!

جناب شناع اللہ بلوچ:

سر! میں مختصرًا آپ کو۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے مل کے چلنا ہے۔ بات نہیں ہے یہ قائد ایوان ہے، ہم حزب اختلاف اس لیے نہیں ہیں کہ ہم آپ کے راستے روڑے آئکائیں گے۔ ہم آپ کے راستے میں قالیں پچھائیں گے۔ ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ایک commitment ہمارے ساتھ کریں، سردار اختر مینگل صاحب نے جو 6 نکات و فاق میں پیش کیئے ہیں جناب والا! اُن سب کا تعلق اس آئین سے ہے۔

جناب اسپیکر:

شناع صاحب! address کو please chair کریں۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

محترم اسپیکر صاحب! قائد ایوان کی ذمہ داریاں یہ ہیں کہ اس constitution میں آرٹیکل 8 سے لے کر آرٹیکل 28 تک fundamental rights کی بات کی گئی ہے۔ جو 6 نکات پیش کئے گئے ہیں ان میں اگر لاپتہ افراد کا مسئلہ ہے federal government اگرچاہتی ہے کہ وہ حل ہوں۔ تو آپ کی مدد اور تعاون کے بغیر ہونہیں سکتا۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپس میں understanding develop اور ایک cooperation, coordination کریں کہ اگر

وفاقی حکومت چاہتی ہے کہ آئین اور قانون کے تحت بلوچستان میں انسانی حقوق کے مسائل حل ہوں، تو اسیں ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلنا ہوگا۔ سردار اختر میںگل صاحب بلوچستان نیشنل پارٹی نے جو 6 نکات پیش کئے ہیں، وہ آپ کے development challenges سے متعلق ہیں، ڈیزیز سے متعلق ہیں، سیندک سے متعلق ہیں۔ اتنا بڑا نداق کیا گیا ہے اس صوبے کے ساتھ 2010ء کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سیندک کے تمام rights ہمیں ملتے، ہمارا جو سیکرٹری ہے وہ بیٹھ کے معابدہ دستخط کرتا، لیکن اکتوبر 2017ء میں ایک دفعہ پھر جو سیندک کا معابدہ دستخط ہوا ہے اُس میں ہمارا سیکرٹری بطور گواہ پیش ہوا ہے۔ اُس کے دستخط بھی موجود نہیں ہیں۔ تو کیا ہم صوبے کے لیے حقوق لے سکتے ہیں۔ سی پیک سے متعلق تمام دوستوں نے بات کی، تفصیل ہے میرے پاس۔ لیکن میں انشاء اللہ پچھ جو آپ نے direction development اگر کرنے ہیں۔ یہ پانچ، چھ major چیزیں ہیں۔ آپ سی پیک کے حوالے سے اپوزیشن اور حکومتی اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائیں۔ اس وقت کا جو portfolio ہے نومبر 2017ء تک جو سی پیک کا portfolio ہے وہ 60 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ یعنی 6 ہزار ارب سے زیادہ کا ہے۔ اور آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ 6 ہزار ارب میں سے صرف 7 سو ملین کا ایک portfolio بلوچستان کو ملا ہے۔ وہ بھی گودار پورٹ کے حوالے سے ہے۔ جس کی royalty بعد میں بھی وفاقی حکومت کو ملے گی صوبائی حکومت کو نہیں ملے گی۔ تو 60 ارب کے portfolio میں سے 33 ساڑھے 33 ارب یعنی ساڑھے 3 ہزار ارب وہ صرف energy کے لیے منفصل ہیں۔ energy یہی ہے جس کا ذکر میرے دوست نصیر شاہوی صاحب نے کیا۔ پندرہ mega watt projects energy کے بھلی کے ہوئے۔ اُس میں سے دو وعدے کئے گئے تھے بلوچستان کے ساتھ۔ ایک آپ کے شہر بج میں دوسرا گودار میں۔ اور ان وعدوں کے باوجود دونوں بلوچستان کے ساتھ۔ بلوچستان میں شروع نہ ہو سکے۔ اس وقت پاکستان کے system میں 7 ہزار projects energy سے زیادہ بھلی جناب اسپیکر! وہ پاکستان کے system میں سی پیک کی بدولت پہنچ گئی ہے۔ بلوچستان کو صرف 6 mega watt مل رہی ہے۔ لیکن اگر وہ بلوچستان کو بھلی دینا بھی چاہیں تو نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ اس سے قبل جو بھی ہمارے لیڈر ہمارے قائد تھے۔ جو بھی ہمارے ایکسپرٹ بیور و کریٹ تھے انکو نہیں تھا پتہ کہ آپ جب بھلی کے منصوبے لگاتے ہیں، اُسکے ساتھ ٹرانسمیشن لائنز کی ضرورت پڑتی ہے۔ بدقتی دیکھیں۔ یہ ہمارے ساتھ لطیفہ دیکھے بلوچستان کے ساتھ پاکستان میں اس وقت ساڑھے 7 ہزار کلو میٹر پانچ سو میگاوات کی KV بھلی کی لائسنس جاتی ہیں۔ پاکستان کے اندر 500 KV کے 13 گرڈ اسٹیشن ہیں

بلوچستان میں ان 13 گرڈ اسٹیشن میں سے کوئی ایک نہیں ہے سارے ہی 7 ہزار کلو میٹر 500KV کی ٹرانسمیشن لائن میں سے صرف 25 کلو میٹر KV 500 کی ٹرانسمیشن لائن ہے، ذرا سینئے گا وہ کیوں انہوں نے بچھائی ہے؟ وہ اس لیے کہ جو ضلع سیبلی میں حب کے مقام پر جو جبکو سے بھلی پیدا ہوتی ہے اس بھلی کو واپس کر اپنی لے جانے کے لیے تو جس صوبے کے ساتھ وفاقی حکومت اور اُس کے ادارے اس طرح کامنڈا ق کریں اور ہماری political leadership، ہم یہاں چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے ہڑیں، میں اُن باتوں میں جانا نہیں چاہتا تو میرے خیال میں یہاں صوبے کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی ہو گی۔

**جناب اسپیکر:**

ثناء صاحب! آپ کی باتیں تو بہت اچھی ہیں لیکن ابھی تک 35 بندے بچے ہوئے ہیں جنہوں نے بولنا ہے۔ میرا خیال ہے رات کے دونوں جائزیں گے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

اسپیکر صاحب! میں آپ سے ایک اچھی سی گز ارش کرتا ہوں lighter mood میں۔ میں سینیٹ میں جب رہا، قومی اسمبلی میں جب رہا تو ایک چیز ہوتی ہے جس دن جب قائد ایوان کا انتخاب ہوتا ہے۔ یا بجٹ اجلاس ہوتا ہے یا جس طرح کل پرسوں آپ کا انتخاب کیا۔ ایسے موقع پر کوئی refreshment کا بندوبست کیا جاتا ہے کوئی چائے، کوئی coffee، کوئی light lunch، کوئی چاول چھوٹے۔

**جناب اسپیکر:**

اندر لاٹیں باہر سے کیا؟ اسپیکر چیمبر میں جائیں آپ کو ملے گا۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

نہیں اندر نہیں لاتے جناب والا! اندر تو آپ پانی کی اجازت نہیں دیتے نہیں آپ جو وہ صرف اسپیکر چیمبر میں آپ ایسے ہوتا ہے اپوزیشن چیمبر میں بھی، لیڈریز چیمبر میں بھی، جہاں بھی ہے۔ یہ کچھ اصول ہیں تاکہ لوگ refresh ہوں۔ اور میں صرف یہ گز ارش کرنا چاہتا ہوں insist نہیں کیا کریں۔ اُس کی ایک وجہ ہے کہ مختصر کریں۔ میرا خیال ہے جام صاحب خود بھی enjoy کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ کافی چیزیں ایسی ہوتی ہیں، لوگوں نے میرے پاس کوئی بائیکس، تھیس کے قریب subjects ہیں جو بعد میں ہم motion کی صورت میں resolution motions اور adjournment motion میں گی۔

**جناب اسپیکر:** نہیں، نہیں۔ آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ آپ کو time بھی دیں گے۔ لیکن یہ ہے میں

صرف آپکے knowledge میں لانا چاہتا ہوں۔ ابھی میں بول نہیں سکتا کیونکہ مزید 35 اراکین نے بولنا ہے۔ جی۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

میں باقی چیزیں ہیں، جام صاحب! آپ کی اجازت سے۔

جناب اسپیکر:

بلوچستان اسمبلی کے ممبران بہت نازک ہوتے ہیں، مجھے ڈر بھی لگ رہا ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر صاحب! ایک اور سب سے بڑی زیادتی جو ہمارے ساتھ مسلسل ہو رہی ہے اور یہ اگر اس کو آپ کہیں۔ یہ ہمیشہ اس لیے ہوتا ہے کہ NCF award technically چار سے پانچ سال delay کیا جاتا ہے۔ جب constitution کیا جاتا ہے تو NFC وقت پر آئے تو آپ کے صوبے کو سالانہ 160 اور آرٹیکل 160 کا 3A بہت important ہے اگر NFC وقت پر آئے تو آپ کے صوبے کو سالانہ 3 سے 4 اور 5 سے 10 ارب زیادہ مل سکتے ہیں۔ یہ کوئی 15 سے 20 ارب روپے کا نقصان بلوچستان کا صرف 3 سال delay کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ immediately ابھی جب اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گا قائد ایوان اپنی ذمہ داریاں سنچالیں گے۔ آپ بھی اسپیکر اس پر ایک روئنگ بھی دیں، آج دیں گے یا بعد میں دیں گے کہ بلوچستان کے ان نمائندوں کی 1 کروڑ 20 لاکھ لوگوں کی اس خواہش پر NFC award جلد از جلد دوبارہ مرتب کیا جائے۔ جو ایک constitutional requirement ہے financial deficit کا شکار ہے بلوچستان کو کم از کم 4 سو بلین چاہئے آپ کو smooth take off کے لیے جب تک وہ پیسے نہیں ملتے اپوزیشن بھی جو ہمارے constituency ہیں، ہمارے لوگ ہیں، وہ بھی ان تکالیف اور مشکلات سے نہیں مکمل سکتے۔ جام صاحب کی جو حکومت ہے وہ بھی شاید بہتر طریقے سے smoothly یہاں اپنا کام انجام نہیں دے سکتی۔ میں ایک دفعہ پھر محترم اسپیکر آپ کا مشکور ہوں، جام صاحب ہماری نیک تمنا میں آپ کے ساتھ سے نہیں مکمل سکتے۔ آپ کے ساتھ تمام معالات میں بالخصوص جو صوبے کے قومی اور اجتماعی مفاد کے معالات ہیں سی پیک ہے وہ آپ کے ساتھ تمام معالات میں introduce کرنے کے لئے افراد کی اپنے گھروں کو واپسی ہے۔ بلوچستان میں NFC ہے سیندک ہے ریکوڈر ہے لاپٹوپ اور اپنے rights کے regime کو بہتر کرنا ہے۔ 25 لاکھ بچوں کو

و اپس اسکولوں میں بھیجا ہے۔ 70 فیصد یا ہار لوگوں کو اچھی صحت کی سہولیات دینی ہیں۔ ان اجتماعی چیزوں میں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ لیکن اگر خدا نخواستہ گز شستہ حکومتوں کی طرح کسی نے آپ کے بھی system کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چلانے کی کوشش کی، تو پھر ہم سے گلہ نہیں کیجھے گا۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ بلوجستان کے حقوق ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ دوست شنگتی بعد کی ہے۔ thank you very much.

**جناب اسپیکر:**

شکریہ شنا، صاحب! آپ بیٹھ گئے آپ کی مہربانی ورنہ میں ڈر گیا۔ آپ کو اتنی بڑی مٹھائی مل گئی، وزیر اعلیٰ۔ حاجی صاحب! بیٹھ جائیں۔ پر صاحب تو ایسے تھوڑی ہیں، پر صاحب سے بہت کچھ لینا ہے ابھی تک۔ بیٹھیں جب تک میرے لیے خواب نہیں دیکھیں گے۔ جی

**محترمہ بشری بی بی رمند:**

جناب اسپیکر! میں نے سب سے پہلے نام دیا تھا۔ اور almost میرا خیال ہے اب تو چالیس لوگوں نے بات کی ہوگی۔ with the great name of Allah who is Rehman and Reheem سب سے پہلے میں جناب اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں، جو select ہوئے ہیں۔ کیونکہ اُس دن ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں ملا اور آج قائد ایوان کے لئے بلوجستان عوامی پارٹی کے جام صاحب کو select کیا گیا ہے اسکے لئے میں انکو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور اس میں جتنی بھی اتحادی parties ہیں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔

**جناب اسپیکر:**

select کا لفظ نکال دیا جائیں وہ elect ہوئے ہیں۔

**محترمہ بشری بی بی رمند:**

جناب اسپیکر! elect ہوئے ہیں۔ secendly speech کرنی تھی بالکل میں نے short کر دی ہے میں تھوڑی سی ایجوکیشن پر بات کرنا چاہتی ہوں Because I am an a educationist اور ایجوکیشن پر 22 سال سے کام کر رہی ہوں۔ اس کے لئے مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے بلوجستان کی صورتحال دیکھ کر کہ ہمارے 70 بچے اس وقت اسکول میں تعلیم حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ اُس کی ساری ذمہ داری پچھلی گزری ہوئی حکومتوں کی ہے پیشک۔ لیکن اس وقت یہاں ہم جتنے بھی پارلیمنٹریں موجود ہیں ان کی ذمہ داری ہم سب کے کندھوں پر آتی ہے کسی ایک پہنیں آتی نہ حکومت پر آتی ہے۔ ہم سب کو جس

کے پاس بھی تعلیمی ادارہ ہے یہ اس کا فرض بتتا ہے کہ وہ پہلے educate کرے ہمارے بلوچستان کے بچوں کو کیونکہ جس ملک کو ترقی دینی ہو تو اُدھر بہترین تعلیم دیں اور جس ملک کو ختم کرنا ہو تو وہاں سے تعلیم ختم کر دیں۔ تو میرا اس چیز پر ایمان ہے اور میں نے بائیس سال سے بڑے سچے دل سے اس پر contribution اپنا حق ادا کیا ہے بلوچستان کے لئے۔ سریاب روڈ جیسے پسمندہ علاقے میں اب میں چاہتی ہوں کہ پورے صوبے میں جتنے بھی پسمندہ علاقے ہیں دیہات ہیں ہمارے اصلاح ہیں اُس کو personally ہم لوگ خود look after کریں اور ہم سب ملکر یہ نہیں کہ صرف جام صاحب کے کندھوں پر یہ بوجھ ڈالیں کہ جی آپ نے آگے یوں کرنا اور ایسے کرنا ہم سب نے ملکراں کا روانہ کوسا تھا لیکر جام صاحب کے ساتھ چلتا ہے اور انشاء اللہ وہ ہمیں lead کریں گے۔ اور ہم لوگ اپنے اس مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ یہ فلور ہمیں It is a debates club. Sorry to say Legislation کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ میری یہ بات بُری لگے۔ Because we have to debate over hear, but not main purpose that much. کہ ہم اپنا Legislations کیلئے آئے ہیں۔ اور ہمیں اُس پر زیادہ کام کرنا ہے، focus کرنا ہے۔ تو انشاء اللہ میری تمام بھائیوں سے بہنوں سے درخواست ہے۔ چاہے وہ ہماری حکومت میں ہیں یا اپوزیشن پیپلز میں۔ ہمیں آپس میں ملکر بلوچستان کا سوچنا ہے جو اس وقت بہت بُری حالت میں ہے۔ thank you so much.

### جناب اسپیکر:

شکریہ میڈم! آپ نے بہت اچھی باتیں کیں کاش! ہمیں سمجھ آ جائیں۔ شاء صاحب! آپ نے کچھ points raise کئے تھے۔ باقی تو قائد ایوان ان کا جواب دیں گے۔ کچھ ہاؤس کے نالج کے لئے۔ واقعی ہم بہت financial crisis میں ہیں۔ NFC ایوارڈ نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے بجٹ کا 2022 ارب ٹولی salaries کی مدد میں جاتے سائز ہے۔ 200 ارب صرف nondevelopment اور صرف salaries کی مدد میں جاتے ہیں۔ آپ کے پاس development کی مدد میں ارب روپے فیچ رہے ہیں۔ اگلے دوساروں میں شاید اس طرح ہماری nondevelopment آگے چلے۔ تو میرے خیال میں ہمارے پاس نہیں ہوگا۔ جب تک NFC ایوارڈ اور special package کوئی بلوچستان کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نہیں دے possible نہیں ہے کہ جس طرح آپ نے کہا تھا بلوچستان کو آگے بڑھانے میں ہم مد دگار ثابت ہوں گے۔ اس میں آپ کی پارٹی اور بلوچستان عوامی پارٹی، قائد ایوان صاحب کی بہت اہم ذمہ داری ہو گی کہ وہ

فیڈرل کو زیادہ سے زیادہ approach کریں ایک special package کے لئے اور NFC ایوارڈ جو چار سال سے due ہے، وہ نہ ہونے کی وجہ سے مزید مشکلات میں ہمارا صوبہ آ جائیگا۔ جام صاحب! ابھی تک بہت سارے معزز اکین ہیں، اگر سب کو بولنے دیں تو میرے خیال میں ایک منٹ کوں بولتا ہے وہ پھر اور غصے کرتے ہیں اور میں ڈرجاتا ہوں کہ کیا کروں۔

**میرا کبر آسکانی:**

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔

**جناب اسپیکر:**

میر صاحب! میں نے آپ کو فلور نہیں دیا ہے۔ آپ میرے پیر ہیں میں نے آپ کا نام نہیں پکارا ہے چلو میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔

**میرا کبر آسکانی:**

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے، نو منتخب وزیر اعلیٰ بلوچستان میر جام کمال صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اس پسماندہ صوبے کا وزیر اعلیٰ پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور لوگوں کے ذکر، درد کو سمجھنا اور انہیں حل کیلئے کوشش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔

**جناب اسپیکر:**

پیر صاحب! لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھیں آپ تو سینئرمبر ہیں۔

**میرا کبر آسکانی:**

وہ معاملات کا حل نکالیں گے۔ اس سلسلے میں ہم آپ کے، اللہ کرے کہ آپ کی شاندار قیادت میں بلوچستان کے حل طلب مسائل پر توجہ دی جائے گی۔ آخر میں میں جام کمال صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اپنے حلے کے بارے میں کچھ بتائیں بتانا چاہتا ہوں جو کہ میں نے ایکیش سے پہلے اپنے حلے کے لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ چونکہ 2005ء سے لیکر 2010ء تک جو میرانی ڈیم کے متأثرین ہیں، جن لوگوں کا نقصان ہوا تھا۔ وہ سیاسی لوگوں نے اپنے من پسند لوگوں کو جو متأثر ہوئے، اگر ان لوگوں کے تمیں لاکھ نقصان ہوئے تو ان کو ایک ایک کروڑ روپے دیا۔ ہم گزارش کرتے ہیں جام صاحب سے کہ غریب عوام کی جو حق زنی ہوئی ہے، ہم گزارش کرتے ہیں۔۔۔

**جناب اسپیکر:** پیر صاحب! چیونگ نہیں چبائیں۔

**میرا کبر آسکانی:**

جناب اپنیکر! ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں ہم پورے عوام کیلئے کھڑے ہیں۔ عوام نے ہم کو دوٹ دیا ہے یہاں بھیجا ہم مجبور ہیں۔ عوام کا دکھ درد ہم اپنا سمجھتے ہیں، ہم جام صاحب سے امید کرتے ہیں کہ سب کو ساتھ لیکر چلیں گے ہم جام صاحب کے لئے دعا گو ہیں۔ ہم جام صاحب کے ہر مشکل وقت میں ہم ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں۔ ہم بھر پور کوشش کرتے ہیں۔ بلوچستان کے غریب عوام کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اس چیز کو اپنا فرض سمجھتے ہیں ایمانداری سے انکے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شکریہ اپنیکر صاحب۔

**جناب اپنیکر:**

شکریہ آسکانی صاحب! میں نے یہ request کی تھی کہ ایوان میں کوئی چیز کھانے پینے کی نہ ہو آپ تقریر کے دوران چیزوں کی چبار ہے ہیں۔ ہم پر کا خیال کر رہے ہیں لیکن یہ ہے کہ اتنا بھی نہ کریں۔ میرے خیال میں جام صاحب! باقی آپ کی اپنی پارٹی کے ہیں ان سے request کرتے ہیں کہ قائد ایوان بولیں گے کیونکہ انہوں نے آگے صوبے کی باغ ڈور سنجھانا ہے، بہت چیزیں ہیں۔ ملک صاحب! آپ نے speech نہیں کی۔ ویسے تو پرسوں تو آپ نے بہت بولا تھا۔ کافی نہیں ہے؟ چلو اگر شارت بول سکتے ہیں۔ ملک صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بولا تھا، تصویری تو آ گیا تھا۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ۔** نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اپنیکر! سب سے پہلے تو میں جام کمال خان صاحب کو بلوچستان کا وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، اپنی پارٹی کی طرف سے بھی اور اپنے دوستوں کی طرف سے بھی۔ میں اس پر بھی زیادہ خوش ہوں کہ جام صاحب کا خاندان بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے منصب پر اُنکے محترم دادا صاحب اور محترم والد صاحب اس عہدے پر فائز رہے ہیں۔ اُنکے والد صاحب کے ساتھ ہم نے مل کر کام بھی کیا ہے۔ اور آج وہ منتخب ہوئے ہیں یقینی بات ہے کہ ان کو بلوچستان کا زیادہ فکر ہونا چاہئے۔ بلوچستان کے عوام کا زیادہ فکر ہونا چاہئے۔ ایک تاثر ہے ہمارے جمہوری کلچر میں کہ جو ٹریشوری پیپر کے لوگ ہیں اُنکی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپوزیشن کے لوگوں پر ناجائز بند کر دیں۔ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ اور ان کو اپنے حقوق سے محروم کیا جائے۔ جام صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا جناب اپنیکر! کہ ہم محثیت فرد یہاں نہیں ہیں۔ جس طرح ٹریشوری پیپر کے لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں اسی طرح اپوزیشن کے سارے دوست، وہ بھی محنت کر کے منتخب

ہوئے ہیں۔ اور جو کی طرفہ کارروائی حزب اختلاف کے ساتھ ہوتی ہے یہ سراسر ظلم ہے کہ ان کے فائدے یا نقصان کی بات نہیں ہے۔ ان اراکین کے فائدے یا نقصان کی بات نہیں ہے۔ بلکہ انکے حلقوں کے عوام کو سزا دینا انتہائی خالماں قدم ہوگا۔ ان کے حلقوں کے عوام بھی انہی حقوق کے حق دار ہیں جو ٹریڈری پیپر کے حلقوں کے لوگوں کو ملتے ہیں۔ اس لئے میں یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جام صاحب اپنے سیاسی پیپر کے ناطے اور انکی اپنی وجاہت کے حوالے سے ہمارے حلقوں کے عوام کو سزا نہیں دیں گے۔ اور equal treatment جو سہولیات جو فنڈ جو مفاد ٹریڈری پیپر کے دوستوں کے حلقوں کو ملے گا وہی حقوق حزب اختلاف کے حلقوں کو ملیں گے۔ حزب اختلاف کی اہمیت جناب اسپیکر! بہت زیادہ ہے، جس طرح کہا جاتا ہے کہ ہمارے legal fertility کے اندر ایک بیٹھن (bench) اور بار (bar) ایک گاڑی کے دوپیے ہیں۔ اسی طرح ٹریڈری پیپر اور حزب اختلاف بھی باہمی مل کر اگر رہائیوں کی نشاندہی کریں اور دوسری طرف رہائیوں کو ختم کرنے کا تھیہ کریں تو یہ مل کر بہت بڑا کام کر سکتے ہیں۔ تو اس لئے اگر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا مقصد ایک ہو جائے۔ پھر میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ جس طرح پہلے میں نے عرض کیا کہ ہم کرپشن کے خاتمے کیلئے انٹک کوشش کریں گے۔ یہی آپ کی طرف سے کہا گیا۔ ہم میرٹ کے بارے میں یہاں کہہ بچکے ہیں کہ ہم میرٹ کو پامالی سے بچائیں گے۔ جو بھی میرٹ ہو گا اُسی پر فیصلے ہوں۔ آپ کی طرف سے جناب اسپیکر! یہی کہا گیا کہ میرٹ پرسب کچھ ہونا چاہئے۔ ہم نے گزارش کی کہ یہ ہاؤس قانون سازی کیلئے ہے۔ یہاں بلوچستان کے عوام کی خوشحالی کیلئے قانون سازی کی جائے، ٹریڈری پیپر کی طرف سے بھی یہی کہا گیا کہ یہی ہونا چاہئے۔ تو اگر یہ مقاصد ہیں پھر تو ہمیں صرف حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے لفظ کا فرق ہے باقی ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جو promise یہاں سے کیا گیا ہے اُس کو ہم لبیک بھی کہتے ہیں اور اُس میں ساتھ بھی دیتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو جس طرح کا نفع پر لکھا ہوتا ہے۔ say no to corruption اور اُسی لفظ کے نیچے تمام کرپشن کیا جاتا ہے۔ یا یہ کہا جاتا ہے کہ say no to nepotism لیکن اُسی لفظ کے نیچے ساری رہائیاں کی جاتی ہیں۔ یہ نیتوں پر محض ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جام صاحب کی نیت صاف ہے اور اگر یہ الفاظ کی حد تک ہے تو ہم کافی عرصے سے، کافی دہائیوں سے یہ سن رہے ہیں لیکن اس بار نہیں چلے گا۔ نیت کا پتہ بھی عمل سے ہوتا ہے۔ اور یہ say to no corruption یہ الفاظ اسکا بھی جو نتیجہ ہے، وہ عمل سے ہوتا ہے۔ تو اگر یہ عمل سے ثابت ہوگا تو ہم خوش آمدید بھی کہیں گے اور ساتھ بھی دیں گے لیکن یہ اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو الفاظی ہم نے بہت سُنی ہے۔ اور الفاظی پر ہم کوئی

اعتبار نہیں کریں گے۔ جناب اپنیکر! آج انہائی اہم دن ہے۔ آپ elect ہوئے، ڈپٹی اپنیکر ہوئے اور لیڈر آف دی ہاؤس elect ہوا۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ اور جو ہمارے اقلیتی ساتھی ہیں، وہ بھی بلوچستان کے ہمیشہ سودوزیاں میں ساتھ رہتے ہیں۔ اور ہمیں مذہبی ہدایت بھی یہی ہے کہ ان کا اور آپ کا کوئی فرق نہیں۔ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ (عربی ترجمہ) ”ان کا خون بھی اس طرح ہے جس طرح ہمارا خون ہے۔ ان کا مال بھی اس طرح ہے جس طرح ہمارا مال ہے۔“ تو آج کا دن جس آئین کے تحت ہم نے حلف اٹھایا اور پھر آپ حضرات جو stakeholders ہیں، جو ہمارے بڑے ہیں، جو اس وقت اس صوبے کے Chief Executive ہیں، انہوں نے بھی حلف اٹھایا ہے۔ تو میں آپ کی توجہ اپنی بات کو conclude کرتے ہوئے ان تین باتوں پر دلاتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے غیر مسلمان اس آئین کو جس پر ہم اس کے تحفظ اور اس کی protection کا حلف اٹھاتے ہیں، اس پر عمل کرنے کا حلف اٹھاتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے دین دار شخص سے میں صرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ آج آپ کا اس صوبے کیسا تھا اور پاکستان کے تمام مسلمانوں کیسا تھا ایک احسان ہو گا کہ اس آئین کو آپ implement کرنے کیلئے جس آئین کے تحت حلف اٹھایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ذمہ داری ہے ہمارے جتنے بھی pillars ہیں اس constitution کے، وہ بھی سارے حلف اٹھاتے ہیں۔ لیکن یہ ہم سب کو پتہ ہے کہ وہ اس آئین کیسا تھا کیا مذاق کرتے ہیں۔ مجھے کبھی کبھی رونا اس حوالے سے آتا ہے جب 23 مارچ ہوتا ہے یا 14 اگست ہوتا ہے تو بچوں کو ترانہ سکھایا جاتا ہے اور بچے بڑے شوق سے۔ ان کو تو پس منظر کا نہیں پتہ وہ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں کہ نظریہ پاکستان ہی بقاء پاکستان ہے۔ اور بچے چیخ چیخ کر یہ بولتے ہیں۔ لیکن جو نظریہ پاکستان ہے یا جس کیلئے پاکستان بنा ہے یا پاکستان کا constitution ہے۔ تو اس کا جس طریقے سے مذاق اڑایا جاتا ہے میں عرض کروں گا کہ اگر بلوچستان کے غیور مسلمان اس constitution کی حفاظت اور اس کی implementation کیلئے پہل کریں تو یہ پورے ملک کیلئے اچھا ہو گا۔ میں جناب کی توجہ اپنی constitution کے آرٹیکل (A)-2 کی طرف دلاتا ہوں جو objective resolution ہے۔ اور پہلے یہ constitution کے ساتھ۔ اب آرٹیکل (A)-2 کے تحت یہ constitution کا حصہ annex ہوتا ہے۔ اور اس کی صرف چند لائن میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا جو اس وقت کے حالات سے related ہیں۔

The Constituent Assembly, respecting the people of Pakistan resolved to

frame a constitution for the sovereign independence of State of Pakistan. Wherein the State shall exercise the powers and authority through the chosen Representatives of the Pakistan. Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed; Wherein the Muslims shall be enabled,

جناب اپنیکر! میں آپ کے توسط سے قائد الowan کی خدمت میں عرض کرتا ہوں:

Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individuals and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah.

سائنسی کارکرد responsibility سے اور اُس کے ساتھ ہو آرٹکل 31 کا اک بورشن میر بڑھوا گا:

جناب اسٹریکر:

ہم جمعیت کی خاطر اردو والا لے لیا اور جمعیت والے انگلش میں بات کر رہے ہیں، ہم کپاکریں۔

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ:

میرے پاس یہی ہے۔ جناب اسپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان، یہ اُس کا Constitution ہے۔ اور یہ responsibility کی State ہے۔ اگر بلوچستان بھی ایک حوالے سے ایک حکومت ہے اُس پر بھی یہ آئین لاگو ہوتا ہے۔ اور federation بھی ایک حکومت ہے ایک State ہے اس پر بھی یہ responsibility ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی culture کو promote کرے۔ اور لوگوں کی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کے لئے atmosphere فراہم کرے۔ یہ اُس کی responsibility ہے اور ہمارے تینوں Pillars جو اگر unfortunately State کی responsibility ہے، یا legislature ہے یا judiciary ہے، یا executive ہے، ان آڑیکل پر آکے، ان کو وہ اپنے پاؤں تلے دبادیتے ہیں۔ جبکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر اس کو ہم اجاتگر کریں۔ اور پھر 14 اگست والی جوبات میرے ایک ساتھی نے بڑی تفصیل سے کہی۔ کہ یہاں بے حیائی کا وہ عالم تھا جو کوئی شخص اُسکا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو یہ ساری چیزیں، ہم مسلمان ہیں، ہمارا ایک culture ہے، ہمارا constitution ہے، وہ ہمیں یہ ہدایت دیتا ہے کہ آپ اس constitution کے مطابق چلیں۔ تو میں گزارش کروں گا جناب اسپیکر صاحب! کے توسط سے محترم Leader of House سے، یہ آڑیکل

31 پڑھ کے جناب میں اپنی بات ختم کروں گا:

**Article 31(1).** Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meanings of life according the Holy Quran and Sunnah.

تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ Legislative Assembly ہے، یہاں قانون سازی ہوتی ہے، اور ہم نے اس Constitution کا حلف اٹھایا ہے۔ اور اس Leader of House کے تحت ہم مل کر یہاں قانون سازی کریں گے۔ اُس میں جناب اسپیکر صاحب! کے توسط سے میں Leader of House سے request کروں گا کہ اس کو priority دیں۔ میں ایک دفعہ پھر جناب elect ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Thank you very much

جناب اسپیکر:

جی شکریہ ملک صاحب۔ آپ جس طرح آئین پڑھ رہے تھے، میں نے کہا بس دو بجے تو صرف آپ تک ہو جائیں گے۔ اور ہم توجیعیت کی خاطر وہ اردو والا اٹھا کے آئین پڑھ رہے تھے۔

ملک سکندرخان ایڈوکیٹ:

میرے ذہن میں تھا کہ مختصر کرنا ہے، با تین پھر آگے ہوں گی۔

جناب اسپیکر:

شکریہ ملک صاحب۔ thank you باتی تو بہت زیادہ ہیں، اگر مجھ سے وعدہ کریں گے، جس طرح ملک صاحب نے ایک منٹ کیلئے بات کی۔ آپ لوگ بھی ایک منٹ کیلئے کریں گے۔ کیسے اٹھے گئے؟ آپ تو اتنا senior ہیں بغیر chair کی اجازت کے، اچھا ٹھیک ہے بیٹھیں۔ وہ میں دیکھوں گا کہ میں اجازت دوں گا کہ نہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ جام صاحب موجود ہوں پھر آپ آگے مزید بات کریں گے۔

ملک سکندرخان ایڈوکیٹ:

اکثر لوگوں کے سامنے بولنا چاہتے ہیں اس وقت جو قرارداد ہے اُس کو منظور کر دیں۔

**جناب اسپیکر:**

نہیں وہ اُس کے سامنے نہیں بولنا چاہتے صرف record میں لانا چاہتے ہیں۔ اُس کو ختم کر کے پھر اُس میں آتے ہیں۔ وہ اُس کیلئے پھر تو وہ شروع ہو گیا پھر اُس میں ہم سارے مسلمان ہیں۔ اُسی میں حصہ لیں گے۔ آگے سلیمان کھوسہ صاحب، محمد خان لہڑی، عبدالرؤف رند، میرنصیب اللہ مری صاحب، سردار گھیٹ ان صاحب، احمد نواز بلوج صاحب، حاجی نور محمد دمڑ صاحب اور صدیقی صاحب بھی ہیں۔ تو صدیقی صاحب! آپ۔ اُس time میں نے کہا کم بولیں آپ لوگ نہیں مانتے تھے۔ آج میں سب کو اجازت دوں گا دو، دو گھنٹے۔ صدیقی صاحب! اگر دو گھنٹے سے کم بات کیا تو خیر نہیں۔ جو بات نہیں کرتا، اُس کو دو گھنٹے دیتا ہوں۔

**جناب عبدالواحد صدیقی:**

**نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ۔ إِنَّمَا بَعْدَ فَاعْوُذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سَمِّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔**

محترم جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو، سردار بابر صاحب کو اور جناب جام کمال صاحب کو منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ جناب! آپ کے توسط سے جام کمال صاحب کی خدمت میں گزارش ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ”جب سوسائٹی میں میرٹ کی پامالی ہو جاتی ہے تو اہل لوگوں کی جگہ نااہل لوگ آکے آگے بیٹھ جاتے ہیں جس سے سوسائٹی میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔“ تو جناب! آپ کے توسط سے جام کمال صاحب سے یہی گزارش ہے کہ سب سے پہلے میرٹ کو follow کریں۔ اگر میرٹ کو follow کیا جاتا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ و تعالیٰ بلوچستان کے بہت سارے مسائل میرٹ پر حل ہو جائیں گے۔ اور ساتھ ساتھ کیونکہ پورے بلوچستان میں بہت کمی ہر مسائل ہیں۔ خصوصاً اس وقت وہ توجہ کے مستحق بھی ہیں اور ان پر توجہ بھی دینی چاہیے ہمارے youths کو اس وقت ان کی جو حالت زار ہے ڈگریاں اپنے ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں لیکن ان کو روزگار نہیں ملتا۔ اللہ نہ کرے اگر ہم اپنے youths کو سنبھال نہیں سکیں گے تو پھر یہ criminals بن جائیں گے۔ تو جناب والا! آپ کے توسط سے قائد ایوان کی خدمت میں گزارش ہے کہ بیروزگار نوجوانوں کو روزگار دینے کے حوالے سے ایک plan تیار کیا جائے تاکہ فوری طور پر ہم ان کو ہم سنبھال سکیں۔ یہاں عالم یہ ہے کہ یہاں لوگوں کو بیروزگار کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک letter ہماری نظر سے گزرا ہے کہ PPHI کے اٹھارہ سو بندوں کو جو کہ عارضی بنیادوں پر مکمل صحت میں اپنی خدمات سرانجام دہے رہے تھے ان کو ایک بار پھر بیروزگار کرنے کا plan تیار کیا ہوا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پانچ، چھ سال سے جو وہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کو یگولر کیا جاتا جو کہ اکثر صوبوں میں ریگولر ہوئے ہیں لیکن بلوچستان کی قسمتی ہے

ان لوگوں کو ملکہ صحت میں اچھی سردوں بھی دی ہے۔ ہمارے وہ بی اتھی یوز جو سالوں سے بند پڑے ہوئے تھے ان کو نکشن بنایا گیا۔ لیکن ان کے صلے میں آج ان کو بیروزگاری کے چٹ دینے جاتے ہیں۔ تو خدارا! آپ نے ان اٹھارہ سو بندوں کو جو کہ آٹھویں سالوں سے PPHI کے حوالے سے ملکہ صحت میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کو یکلور کیا جائے۔ اور ساتھ ساتھ چونکہ قائد ایوان صاحب یہاں موجود نہیں ہیں ان کے والد صاحب کے ساتھ ہم نے کام کیا ہے۔ ان کا جو طریقہ کار تھا اس نے تمام اسمبلی کے اراکین کو ساتھ چلا یا تھا۔ تو ان کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ اس اسمبلی کے وقار کو بنانے کیلئے اور بلوچستان میں وحدت پیدا کرنے کے لئے بلا خصیص اراکین اسمبلی کے حقوق کا باقاعدہ لحاظ رکھا جائے۔ ہمارا ہر حلقة جو بلوچستان سے تعلق رکھتا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ اور اس وقت بلوچستان میں سب سے بڑا مسئلہ خشک سالمی کا ہے۔ ہمارے پہاڑی علاقے جن کا انحصار صرف اور صرف زراعت پر تھا آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ کل سننے میں آیا تھا کہ 19-2018ء کی پی ایس ڈی پی میں جو پیشین کے لئے اریگیکشن کی مدد میں کوئی 35 کروڑ روپے رکھے گئے تھے، وہ چیک ڈیز کے ہیں۔ اور پلانٹ پروٹکشن کے ہیں۔ نامعلوم ہمارے سیکرٹری اریگیکشن صاحب نے کن و جوہات کی بنیاد پر ان کو ذاتی نوعیت کا کیس بنانے کے ان کو پی ایس ڈی پی سے حذف کرنے کی سفارش کی ہے۔ تو جناب! آپ کے توسط سے قائد ایوان کی خدمت میں گزارش ہے کہ میرے خیال میں نے XEN سے بھی پوچھا کہ ایک اسکیم کو دیکھنے کی زحمت کئے بغیر cancel letter پی اینڈ ڈی کو لکھنا یہ پیشین کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اگر چیک ڈیم ذاتی اسکیم میں آتا ہے اگر فلڈ پروٹکشن ذاتی اسکیم میں آتا ہے تو پیش اس پر cut گل جائے ورنہ چیک ڈیم پر فلڈ پروٹکشن پر جو کہ پورے پیشین کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اس کافوری نوٹس لیا جائے اور جس مد میں یعنی اریگیکشن میں پیشین کے لئے پیسے رکھے گئے۔ اُس کو اجتماعی، اُس میں صرف دو بورجو میں نے دیکھے ہیں، بور ہیں، ان کو بھی دیکھا جائے۔ اگر وہ واقعی ذاتی نوعیت کی ہیں اس پر cut گا دیا جائے ورنہ چیک ڈیمز پر، ڈیلے ایکشن ڈیمز یا فلڈ پروٹکشن پر cut گانا یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگی۔ جس کافوری طور قائد ایوان نے نوٹس لینا ہے۔ اور ہمیں اس زیادتی سے بچایا جائے۔ آخر میں، میں اتنا وقت نہیں لوں گا۔ میں ایک بار پھر قائد ایوان صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور آپ کو بھی سردار بابر صاحب کو بھی کہ آپ کو اللہ توفیق دے کہ اس ایوان کو صحیح سلامت چلا کیں سب کو اپنا سمجھ کے چلا کیں۔ انشاء اللہ اگر ہماری آپس میں وحدت رہے گی تو پھر ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور ہماری بات میں وزن رہے گا۔ خواہ حکومتی پیپلوں پر جو بیٹھے ہیں یا حزب اختلاف کی پیپلوں پر جو بیٹھے ہیں۔ مسئلہ بلوچستان کا ہے سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ ہم انشاء اللہ ایک وحدت کے ساتھ اب اس ہاؤس کو چلانا ہے اور

بلوچستان کی اس محرومی کو اس پسمندگی وحدت کے ذریعے انشاء اللہ ختم کر دینے۔ اللہ ہم سب کو صحیح راہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

جناب اسپیکر:

آمین، ثم آمین۔ thank صدیقی صاحب! جس طرح ہم باتیں کرتے ہیں کاش! ہم اس طرح عمل کرتے۔ میں ابھی نوٹ کر رہا ہوں آئندہ جتنے ہمارے وہ لوگ بہت زیادہ بولتے ہیں، ان کو میں آخر میں دوں۔ پورا ہاؤس مجھے خالی نظر آ رہا ہے وہ لوگ جوشور چار ہے تھے کہ ہمیں جتنا زیادہ بولنے کی اجازت دیں تاکہ ہم بولیں۔ لیکن ہاؤس کی خوبصورتی ممبروں سے ہے اور زیادہ خوبصورتی اپوزیشن سے ہے۔ تو اس خوبصورتی کو ہم بالکل نظر انداز نہیں کریں گے انشاء اللہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ لیکن ممبروں سے request ہے یہاں وہ باتیں کریں جو اس ظالم کی ضرورت کے مطابق ہوتا کہ سب کو ظالم ملے۔ خود بات کر کے نکل جاتے ہیں دوسرے ابھی جو بچے ہوئے ہیں وہ لوگ ہیں جن کو صرف بات کرنے کا موقع ابھی تک نہیں ملا ہوا ہے۔ تو یہ چیزیں میرے خیال میں ہم لوگ دیکھیں۔ میں ابھی نوٹ کر رہا ہوں کہ یہ زیادہ بولنے والوں کو جو آدھا آدھا گھنٹہ بولنے ہیں وہ آخر میں ہوں گے۔ میرے خیال میں بس ابھی ایک سریاب فج گیا ہے جو ہر وقت نظر انداز ہوتا ہے۔ پھر ہمارے اوپر کیس کرے گا۔ باقی جام صاحب! باقی یہ ہے کہ جتنے مبرزرہ گئے ہیں وہ بلوچستان عوامی پارٹی اور اس کے اتحادیوں کا ہے وہ جام صاحب کی مٹھائی کے طور پر آج بات نہیں کریں۔ صرف سریاب والے بات کریں۔ حجی احمد نواز صاحب۔

جناب احمد نواز بلوچ:

سب سے پہلے میں جناب اسپیکر! آپ کو اور ڈپٹی اسپیکر، سردار بابر صاحب اور قائد ایوان جام کمال صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اس امید کے ساتھ جیسے آپ نے سریاب کا نام لیکر ہمارا دل خوش کر دیا۔ ایسا ہی ہم توقع کرتے ہیں کہ جام صاحب اور اس کی کابینہ بھی سریاب اور گرد و نواح کے علاقوں کو اپنی نظر میں رکھے گی۔

جناب اسپیکر:

اچھا نواز صاحب! ایک وعدہ کریں کیونکہ آپ واحد بچے ہوئے ہیں (مینگل) پارٹی کے۔ ایسا نہیں کہ آپ بھی چلے جائیں۔

جناب احمد نواز بلوچ: نہیں جناب! ہم دو ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

اچھا وہ میدم ہیں۔ پھر شکر الحمد للہ۔ میدم نے بھی بات نہیں کی ہے نا اسلئے ادھر ہیں۔ وعدہ کریں کہ جائیں گے نہیں۔

**جناب احمد نواز بلوچ:**

سر! انشاء اللہ نہیں جائیں گے۔ جناب! پتہ نہیں کہاں سے شروع کریں۔ مسائل تو اتنے بہت ہیں مگر جو بلوجان کا سب سے بڑا issue ہے، وہ missing persons کا ہے۔ یہ ہم جہاں بیٹھتے ہیں، جہاں اٹھتے ہیں، جن لگلیوں سے ہم گزرتے ہیں تو وہاں ہمیں ایک چٹ ملتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہمارے پانچ سال سے پہنچنے والے، کوئی کہتا ہے کہ۔۔۔

(آذان عصر۔ خاموشی)

**جناب اسپیکر:**

جی، احمد نواز صاحب۔

**جناب احمد نواز بلوچ:**

شکر یہ جناب اسپیکر! تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم ان issues کو اس ایوان کے توسط سے پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ یہ قومی issues ہیں۔ مگر ہم جس اسمبلی میں کھڑے ہیں اس سے پہلے بھی اس اسمبلی میں ہمارے missing persons کے اوپر بات ہوئی ہے، مختلف ہمارے دوستوں نے۔ اس سے پہلے والی گورنمنٹ میں بھی، ہمارے قائد نے مختلف انداز میں یا مختلف طریقے سے اس ایوان میں انہوں نے پیش کی تو میں آج آپ کے توسط سے قائد ایوان کے through اُن ماوں، بہنوں کو یا ان بچوں کو جواب اس منصب پر ہم بیٹھے ہیں ہم سب ووٹ لکیر آئے ہیں مگر ووٹ ہم روڑا اور نالیوں کے لئے نہیں بلکہ اپنے اُن نوجوانوں کے لئے ہیں کہ ہم ان کو یا ان کی آوازان تک پہنچائیں گے تو آج شکر ہے کہ آپ نے ہمیں سنبھالا اور ہم ان ماوں، ان بہنوں کی آواز کو آپ کے ان ایوانوں میں پہنچا رہے ہیں یقیناً یہاں چیف سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہیں میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرتا ہوں اور ہماری پولیس یا دوسرے شعبوں کے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان کے کافیوں تک بھی یہ بات پہنچی ہوگی میں فرزند سریاب یا سریاب کا ایک کارکن یا سریاب کا ایک فریادی آج اس اسمبلی میں پہنچا ہوں اس مقصد کے لئے کہ آپ جس دور میں بھی وحید بلوچ، سابقہ اسپیکر کے بعد میرے سریاب کے لئے کسی نے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا۔ اگر رکھے بھی جو پیکچ کے

through دس ارب روپے پیکنچ آیا مگر اس پیکنچ میں نہ ہمیں اسکول ملانہ ہمیں کا الجزر ملنے نہ ہمیں ٹیکنیکل سینٹر ملنے نہ ہمیں ہسپتال ملنے۔ جو روڈ زمیں وہ بھی ایک ہی بارش میں میرے خیال میں ان کا نام و نشان نہیں رہا خدا را اگر آپ جو فنڈ ریلیز کرتے ہیں تو ان کا آڈٹ بھی اُن فیبر بندوں سے آپ کرائیں تاکہ اس روڈ کا وہ نشان تو رہے مگر ایک روڈ ایک محکمے کی بجائے دس، دس محکمے اپنے نام کر کے وہ فنڈ لیجاتے ہیں۔ مگر میں اپنے حلقات کے مسئلے ان عوام کے توسط سے آج آپ لوگوں سے مخاطب ہوں مجھے میرے حلقات کے لئے even پورے بلوچستان کے لئے جو آپ ٹریزٹری پیپروں کے لئے رکھیں گے خدارا! وہ اب حزب اختلاف کے لوگوں کے لئے بھی رکھیں۔ ہم بھی ان گلیوں اور کوچوں سے ووٹ لیکر آئے ہیں جس طرح لوگ ان ایوانوں میں پہنچنے کے لئے آپ نے ہر علاقہ ہر محلے میں آپ جا کر campaign چلائے ہیں۔ تو میں سریاب کے حوالے سے کچھ معلومات آپ لوگوں کے گوش گزار کرو۔ سریاب وہ علاقہ ہے جو بلوچستان سیاسی تحرک میں اسکا ایک بڑا نام ہے اس نے بہت سپوت پیدا کئے ہیں جو احمد بخش اہمی جیسے ہمارے سپوت یا ان جیسے ہمارے بہت سے ڈاکٹرز انجینئرز بلوچستان یونیورسٹی بھی ہمارے علاقے میں ہے مگر بلوچستان یونیورسٹی کو پہنچنے کے لئے بھی آپ کو ایک دل اور گردہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اتنے رش میں اب وہ بچے جو یونیورسٹی ٹائم پرنہیں پہنچتے خدارا! جیسے ملک نصیر صاحب نے کہا کہ ہم نے اپنے ڈی آئی جی ٹریفک سے بات کی تو انہوں نے کہا ہمارے ساتھ اتنی نفری نہیں ہے۔ آپ کے توسط سے ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ آپ ٹریفک پولیس ٹریننڈ کریں اگر وہ کسی چوک پر کھڑے ہیں تو چار چار کھڑے ہیں، مگر دو کام کر رہے ہیں دو تین گپ شپ لگا رہے ہیں۔ تو انکو بھی تھوڑا سا ٹریننڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے علاقے میں صحت کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں ایک شیخ زید ہسپتال ہے اس کو بھی ابھی تک maintain نہیں کیا گیا۔ خدارا! اگر اس کو بھی اس گورنمنٹ کے توسط سے آپ اس پر بھی توجہ دیں اس کو بھی ایک اچھا ہسپتال بنائیں تاکہ ہمارا رسول ہسپتال اور بی ایم سی ہسپتال پر تھوڑا ابو جھم ہو۔ آپ اگر شیخ زید ہسپتال کو فعال بنائیں گے تاکہ اس میں جو ہمارے ہاؤس جاب والے بچے اور بچیاں ٹریننڈ ہو جائیں گے۔ اور پروفیسر ز آکر انہیں ٹریننڈ کریں گے۔ تو وہ بھی ایک پروفیشنل ہسپتال بن کر ہمارے صوبے کے لئے کام کریگا۔ تو میں آپ دوستوں سے کہ سریاب میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے میں مختصر کروں گا آپ بولنے سے پہلے کیونکہ سریاب وہ علاقہ ہے 1998ء کے بعد اس کیلئے کوئی ایسی پلانگ نہیں ہوئی ہے وہاں کے باسی ایک ایک بوند پانی کے لئے ترستے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں کھلیوں کا کوئی ایسا نظام نہیں کہ جو ہمارے معاشرے میں کیونکہ میر اعلیٰ سپورٹس سے بھی رہا ہے ہم نے تمیں تین سال سپورٹس کو بھی دیئے ہیں تو میں سپورٹس کے ان

دوسنوں کے لئے بھی آج یہاں بولنا چاہتا ہوں کہ صوبے میں ہمارے بہت اچھے کھلاڑی بھی ہیں ان کو آپ اگر اس ایوان کے توسط سے ان کو بھی باہر کے ملکوں یادوسرے علاقوں میں بھیج کر جیسا ہماری قومی کرکٹ ٹیم اس میں ان کو جگہ دی جائے تو ہمارے دوسنوں اور کھلیوں اُن معماروں کو جو ہمارے سفیر کہلاتے ہیں ان کو بھی موقع عمل جائیں۔ جناب اسریاب میں ہمیں بھلی کامستہ ہے کیونکہ ہمارے یہاں بھلی کے دو تین نیڈر رز ہیں اگر ان کو زیادہ کیا جائے تاکہ ہمارے علاقوں میں بھی بھلی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ تو میں ایک بار پھر قائد ایوان، اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں آپ نے موقع دیا۔

**جناب اسپیکر:**

بھی شکریہ میر احمد نواز بلوج۔ میرے خیال میں قائد ایوان کو ثانِم دیتے ہیں سردار کھیتر ان صاحب بھی قربانی دیتے ہیں آج تقریر کی۔ تو اس کا اپنانیں۔ قائد ایوان صاحب۔

**سردار عبدالرحمن کھیتر ان:**

جناب اسپیکر! صرف چار بندے رہتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:**

نہیں نہیں چار نہیں ابھی تک 12 بندے ہیں ایک قرارداد بھی ہے۔ بھی جام کمال صاحب۔ بس آپ اس قرارداد میں پھر مبارکباد دے دیں۔ بھی سردار صاحب کے لیے دعا کریں گے کہ قائد ایوان اس کو اس قربانی کے بد لے کوئی اہم ذمہ داری دے دیں۔ بھائی مہربانی کر کے آپ لوگ وہاں سے کوئی آواز، کوئی کلپنگ کوئی نہیں کریں گے، گیلریز میں جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔

**میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان):**

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسِمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے اسپیکر صاحب! آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آج کا یہ سلسلہ بڑی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ اور الحمد للہ ایک طریقہ کار ایک روایت جو بھی ہو۔ وہ اپنے ایک فائل نتیجہ پر آپنچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے جس نے آج ہم سب کو اس ایوان میں جمع کیا ہے ہمیں عزت دی ہے۔ میں اُس رب کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ اپنے حلقتے کے وٹرز کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں، میں اپنی پارٹی، بلوچستان عوامی پارٹی کا بڑا شکر گزار ہوں اور ان کے سینئر ممبر ان کا ہماری پارٹی کے قائدین کا ہمارے کو نسل مبرز کا جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ میں اپنی فیملی کا، اپنے دوستوں کا، اکابرین کا دعا گو ہوں، سب کا۔ ان سب کے نتیجے میں آخر کار میں اور آپ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے۔ ہمارے ایم پی

اے حضرات کا اور ساتھ ساتھ اپنے اپوزیشن کے ممبران کا کہ اس سلسلے کو complete کرتے ہوئے آپ سب کی مہربانیوں کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے آج میں leader of the House، بلوچستان عوامی پارٹی کے حوالے سے صوبائی اسمبلی میں منتخب ہوا۔ میں آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم نے شروع میں ایک درخواست کی تھی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ تقریر کے شروع میں کہ شاید پورے پاکستان کے الیکٹر انک میڈیا آج بلوچستان کے اس پورے سیشن کا cover Live کر رہا ہے۔ ابھی یہ مجھے نہیں پتہ کہ انہوں نے شروع میں کتنا cover کیا ہوگا اور ابھی کتنا کر رہا ہے۔

**جناب اسپیکر:**

بھی شاید، اتنا مبارکباد ہے مجھے نہیں کرتے۔

**قائد ایوان:**

لیکن شاید ابھی بھی cover کر رہے ہوں۔ اور کچھ لوگ رہ گئے ہیں تو ہماری ان سے ایک دفعہ درخواست ہے کہ بلوچستان کے لیے یہ بڑا ہم دن ہے اور یہ بہت ضروری تھا کہ آج پورا پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں کہ بلوچستان میں اسکا نام ہر حوالے سے لیا جاتا ہے۔ آج وہ سنتے ہیں کہ بلوچستان کے جو نمائندے ہیں، وہ نئے منتخب نمائندے جو آج ان ایوانوں میں آ کر بیٹھے ہیں ان کے خیالات کیا ہیں، انکے لوگوں نے جوان پر ذمہ داریاں رکھی ہیں وہ کیا سوچ لے کر یہاں بیٹھے ہیں۔ اور بلوچستان کے لوگوں کے مسائل کی پیچیدگیاں، انکے خیالات کیا کیا چیزیں ہیں۔ اگر انہوں نے cover نہیں کیا تو ہماری یہ کوشش ضرور رہے گی اور ان سے درخواست بھی ہو گی کیونکہ ہم الیکٹر انک میڈیا سے درخواست ہی کر سکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اگر منصب پر آئے اور انشاء اللہ، اللہ نے وفاتی حکومت کے حوالے سے بھی چیزیں کیں تو ہم ان سے طریقہ کا ربھی ضرور بنائیں گے کہ بلوچستان کو اسکا due right کیا کیا میں بالکل ملتا چاہیے۔ میں آپ سے تھوڑا زیادہ وقت لوں گا۔ کیونکہ میں بھی بڑے اطمینان سے سب کی باتیں سن رہا تھا۔ اور میں کوشش کروں گا کہ میرے جتنے دوست جو 30 حضرات نے اپنی باتیں یہاں کیں اور جو جو چیزیں ان کے میرے ذہن میں آتی گئیں وہ میں نے نوٹ کیں۔ کسی نہ کسی حوالے سے کچھ نہ کچھ اس پر comments ضرور کروں۔ ایک چیز کی مبارکباد میں آپ کو بھی بہت دوں گا اور اس ہاؤس کو بھی کہ آج بلوچستان کے اس ہاؤس نے ایک بڑی graceful انداز سے، کل کا دن اور آج کا دن، جس خوش اسلوبی سے ایک اطمینان کے ساتھ یہ due process کی elections کی ہے، اسکے لیے یہ ہاؤس آپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس ہاؤس کے تمام ممبران کو بھی پیش کرتا

ہے کہ ہم نے پاکستان میں دوسری جگہ ضرور دیکھا ہوگا کہ ایک ہنگامہ آ رائی تھی۔ ایک سیاست میں اور ایسے لگ رہا تھا کہ شاید حکومتیں آج پہلی دفعہ بنی نہیں ہیں بلکہ آج انکا آخری دن لگ رہا تھا۔ لیکن الحمد للہ ہم نے جس اطمینان کا اور ہم سب دوستوں نے اس جذبے کا جواہر لہار کیا ہے یقاب دیدی ہے۔ اور بلوچستان اسمبلی کو یہ تعریف ضرور جائے گی اور سب ممبران کو بھی ضرور جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے لوگوں کا بھی بڑا شکر گزار ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں نے ہم سب کو بیہاں بھیجا ہے۔ اور بلوچستان کے لوگوں نے ایکشن کے سلسلے میں ایک ایکشن کے حالات میں، اپنی مجبوریوں میں، اپنی backwardness میں، اپنی کمزوریوں میں غربت میں ایک ایسے ماحول میں جہاں بلوچستان کے حالات پورے پاکستان کی دوسری جگہوں سے بہت مختلف ہیں۔ ان سب حالات میں ان سب مشکلات کے باوجود بلوچستان کے لوگوں نے ووٹ دیا۔ بلوچستان کے لوگوں نے ایک اچھے انداز میں ووٹ دیا۔ اور بلوچستان کے لوگوں نے بلوچستان کے سیاسی جن جماعتوں کو آج اس ایوان میں بھیجا ہے۔ یہ بلوچستان کے لوگ، آج انکو سلام پیش کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی جانوں کا نذر انہوں کیا انہوں نے خوف کی فکر نہیں کی انہوں نے اپنی مجبوریوں کی فکر نہیں کی۔ اور یہ سب نکلیں اور 25 تاریخ کو جب انہوں نے ووٹ کیا انہوں نے نہ صرف دنیا میں بلکہ پاکستان میں بہت بڑا مตich بھیجا۔ کہ بلوچستان کے لوگ اپنے مسائل اور اپنی نمائندگی اور اپنی سیاسی نمائندگی کے حوالے سے جو چیزان سے ہو سکے گی اس کے لیے انشاء اللہ ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں اور انشاء اللہ ہر قدم اٹھانے کے لیے بھی حاضر ہیں گے۔ ہم نے بھی اس ایکشن میں کچھ ایسے معاملات بھی دیکھے ہیں جو کہ ہر پارٹی کے حوالے سے ہمارے لیے ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ اور بلوچستان کی تقریباً سب پارٹیوں نے وہ challenges face کیا مکران میں کیا ہو گا قلات ڈویریان میں کیا۔ کوئی میں کیا۔ جن جن اضلاع میں order and law کے حوالے سے کوشش کی گئی کہ سیاسی نمائندے اور جو انتخابات کی سیٹوں پر جو لوگ کھڑے ہیں وہ ایکشن کے سلسلوں میں حصہ نہ لے سکے۔ الحمد للہ میں ممبران کو داد دیتا ہوں جنہوں نے اس خوف سے بالاتر ہوتے ہوئے وہ اپنے لوگوں تک گئے اس ووٹ کے سلسلے میں گئے۔ حالانکہ اس دوران ہماری پارٹی کے ایک candidate شہید سراج رئیسانی کی شہادت ہوئی۔ ان کے ساتھ 200 سے زیادہ لوگ جو بلوچستان کے تھے جو پاکستان کے تھے جو اس شہر کے لوگ بھی تھے، وہ بھی اس پنڈال میں موجود تھے۔ چاہے انکا تعلق بلوچستان کے جس بھی اقوام سے ہو، انکی جانوں کا نذر انہ اس سیاسی عمل میں اور اس سیاسی پورے سسٹم میں گیا اور انکا خون اس پوری جدوجہد میں شامل ہوا۔ اسی طرح کوئی میں جو ایکشن کے دن ایک بہت بڑا واقعہ ہوا تھا۔ اور اسی طرح دوسرے اضلاع میں بھی یہ ایک

بہت بڑا چینچ تھا بلوچستان کے لوگوں کے لیے۔ اور ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں تمام شہداء کو۔ اسمیں law enforcement agencies کا عملہ ہو، اسمیں ورکرز ہوں، اسمیں عام و وڈر ہوں، اسمیں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے جو بھی ایک عام community سے بھی ہوں۔ ان سب نے قربانی دی ہے سارے ممبران آج اس ایوان میں موجود ہیں اگر ان کی قربانی آج نہیں ہوتی تو شاید ہم بلوچستان کے اس ایکشن کے بعد آج ان ایوانوں میں موجود نہ ہوتے۔ تو میں اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر گزار ہوں اس حوالے سے کہ اس مرحلے میں مزید نقصان نہیں ہوا۔ لیکن یہ میں ایک بہت بڑا نقصان، جانی اور دوسرے حوالے سے ضرور ہوا ہے۔ اور یہ ایکشن اور سیاست کا ایک طریقہ کار ہے جو کہ میرے خیال چلتا ہے۔ میں وقت اسی لیے لوں گا کہ ایک موقع ایک پارلیمنٹی لیڈر کے ساتھ ساتھ ایک Leader of the House کا، میں کوشش کروں گا جونکہ میرا پہلا دون ہے۔ تو اس میں کچھ عذر میں اپنی پارٹی پر بھی ڈالوں گا لیکن آہستہ آہستہ وقت جیسے جیسے جائیگا، ہماری جو ذمہ داریاں ایک Leader of the House کی ہیں انکو بھی جس خوش اسلوبی کے ساتھ ہم پورا کر سکیں گے انشاء اللہ اس میں بھی کوئی کمی آپ محسوس نہیں کریں گے۔ بلوچستان عوامی پارٹی، میرے ایک دوست قابل احترام بیٹھے ہیں کچھ باتیں شناصر صاحب نے بھی کی ہیں، کچھ ہمارے دوستوں نے بھی کیں بہت سارے ہمارے پارٹی کے دوستوں نے بھی ان چیزوں کا اظہار کیا کچھ ایم اے کے دوستوں نے بھی اظہار کیا کہ ہم آج بھی ان ایوانوں میں بیٹھتے ہیں تو ہمارے اندر شکایت کا عذر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ جائز اسی لیے ہیں کہ بلوچستان میں شاید آج تک یہ محسوس کیا ہے کہ اسکے مسائل حل نہیں ہوئے۔ اور اگر اس کے مسائل حل کرنے کی طرف باتیں ہوئی ہیں لیکن عملی طور پر انکو حل نہیں کیا گیا ہے۔ ہم ان ایوانوں میں آتے ہیں ہم بات کرتے ہیں ہم سیاسی طور پر بھی باتیں کرتے ہیں ہم وعدے بھی کرتے ہیں ہم اپنی مجبوریاں بھی بتاتے ہیں لیکن پھر ایک ایکشن کا ایک سلسلہ آتا ہے پھر ایک نیا ایوان آتا ہے۔ پھر ہم انہی باتوں کے ساتھ آتے ہیں۔ تو بلوچستان عوامی پارٹی شاید، دوسری پارٹیوں کا میں نہیں کہوں گا لیکن ہم بہت سارے ایسے دوست ہیں جن کا تعلق بلوچستان کے اور وفاق کے حوالے سے بہت ساری پارٹیوں میں تھا۔ اور ہم پچھلے تین چار سال میں ہمیشہ محسوس کرتے تھے کہ ہم ایک بڑے عجیب سے سیاسی ایک ماحدوں میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ جہاں ہم کرتے بھی کچھ نہیں کر پاتے۔ جہاں ہم منصبوں پر موجود بھی ہیں لیکن ہماری باتوں کو سنجیدہ طریقے سے نہیں لیا جاتا ہے۔ ہم ان پارٹیوں کا بھی حصہ ہیں جو مرکز میں بھی ہیں، ہم ان پارٹیوں کا بھی حصہ ہیں جن کے مرکز کے ساتھ اچھے تعلقات بھی ہیں۔ ہم ان پارٹیوں کا حصہ ہیں جن کے وزراء اعظموں کی ساتھ، صدر جو گزرے ہیں اُنکے ساتھ بھی

بڑے اپنے تعلقات ہیں لیکن، ہم پھر بھی اتنے مجبور ہیں کہ ہم اپنی نمائندگی بلکہ ہم اپنی بات بھی بلوچستان کے حوالے سے نہیں کر سکتے تو ہم نے یہ محسوس کیا کہ ایک گھنٹن کی سیاست کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہم اسی سلسلے کو آگے چلا میں انہی پارٹیوں میں اپنا وقت گزاریں۔ اور اسی چیز کو ایک ایک احساس اپنے دل میں بٹھا دیں کہ بس سیاست اسی کا نام ہے کہ ہم نے عوام کے سامنے ایک بات کرنی ہے ان اسمبلیوں میں اچھی اچھی باتیں کرنی ہیں۔ لیکن اندر ہمیں پتہ ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو ایک سوچ تھی ایک بیداری تھی، اسکا result کیا تک گا؟ یہ ان پانچ سالوں میں پتہ چلے گا۔ لیکن، ہم دوستوں نے ایک سفر کا آغاز کیا ہے۔ اور ہم نے اُس سیاسی سفر کو بلوچستان عوامی پارٹی کے حوالے سے شروع کیا۔ ہمیں بلوچستان کے لوگوں نے ایک mandate دیا ہے۔ اسی طرح کا ایک mandate دیا ہے آج وہ mandate ایم ایم اے کو دیا ہے، وہی mandate اسی طرح بی این پی (مینگل) کو دیا ہے، عوامی نیشنل پارٹی کو دیا ہے، ہزارہ ڈیکرو کریک کو دیا ہے۔ جب ڈبلیوپی کو دیا ہے۔ اسی طرح ہمارے ساتھ مسلک پاکستان تحریک انصاف کو دیا ہے۔ جتنی پارٹیوں کو یہ اعزاز ملا ہے یہ mandate آج ہمیں اس موڑ پر لایا ہے کہ آج ہم یہاں موجود ہیں۔ اور بحثیت ایک بلوچستان کے سب سے بڑی پارٹی کے حوالے سے جو ہمیں mandate بلوچستان میں ملا ہے ایم پی ایز کی صورت میں اور ساتھ ساتھ جو ہماری تعداد سب سے بڑی بلوچستان کے حوالے سے نیشنل اسمبلی میں بھی ہے، تو یہ بہت بڑی ذمہ داری آج ہم پر پڑتی ہے کہ آج بلوچستان عوامی پارٹی اپنی ان ذمہ داریوں کو کس طریقے سے آگے لے جائے گی۔ تو ہم اس سفر میں آج چلے ہیں، ہمارا experience ایک انفرادی طور پر شاید آپ میں سے بہت سارے ایسے لوگ ہوں گے، جو ان پارٹیوں میں بہت عرصے سے ہیں۔ شاید آپ سے زیادہ انفرادی طور پر لیکن ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے ہمارا experience آپ سے کم ہے۔ آپ وہ پارٹیاں ہیں جنہوں نے بہت وقت لگایا، بلوچستان کے اندر اور وفاق میں۔ لیکن بلوچستان عوامی پارٹی کی جو بنیاد رکھی گئی جن حوالوں سے بلوچستان عوامی پارٹی بہت نئی پارٹی نہیں ہے۔ ہمیں تین چار مہینے ہوئے ہیں لیکن ہم نے ایک چیز محسوس کی کہ ہمارے اندر جن جن لوگوں نے شرکت کی اُنکا تجربہ، اُن کا سیاسی تجربہ اُن کی ایک vision ایک سوچ ان سب چیزوں نے مل کے ہمیں ایک بہت بڑی strength دی کہ ہم اس پارٹی کو آگے لے جاسکیں۔ تو آج اللہ نے وہ مہربانی ہم پر بھی کی ہے۔ جس طرح آپ پر کی ہے جس طرح آج ہم بلوچستان عوامی پارٹی یہاں موجود ہے اور یہ اُس کی اصل وجہ تھی کہ ہم وفاقی اور صوبائی، یہ جو تعلقات ہیں، ان میں بلوچستان کا جو ہم نے فائدہ نہیں دیکھا اپنے حقوق کا فائدہ نہیں دیکھا بلوچستان کی ترقی کا فائدہ نہیں دیکھا۔ آج ہم اس عزم

سے آپ سب کے تعاون سے آگے چل رہے ہیں کہ ہم اسمیں انشاء اللہ کوشش کریں گے ایک نئے رخ کی طرف اسکو لے جائیں۔ ایک بہتری کی طرف لے جائیں۔ چونکہ ایک بات ثناء بلوچ صاحب نے کہتی ہے۔ میں ساتھ ساتھ ریفارمز بھی اسی لینے دے رہا ہوں کہ ہم کو co-relation میں بھی یہ باتیں کرتے جائیں۔ سی ای آئی کی میٹنگ عموماً ہوتی ہیں۔ اور مجھے بھی ایک دفعہ اتفاق ہوا ایک میٹنگ میں میں بھی بیٹھا تھا۔ جہاں ہم اپنے وسائل اور اپنے حقوق اور ان سب چیزوں کی بات کرتے ہیں۔ میں نام نہیں لوں گا لیکن میں اُس میٹنگ میں بیٹھا تھا تو فریلا یئر کے اوپر ایک سیس اور ایک ٹیکس ہوتا ہے جو ہر صوبہ اور وفاق پورے ملک کے لوگوں کو دیتا ہے۔ جو بھی فریلا یئر user ہوتا ہے۔ صوبوں کا بھی ایک حصہ ہوتا ہے۔ اور وفاق کا بھی ہوتا ہے۔ تو وہاں ایک سوال اٹھا کہ صوبوں نے اپنا حصہ دینا ہے۔ اور اُس پر بلوچستان کی جب نمائندگی کی بات آئی تو بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہوئے جو بھی صاحب تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ جی ہمارا جو بھی due right ہے۔ ہم نے وفاق کو معاف کیا ہے۔ تو وہاں جو دوسرا ایک وفاقی وزیر بیٹھا تھا تو انہوں نے آگے سوال کرتے ہوئے یہ کہا کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ کا شیئر کیا ہے؟ تو کہا کہ جی شیئر جیسا بھی ہے لیکن کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سی ای آئی میں بلوچستان کا دل بہت بڑا ہے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ جی محترم شاید آپ کو پتہ نہیں ہے۔ آپ کا اگر contribution وس کروڑ بنتا ہے۔ آپ سے میں کروڑ کا ٹੀ جارہے ہیں۔ تو وہ تھوڑی حیرت میں پڑ گئے کہ ہم تو دس کے جودی نے کی بات، ہم تو دس بھی نہ دیں۔ بلکہ ہم سے میں بھی کا ٹੀ جارہے ہیں۔ تو میں ثناء صاحب کی بات میں تھوڑا سا وزن ڈالتے ہوئے یہ بات ضرور کہوں گا کہ ہم بلوچستان کی گونسیں میں کتنی نالاں ہیں کہ ہمیں یہ بھی نہیں پتہ کہ ہمارا وفاق کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ہم این ایف سی ایوارڈ میں کہاں کھڑے ہیں؟ ہماری فائنائل پوزیشن جو وفاق سے ہمیں لینی ہے۔ انکی strategy کیا ہے۔ اسکا طریقہ کارکیا ہے۔ لینا ہے دینا ہے ہم پر dues ہیں اُن کا due ہے ہم ایک بڑے ایسے موڑ پر چل رہے ہیں جس میں question-marks governance system, structure raise کرتا ہے۔ تو ایک بات تھوڑی سی آئی تھی تو میں نے کہا کہ اسکا reference ہے تھوڑا سا کرتا چلوں اور اسکو آگے بڑھاتے ہوئے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کا issue سب سے بڑا ہے جس کو ہم as a challenge feel کرتے ہیں۔ اور بلکہ جس کو پورے پاکستان میں، بلوچستان کو دیکھا جاتا ہے وہ ہے governance کا۔ آپ بہت اچھی پالیسی ایجنسی کیشن اور فائنائل پر بناسکتے ہیں۔ دنیا کے بہترین کنسلنٹ hire کر سکتے ہیں۔ آپ سریا بکا پلان بڑا اچھا بناسکتے ہیں آپ پہٹ فیڈ رکلینگ کے حوالے سے

بہت ساری چیزیں کر سکتے ہیں اسی طرح بارڈ کی implementation کیسے کر سکتے ہیں آپ پانی کا مسئلہ کس طرح حل کر سکتے ہیں اس شہر کو کس طرح خوبصورت بناسکتے ہیں۔ اس کا ٹرینک نظام کس طرح بہتر ہونا چاہیئے ملک میں صوبے میں پانی سسٹم پلان یہ سب چیزیں آپ اچھی بناسکتے ہیں اور یہ پاکستان میں ستر سالوں سے بنی ہیں اور شاید پلانگ کمیشن میں آپ جائیں تو انکے انبار وہاں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن، structure, plan, strategy, analysis, reports یہ ساری چیزیں اُس وقت تک بہتر ہو سکتی ہیں جب governance کرتا ہے اور اُس وقت governance کا اپنا بھی ایک stricture ہو۔ اُس کے mechanism, governance میں capacity ہو۔ اُس گورننس سسٹم میں ایک ڈیٹا میں بھی ہو اُس گورننس سسٹم میں معلومات بھی ایسی ہوں کہ اُس کو پتہ ہو کہ یہ یہ طریقوں سے ہم نے یہ کام کرنے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا گورننس سسٹم ان چیزوں پر based ہے کہ اُس میں capacity بھی نہیں ہے۔ اُس میں کرپشن کا بھی مادہ ہے۔ اُس کے اندر accountability بھی ہے اُس کے اندر analysis بھی نہیں ہے۔ آپ دنیا کا بہترین سسٹم یہاں لाकے یہاں بنالیں آپ دنیا کی بہترین روپورٹس بنادیں، آپ دنیا کے بہترین experts بلاکے یہاں کوئی نہیں میں بٹھا دیں اس صوبہ میں کچھ نہیں ہو گا۔ جب تک ہم اپنے گورننس سسٹم کو بہتر نہیں کریں گے۔ جس طرح آپ نے بتایا بہت سارے ممبرز نے بتایا مولا نا صاحب بھی شاید یہاں بیٹھے ہیں میں اُن سے direct address نہیں کروں گا اسپیکر صاحب! آپ سے کہوں گا کہ ہم religion کا بھی بہت reference دیتے ہیں اپنی ہر چیز پر مگر میں religion کے reference سے بتاؤں گا کہ آخرت کی بہت ساری نشانوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب نا اہل لوگ اہل جگہوں پر آکے بیٹھ جائیں جس طرح ہم merit اور capacity کی بات کریں کہ کون بندہ جس جگہ کے لئے بہتر ہے سولہ گریڈ کا آفیسر جب انہیں کی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے اٹھارہ والا بیس کی جگہ پر بیٹھا ہے بارہ والا وہ کام کر رہا ہے جو کہ اُسکی ذمہداری ہی نہیں ہے تو وہ نظام اسی طرح result دے گا پھر اس نظام سے آپ کو نہ بہتری ملے گی نہ اچھائی تو ہم جب گورننس کو دیکھتے ہیں تو بلوچستان عوامی پارٹی نے یہ محسوس کیا کہ جب تک ہم اس گورننس اسٹرکچر کو ہم بہتر نہیں کریں گے اور یہ گورننس اسٹرکچر صرف بلوچستان عوامی پارٹی یا اس coalition government سے بہتر نہیں ہو سکے گا۔ یہاں اپوزیشن اس میں بہتری کرے گی یہاں اس ہاؤس کے custodian کی حیثیت سے آپ بہتر کریں گے۔ اس گلیری میں موجود بہت سارے یورو کریٹ ذمہ داران اس کو بہتر کریں گے۔ ان گلیریز میں موجود جو یہاں عوام بیٹھے ہیں یہ بہتر

کریں گے۔ کہ جب یہ ہم سے ڈیما نہیں کریں گے کسی غلط کام کا کہ جب ہمارے آفسرز اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے اور ہم ان پر due political pressure right قسم کی چیزوں کو highlight کرے گی اور جب گورنمنٹ اپنی ذمہ داریوں کو پوری کرے گی اور ایک سسٹم اس ہاؤس کا چلے گا ایک سسٹم ترقی اور مشاورت کے حوالے سے مکملیز کے حوالے سے چلے گا تو پھر یہ نظام اپنی پڑھتی پر چلے گا۔ ہم یہ سب کرنے کے باوجود بلوچستان کی آج جو صورتحال اتنی بری ہے کہ ہم صرف directions دے پائیں گے ترقی کو حاصل کرنا تو دُور کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں صرف directions لانے کے لئے یہ سب کام کرنے پڑیں گے بلوچستان میں اور وہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا کہ اگر بلوچستان عوامی پارٹی اور اس کی coalition partners نے اپنا governance structure ہبھتر نہیں بنایا تو ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا سب سے بڑا task یہ ہے کہ ہم نے بلوچستان میں ایک ایسا implementation system بنائیں جو لوگوں کی بہتری کے لئے سوچے۔ جو ground-level accountability رکھے جو چیزوں کا level transparency کا تک پہنچانے کے لئے ایک طریقہ کا رہنے جو ایسے لوگوں کو ایسی پوستوں پر لائے ایسی ذمہ داریاں ان کو دے جو یہ کام کر سکیں۔ جن کی credibility ہو۔ جو معاشرے میں اور اس سوسائٹی میں اور اپنی masses میں ایک اچھا نام رکھتے ہوں۔ ہم جب تک یہ نہیں کریں گے اور جب تک یہ چیزیں منشیل سیکرٹریٹ اپنی صحیح ذمہ داریاں نہیں کریں گا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا slogan بن سکتا ہے ہمارا manifesto پر ایک بہت بڑا print ہو گا اور یہ کتابچہ میں ضرور ہے گا لیکن پانچ سالوں تک ہم اُس میں اُتنی کامیابیاں حاصل کر سکیں گے۔ تو ہم انشاء اللہ یہ نہیں کہ آج یہاں اپوزیشن بیٹھی ہے یا باقی دوست بیٹھے ہیں، یہ ہمارا ایک aim ہے۔ اور جس طرح نشاندہی ہوئی کہ ایک سال کا ہودو سالوں کا ہوں چار سالوں، پانچ سالوں کا ہوں، الحمد للہ اس بارے میں ہمیں فکر بھی نہیں ہے۔ بلوچستان عوامی پارٹی اور اس کے coalition partners ایک بہت ذہنی اطمینان کے ساتھ believe رکھتے ہیں کہ ہم اپنے coalition کے ساتھ دو مہینے گز ایں چھ مہینے گز ایں سال گزاریں پانچ سال گزاریں، ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ہم کل کو اگر حکومت میں نہ ہوں تو کم از کم لوگ یہی کہیں کہ کچھ ایسا کر سکیں کہ جی ایک coalition government آئی تھی اور کم از کم اُنہوں نے کوئی ترتیب بہتر بنائی ہے۔ یہ ہماری خواہش ہے اور ہمارے لئے چیلنج بھی ہے اور انشاء اللہ ہم اس چیلنج کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ۔ جناب اپسیکر! پاکستان کا ایک نظام ہے اور اُس نظام میں سینٹر اور صوبے کا

ایک تعلق، بہت important ہے۔ پاکستان ان صوبوں کے بغیر کچھ نہیں اور ہماری اس strength کو قائم کرنے کے لئے سینٹر کا ایک بہت بڑا role ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہم نے شاید ماضی میں دس پندرہ سالوں میں بیس سالوں میں اس relationship میں کوئی خاص بہتری نہیں لاسکے ہیں۔ اور بہت ساری چیزیں ہیں ضروری نہیں ہے کہ ایک تعلق آپ کا صرف اس حوالے سے ہو کہ وفاق میں آپ کی پارٹی حکومت میں وزیر اعظم ہے اور آپ کے صوبے میں بھی اُسی پارٹی کی حکومت ہے، یہ تعلق نہ ہو۔ تعلق وہ ہوتا ہے کہ جس کی بنا آپ کے اس صوبے میں بہتری آئی ہو۔ تعلق وہ ہوتا ہے جس کی بنا پر آپ کے لوگوں کی زندگیوں میں ایک بہتری آئے۔ تعلق وہ اچھا ہوتا ہے جہاں بلوچستان کی معیشت، بلوچستان کی بیروزگاری، بلوچستان کے معاملات میں ایک بہت اچھے انداز میں بہتری آئے۔ ہم اُس تعلق کی بات کر رہے ہیں۔ ویسے وفاق کے ساتھ میرے خیال میں بھی بھی کسی گورنمنٹ کے رہنے نہیں رہے ہیں۔ لیکن ہم نے یہ سوچا ہے اور عہد کیا ہے کہ بلوچستان coalition اور اپنی ساری جماعتوں کے ساتھ میں آپ سب کو اُس کو بری الذمہ نہیں کرنا چاہتا اس ہاؤس کو بھی۔ ہم نے بلوچستان کے لئے کام کرنا ہے۔ دیکھیں یہ کریڈٹ آپ کا ووٹر ہمارا ووٹر ایک ہی ہیں۔ اور اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ کس کا ووٹر الگ لیکش میں کس کو ووٹ دیتا ہے آج شاید آپ کا ووٹر ہو گا اس کا فائدہ لوگوں کو جائے گا۔ لیکن ہے بلوچستان کا۔ آپ کا اور ہمارا جو بھی کام ہو گا اس کا فائدہ لوگوں کو ہو گا۔ ہمیں انہی کاموں کی طرف جانا چاہیے کہ ہم ایک ایسا تعلق ایسا طریقہ کار بنائیں کہ ہم ان کی جماعت کے اراکین ہمارے ساتھ ہیں، یہاں ڈپٹی اسپلیکر پاکستان تحریک انصاف سے ہے اور آج عمران خان صاحب اس ملک کے وزیر اعظم ہیں۔ تو ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم ان کی جماعت کا فائدہ لیتے رہیں ہم نہیں یہ پورا ہاؤس ایک ایسی ترتیب بنائیں کہ ہم بلوچستان اور وفاق کے اس تعلق کو مزید بہتر بنائیں۔ جیسے کہ دنیا میں کہتے ہیں کہ ایک طریقے، ایک بہت بڑا ہمیشہ ایک بات ہوتی ہے کہ two Nations or brother Nations, We are brother Nations، Nations پر چلاتے ہیں۔

اگر economics ties اچھے ہیں تو تعلقات بھی اچھے رہیں گے۔ اگر economics ties کے اچھے نہیں خراب ہیں یا ہیں تو وہ relationships آہستہ آہستہ خراب ہوتی جائیں گی۔ تو وفاق اور صوبے کے تعلقات اگر اور بہتر ہوں گے تو ان کو practically ground پر لانا ہوں گے۔ اب یہ نہیں ہو سکتا جیسے کہ فضل آغا صاحب نے کہا تھا کہ سی پیک کا رخ کہیں اور بنے گا اور وہاں سے نہیں جائے گا۔ اب یہ

ممکن نہیں ہے کہ اگر گوارڈر مرنے ہے سی پیک کا۔ اور بغیر گوارڈر کے یہ سی پیک ممکن نہیں ہے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ گوارڈ میں پینے کا پانی نہ ہو۔ اگر بلوچستان کی افادیت سی پیک کے کسی بھی حوالے سے ریکوڈ کے حوالے سے بہت زیادہ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ بلوچستان میں ایک کلو میٹر موڑوے ہی نہیں بنے۔ اگر پاکستان کی ترقی بلوچستان سے مسلک ہے تو بلوچستان میں تعلیم، صحت، کاروبار بھی ہو گا اور بلوچستان میں financial stability بھی آئے گی اور بلوچستان کی محرومیاں بھی دور ہوں گی۔ چاہے missing persons کا مسئلہ ہو چاہے آسمیں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہو چاہے اس میں کوئی بھی چیز ہو بلوچستان عوامی پارٹی، coalitioni، اپوزیشن، ہم سب نے work-point agenda لے کر کے ان چیزوں کو وفاق سے حل کرنا ہے۔ تو آج کا جو وفاق کا اور اس صوبے کا تعلق بنے گا یہ اسکے طریقے ہیں اور یہ ہے ہمارا وہ ایجاد اجس پر وفاق کو آج ہمارے ساتھ ایک تعلق بنانا پڑے گا۔ کیونکہ آج کا بلوچستان بہت سارے مسائل سے گزر چکا ہے اور اب اس بلوچستان میں مزید وہ برداشت نہیں ہے کہ آج وہ اس اکیسویں صدی میں بھی ان سب چیزوں سے محروم ہو۔ جناب اپسیکر صاحب! میں slowy, slowly governance ہے میں pick کرتا رہوں گا۔ موقع بہت ہے آگے بھی لیکن چونکہ میری ذمہ داری بھی ہے میں ہاؤس کو پہلے دن اعتماد میں لے لوں کہ بلوچستان عوامی پارٹی آپ کے ساتھ کس طرح چلے گی اور بلوچستان کے ساتھ کس طرح چلے گی اور بلوچستان کے لئے اس کا vision کیا ہے۔ یہ vision میرا نہیں میری پارٹی کا نہیں میری coalition partners کا ہے۔ اسکی کامیابی ہو گی آپ کی کامیابی ہو گی۔ اور یہ کامیابی پھر ہم سب کی ہو گی۔ ایجوکیشن، ہیلتھ، سیکورٹی تین ایسی چیزوں پر جس طرح ہمارے ایک دوست نے کہا کہ اگر کسی معاشرے میں آپ کو سیکورٹی نہیں ملتی تو اس معاشرے میں دوسرے کام ہونا بہت مشکل ہو گا۔ لیکن ہم نے پچھلے دس سالوں میں اس سیکورٹی کے لئے کیا اپنی پولیس، لیویز اور دوسرے اداروں کی بہتری کی؟ کیا ہم نے KP کی طرح legislations کیں؟ کیا ہم نے فیڈرل یا پراؤشل پی ایس ڈی پی میں لیویز اور پولیس کے اداروں کو مزید equipped کرنا ان کو شکنالوجی سے تھوڑا اور بہتر کرنا ان کے infrastructure کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کام کیا؟ کیا ہم نے ان کی recruitments کو as per number basis بلوچستان کی پاپولیشن میں بہتر کرنے کے لئے کوئی کام کیا؟ اگر ہم نے دس پندرہ سالوں میں بہتر نہیں کیا تو شاید آج لاء اینڈ آرڈر اسی لیئے خراب ہے کہ ہم نے ان سیکٹرز میں investments نہیں کی ہیں۔ بغیر investments کی یہ چیزوں بہتر نہیں ہوتیں۔ ایجوکیشن بہت important ہے شاید اس لحاظ سے نہیں کہ ہمارے معاشرے میں تعلیم ہم نے سب کو دینی ہے

بلکہ اس کے بہت سارے aspects اور ہی ہیں۔ میں اسکی چھوٹی سی مثال دوں گا کہ ایک انسان، جو ایک ڈاکٹر ہے آپ اُسکو آواران بھیج دیں جو کہ آپ کا حلقة ہے ماضی میں ہمارا بھی تھا۔ اور اس سے آپ یہ کہیں کہ آپ ایک ڈاکٹر ہیں، اور آپ نے ایک فیملی کے لئے آواران میڈیکل جو بھی facility ہے ہاسپیت میں ڈیوٹی کرنا ہے۔ تو اس کا پہلا سوال ہمیشہ اگر وہ فیملی والا ہے ایک ہی ہوتا ہے کہ کیا وہاں ایک اچھا اسکول ہے؟ تو اسکو جب جواب ملتا ہے کہ اُس اسٹینڈرڈ کا نہیں ہے لیکن سرکاری اسکول ہے اور سرکاری بھی ایسا اسکول ہے پورے بلوچستان کی طرح کہ شاید اسٹینڈرڈ روزانتے اچھے، پورے بلوچستان میں ہمارے گورنمنٹ اسکولز کا نہیں ہے۔ تو وہ prefer کرتا ہے کہ اپنی فیملی کو یہیں کوئی میں رہنے دیں۔ لیکن وہ اسٹاف وہ بندہ وہ ڈاکٹر خود وہاں ضرور جاتا ہے۔ اور جب وہاں جاتا ہے تو ایک عجیب سے ماحول میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ نہ وہاں اُسکے پاس residential building ہے نہ کوئی facility ہے۔ اور ایک normal انسان ایک عام انسان، یہ اللہ تعالیٰ نے ایک قدرتی نظام بنایا ہے کہ ہمیں اللہ نے complete اپنی فیملی کے ساتھ کیا ہے۔ اسکی وجہات بہت ساری ہیں شاید لوگ سمجھنہیں پائیں۔ لیکن ایک نظام آپ کا ہے کہ آپ بغیر اپنی فیملی کے complete نہیں ہوتے اُس کی بہت ساری چیزیں ہیں کہ وہ آپ کو ایک ہنی حوالے سے ایک feel آپ کو آپ کے بچے یا آپ کے ماں باپ یا آپ کے بہن بھائی یہ سارے دیتے ہیں جو آپ میں ایک انرجی ڈالتے ہیں۔ اور آپ اپنی زندگی میں تھوڑا اور بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ایک normal انسان تو یہ سوچتا ہے۔ اور جو نہیں سوچتا شاید ہم میں سے بہت دور ہیں۔ اور ہمارا دین ہمیں سب سے بہت ساری چیزوں میں جو ایک تلقین بھی دیتا ہے وہ انہی چیزوں کی طرف دیتا ہے کہ ہمیں اپنے والدین کے اور اپنے بچوں کے، اپنی فیملی کے بھی حقوق پورے کر رہے ہیں۔ تو ایک انسان اگر اس ہسپتال میں جاتا ہے تو آپ ایک اذیت سوچ سکتے ہیں کہ اُس کے ذہن میں بھی ہو گی۔ کہ وہ چچہ، سات دن بغیر گھر کے بغیر ایک فیملی کے ایک ایسے معاشرے میں جہاں سکول بھی نہیں ہے، ہسپتال بھی نہیں ہے، infrastructure بھی نہیں ہے۔ یہ ڈاکٹر وہاں کریگا کیا۔ یہ کچھ نہیں کر سکے گا یہ پھر مجھے اور آپ سے ایک سفارش کروایگا۔ اور بولے گا کہ میری ڈیوٹی کوئی میں لگائیں۔ اسی طرح دالبندین میں ڈاکٹر واپس آیگا۔ اسی طرح آپ کا چاغنی کا ڈاکٹر واپس آیگا۔ اسی طرح موئی خیل کا ڈاکٹر واپس آیگا۔ اسی طرح چین کا ڈاکٹر واپس آیگا۔ جب یہ سارے ڈاکٹر ایک education facility کی وجہ سے واپس اسی کوئی شہر میں آئیں گے، ہو گا کیا آپ کے علاقے میں، کہ وہ ادارہ نہیں چلے گا۔ جب وہ ادارہ نہیں چلے گا تو وہاں جس شخص نے جس عورت نے جس آدمی نے جس بچے نے صحت کی سہولت حاصل کرنی ہو گی تو وہ کوئی آئیگا۔ تو کیا کریگا ایک

پانچ سو کی دوائی یا دوہزار کے کوئی بھی medical treatment کیلئے 60 ہزار روپے خرچ کریگا۔ گاڑی خریدیگا، رہائش کریگا، رشتہ دار کے پاس رہیگا۔ دوائیاں لے گا، چارڈ اکٹر تو پہلے اُس experiment کرنے کے لئے چھ سو لاپس جائیگا۔ تو ہم نہ صرف تعلیم کی وجہ سے ایک معاشرے کو، ایک بچے کو اُسکے future کیلئے محروم کر رہے ہیں بلکہ ہم ایک cycle کو بھی توڑ رہے ہیں۔ ایک وہ cycle کو توڑ رہے ہیں جو اُس علاقے میں صحت بھی دے سکتے ہیں۔ ایک ایسے معاشرے کو توڑ رہے ہیں جو ان کی financial saving ختم کر رہے ہیں۔ اور ایک اذیت اُس فیلی پر ڈال رہے ہیں کہ اُس نے اتنے چھ چھ سات سات آٹھ، آٹھ سو کلو میٹر دور آ کے ایک دوسرے شہر میں صرف ایک ایکسرے کرنا ہے، ایک ٹیسٹ کرنا ہے یا چارٹانکیں لگانے ہوں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں، ہماری پارٹی سمجھتی ہے، معاف بیجے گائیں، میں کا word اسلئے استعمال کرنا چاہا ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بلوجستان میں تعلیم کو اس لئے بہتر کریں کم از کم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں ایسے آپ کے پاس سکول ہو جو کم از کم لوگوں کو ایک اچھی امبوکیشن لیوں دے سکے۔ جہاں کل کو لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم یا جو بھی اُس معاشرے کی تعلیم ہے وہ حاصل کرنے کیلئے اُس شہر سے باہر نہیں جائے۔ اسی طرح ہیلتھ کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھ لی۔ ہم feel کرتے ہیں کم از کم ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو ہر ڈسٹرکٹ ہسپتال کا ہیڈ کوارٹر ہسپتال کم از کم ایسا ہو کہ ان چھوٹے معاملات کیلئے ان کو اپس کوئی خضدار، کراچی نہ جانا پڑے۔ آج آپ کا مریض کہاں جاتا ہے۔ آج کوئئے کا patient کراچی جاتا ہے۔ یعنی کتنا بڑا شہر ہے، آج سریاب کا آدمی کہاں جائیگا۔ وہ تو پہلے کوئی آریگا، کوئی شہر میں اُسکو شاید وہ سہولت ملے یا نہیں ملے۔ ان کا first یہی ہوتا ہے، جی کراچی جائیں اور ڈاکٹر بھی ماشاء اللہ refer یا یسے کرتے ہیں جیسے کوئی سامان لینے کیلئے بھیجا ہے۔ تو بس جی کراچی جائیں، بس کراچی جائیں۔ تو یہ صحت اور امبوکیشن، سیکورٹی بلوجستان کیلئے بہت اہم ہے کیونکہ ان کے اثرات vast level پر جاتے ہیں۔ انسان کے اقتصادی حالات پر جاتا ہے۔ ایک معاشرہ پر جاتا ہے۔ ایک فیلی پر جاتا ہے، ایک normal society پر جاتا ہے۔ تو بلوجستان عوامی پارٹی اس میں آپ کی مدد کی بھی ہمیں ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ اس کا فائدہ آپ کو بھی جاتا ہے اور ہمیں بھی جائیگا اور پورے بلوجستان کو جائیگا یہ کسی ایک فرد کو نہیں جائیگا۔ شاید ہمارے اور آپ کے بچے یا ہم ان ہسپتالوں میں نہیں جاتے۔ لیکن ایک عام بلوجستان کا آدمی ضرور جاتا ہے اور وہ اسی hope میں کہ ان چیزوں کو بہتر ہونا چاہیے، یو تھا کا ایک بہت بڑا role ہوتا ہے معاشرے میں، اور اُس کی empowerment اور اُسکے future کیلئے ہم نے کیا کیا۔ سی پیک انہوں نے announce کر دیا۔ اور جن وجوہات کی بنا کی وجہ سے یہی بلوجستان عوامی پارٹی ایک

عرصے تک اپنی ہی پارٹی کے ساتھ بہت اڑتی رہی کہ آپ نے سی پیک تک announce کر دیا۔ لیکن اس سی پیک سے آپ کو ملے گا کیا اس سی پیک سے سے آپ کا پیروزگار، کیا اس کو روزگار مل جائیگا یہ question آدھا بالکل ملے گا کیونکہ جب پیسہ آیگا، کاروبار آیگا، بزنس بڑھے گی چیزیں آئیں گی۔ تو ان سارے اداروں میں کام کون کریگا تو سوال یہی آتا ہے کہ جی بلوچستان کے لوگ کریں گے، تو بلوچستان کے لوگ کس capacity میں کریں گے۔ ان کے پاس تو یہ ٹینکل know-how بھی نہیں ہیں۔ ان کے پاس تو skills بھی نہیں ہیں۔ ان کی کوالیفائیشن اس لیوں کے نہیں ہے کہ وہ ان future economic joints کے جو بھی پروجیکٹس بنیں گے انکے اندر کھپت کر سکیں۔ تو ہم نے کیا کیا، سی پیک سی پیک بہت کیا۔ سی پیک پر نظرے بھی لگائیں، سی پیک پر ڈیماٹ بھی کی۔ سی پیک پر باتیں بھی بہت کی۔ لیکن ان پانچ سالوں میں ہم پانچ پولی ٹینکیک انسٹیوٹ نہیں بن سکے۔ ہم ادارے نہیں بن سکے۔ ہم ان اداروں کو بلوچستان نہیں لاسکے کہ جی ان چائیز کو بلا میں، کہ بھی آپ لوگ future of Gwadar اور بلوچستان میں کیا کیا کام کریں گے، کوئی اس سر و مز لائیں گے۔ کون سی ایسی چیزیں ہیں جہاں آپ کو کوئی skills کی ضرورت پڑے گی تاکہ ہم بلوچستان کے لوگوں کو اس لائن پر لگائیں۔ تاکہ ہم اس یو تھکو ان ٹریننگ کی طرف بھیجنیں، ان technical training کی طرف بھیجنیں لیکن، ہم نے ان پر بھی کوئی خاص کام نہیں کیا۔ لیکن بلوچستان عوامی پارٹی انشاء اللہ اس پر ایک پلان بھی رکھتی ہے اور اس پر بھی ہم کام کریں گے۔ jobs سے بڑی بات ہوتی ہے بلوچستان کے اندر 25 ہزار jobs ہیں، کوئی کہتا ہے کہ 30 ہزار jobs ہیں اور بار بار آتی ہے کہ یہ fill over drafting کر رہے ہیں یا loan اے رہے ہیں یا یہنک سے پہنچنیں کیا کیا چیزیں اور لے رہے ہیں۔ clarity ابھی تک نہیں ہے۔ لیکن یہ پتہ ہے کہ financial crunch بہت بڑا ہے۔ لیکن financial crunch کو examine کرنا پڑیگا۔ اس financial crunch کو examine کرنے کیلئے آپ کے پاس وہ budgetary allocations کے expertise بھی ہونے چاہیے کہ جو آپ کی physical position کو دیکھیں۔ پھر آپ کی PSDP کی physical position relate کریں۔ کہ آپ نے جو یہ، یہ پی ایس ڈی پی جو میرے خیال میں شاید 50 سال میں بھی complete ہو گا۔ وہ جیسے صحیح بات بھی کی ہے کہ یہ ایک سال کی پی ایس ڈی پی بنتے ہیں اور انکے لئے بھی پورے پیہنیں ہوتے ہیں۔ 3 سے 4 ہزار اسکیمیں ایک PSDP میں میرے خیال میں پوری دنیا میں

پورے پاکستان میں کہیں بھی نہیں ہیں۔ لیکن ہماری پی ایس ڈی پی کا یہ حال ہے کہ بیس، بیس سال پرانے اسکیمیں آج بھی چل رہی ہیں اور ان میں ہم token-money پانچ، پانچ، دس، دس لاکھ روپے ڈالتے رہتے ہیں اور انکو بڑھاتے رہتے ہیں اور بڑھاتے رہتے ہیں اور زندہ رکھتے ہیں، ختم کر دیں۔ ایسی اسکیمیں جو بیس سال میں اگر نہیں بنی تو اگلے بیس سال میں بھی نہیں بنیں گی۔ اور جس پروجیکٹ کی physical performance بیس یا پچیس فیصد سے اوپر نہیں گئی ہے اور financial بھی اتنی ہے تو پھر ایسی اسکیمیوں کو آپ بند ہی کر دیں تو بہتر ہے اور نئی اسکیمیوں کی طرف ڈال دیں۔ تو یہم evaluate کریں گے۔ میں تو چاہوں گا آپ کی جو اسٹینڈنگ کمیٹی ہوگی، جو بھی ہوگی وہ اسکو re-evaluate کرے۔ ہم انشاء اللہ re-evaluate کریں گے، منشیٰ ریلویل پر کریں گے۔ جو ہمارا ACS ہوگا اُسکو پورا سسٹم بنانا پڑیگا کہ آپ کی پی ایس ڈی پی کدھر کھڑی ہے؟ اس میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ اور اس کو پورا ایک طریقہ کار سے بنانا پڑیگا۔ کیونکہ آپ کے Main core backbone PSDP ترقی کی ہے۔ اور اسی سے اب یوں کیشن لنک میں ڈالتا ہے، ہیلٹھ نکالتا ہے، روڈ بنیں گی، سکول بنیں گے، پانی ملے گا سب بنیں گے۔ تو ہم feel کرتے ہیں کہ یہ jobs اور ان چیزوں کو بھی ہمیں دیکھنا چاہیے۔ اگر بلوچستان حکومت کے پاس اتنی jobs ہیں اور جو required ہو، میں اس کی چھوٹی سی مثال دوں گا۔ ابھی حالیہ میں سی اینڈ ڈبلیوڈیپارٹمنٹ نے پتہ نہیں کوئی دو، تین ہزار کلیوکے adds کے تھے، کھلی بھرتی کریں گے۔ 1975ء میں گلی کا concept بلوچستان میں تھا جب شغل روڈز ہوتے تھے جو کچی روڈز ہوتی تھی، اور انکو maintain کرنے کیلئے ہر ایسا میں، ہر ڈسٹرکٹ میں چار، پانچ سو بندوں کی ضروت ہوتی تھی جو انکو maintain کریں۔ لیکن آج تو laptop کا concept ہے تو ہم کیوں یہ دو یا تین ہزار پوسٹ اب یوں کیشن میں، ہیلٹھ، پولیس میں، لیویز، لائیوٹاک میں، ایگری کلچر، جنگلات میں، ایریکیشن میں، جہاں actually کام ہوتا ہے۔ سی اینڈ ڈبلیوڈیپارٹمنٹ تو اب صرف روڈ top ہوتے ہیں اور تو کوئی کام نہیں کرتا ہے۔ تو ہم ان چیزوں پر کیوں focus کرتے ہیں کہ اس کیوں divert کرتے ہیں۔ ہم اپنی آن چیزوں کو ابھی تک اسی طرح چلا رہے ہیں جو پچیس سال سے چل رہے ہیں۔ تو feel کرتے ہیں کہ ہم نے ایک پالیسی بنانی ہے اور re-evaluate کرنا ہے، سارے ڈیپارٹمنٹس کو کہ ان ڈیپارٹمنٹس کی افادیت کیا ہے؟ اب جناب ایک مثال موسیٰ خیل یا آپ کا بارکھان ہو گا یا بلوچستان کے بہت سارے اصلاح ہیں۔ عام بلوچستان کا آدمی لائیوٹاک پر زندہ ہے۔ اس کے پاس نہ فیکٹری ہے نہ کوئی مائنزر ہے نہ ماربل کی مائنزر ہے نہ اس کے پاس فیکٹری ہے۔ وہ چار پانچ، بیس، پچیس، چالیس

بچپاس بھیڑیں ہیں، گائے، بکیریاں اوف چراتا ہے اور اپنی زندگی پوری کرتا ہے، کیا پالیسی ہمارے پاس ہے۔ جو 60% آپ کی آبادی اُس پر ہے۔ اور اسی طرح ایگری لپچر کا بھی آپ دیکھ لیں۔ کہ ہم نے ایگری لپچر کے لئے کیا پالیسی بنائی ہے؟ سوائے ٹیوب ویل بنانے کی آج آپ کا پانی ختم ہو جائے تو بلوچستان کا 70% آبادی بیروزگار بن جائیگا۔ اور یہ اتنا بڑا چیخن ہے جس کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ تو میرے خیال میں ان چیزوں پر تھوڑا کام کیا جائے تو کوئی مشکلات نہیں ہیں۔ اور ان چیزوں کو بہتر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے اپنی capacity بڑھانی ہے، ٹھیک ہے شاید ہمارے پاس human resource اُس لیوں کا نہیں ہے لیکن اچھے آفسرز بھی ہیں، یہ ایسی گورنمنٹ نہیں ہے کہ جہاں اچھے آفسرز نہیں ہیں، آج بھی گورنمنٹ آف بلوچستان کے اداروں میں بہت سارے لوگ ہیں جو اپنا تم اس صوبے کو دینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی انجمنی ان ڈیپارٹمنٹس میں دینا چاہتے ہیں۔ جو کرپشن سے پاک اور ایک بہت output class performance دینا چاہتے ہیں لیکن شاید انکی طرف ہماری نظریں نہیں ہیں۔ لیکن بلوچستان عوامی پارٹی انشاء اللہ وہ موقع ان آفسران کو بھی ضرور دیگی اور ہماری پوری کوشش ہوگی کہ credibility wise اور capacity wise ایسے آفسرز جن جن اداروں میں ہم ان کو صحیح جگہوں پر لا سکیں اور ان سے بلوچستان کی ترقی کے لئے کام لیں۔ اور آپ کے ہاؤس کے فلور سے یہ آپ سمجھ لیں کہ یہ ہمارا message ہے یا ہمارا direction ہو گی یا جو بھی ہو گا یہ وقت ہے بلوچستان میں کام کرنے کا، ہم سب سیاسی لوگ ہیں۔ یہ صرف ہم اپنی بات نہیں کریں کہ بلوچستان عوامی پارٹی۔ آپ پاکستان تحریک انصاف، بلوچستان عوامی پارٹی، ایم ایم اے، اے این پی، جے ڈیلوپمنٹ، ہزارہ ڈیموکریٹک بلوچستان نیشنل پارٹی مینیگل گروپ ہے، ہم اگر یہ سمجھیں گے کہ پانچ سال میں ہم نے کام نہیں کیا تو یہ لوگ ہمیں پھرادر ہمیں سمجھیں گے۔ ہم یہ بھول جائیں۔ یہ 2023ء کے ایکشن اس ایکشن سے بھی مختلف ہونگے۔ اور اس کے dynamics ایسے ہوئے جو شاید ہم perceive نہیں کر سکتے۔ آپ ایک ایسے بلوچستان کی طرف جا رہے ہیں جہاں ڈیڑھ سے دو لاکھ طلباء ان یونیورسٹیوں سے نکلے ہوئے ہیں کا الجز سے نکلے ہوئے ہوں گے۔ سکولوں سے نکلے ہوئے ہوئے ہوئے۔ ایک آپ کی ایسی سوسائٹی ہو گی جو بہت vibrant ہو گا اور وہ شاید ہماری ان باتوں پر زیادہ believe نہیں کر سکی۔ جب تک کسی نے کہا کہ cosmetics کی سیاست سے نکل کر پر یکیکل سیاست میں ہم نے آنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایسے آفسرز کو بھی لانا پڑیگا اور ان کو وہ زمہ داریاں دینی پڑیں گی، اور جو اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے ہیں، ہم اگر کام کیلئے آئے ہیں تو آپ سب کو کام کرنا پڑیگا۔ یہاں کوئی free lunch نہیں ہے، ہمیں تنخواہ ملتی ہے، ہمیں مراعات ملتی ہیں، ہم پر ذمہ داریاں ہیں

جس طرح آپ بھی زمہ دار ہیں ہمیں پلک نے مینڈیٹ دیا ہے، اور ہم یہاں سے بھی مراعات لے رہے ہیں۔ آپ کو اس ملک کا ٹیکس، عام طبقہ ٹیکس پسہ دیتا ہے اور سب کی تنخوا ہیں پوری ہوتی ہیں۔ ہم اور آپ پر بھی ذمہ داریاں ہیں، ہم اچھے آفیسرز لائیں، انکو promote کریں، اُنکے rights due ہے اُن کو میرٹ دینا چاہیے، ان کو موقع دینا چاہیے deliver کرنے کا دینا چاہیے، اچھی جگہوں پر دینا چاہیے، جو جس پوسٹ پر قابل ہے اُس کو اس پوسٹ پر پرانا چاہیے۔ اور جو کسی پوسٹ کے اگر قبل نہیں ہے تو اُس کے لئے ہمیں بھی سفارش نہیں کرنی چاہیے اور آپ لوگوں کو بھی اُس کو آگے لے جانا چاہیے۔ یہ ہے سسٹم، جس سے بلوچستان اپنی بہتری کی طرف تھوڑا سا آگے جائیگا۔ ایجنسٹا میں بہت ساری چیزیں ہیں لیکن تھوڑا تھوڑا میں touch کروں گا، آپ حضرات ہمارے honorable members کا بلکہ، مولانا صاحب خود بھی ماشاء اللہ آپ law سے بہت واقف بھی ہیں، اسی لیے آپ نے Article کا reference کر کے time-high کے آگیا کہ بلوچستان کے اندر legislation کو بہتر ہونا چاہیے، ہم میں اگر انی چیزیں ہیں نہیں ہیں، ہم دوسرے صوبوں میں بھی جاسکتے ہیں، ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ KP نے کیا کیا، پنجاب نے کیا کیا، سندھ نے کیا کیا، فیڈریشن میں کیا ہو رہا ہے اس سے بھی اور آگے جاسکتے ہیں ضروری نہیں، ہم international laws کو بھی دیکھ سکتے ہیں، ہم better governance structure کو touch کر سکتے ہیں۔ بڑا example ہے جو چیز اگر نہیں ہے اُس کے expertise ہیں ہم اس کو حاصل کرنے میں کوئی شرم نہیں ہونی چاہیے۔ اور ان لوگوں کو ہمیں expedite کر کے اُن کو لانا چاہیے تاکہ ہم اُن چیزوں کو اس ہاؤس کے لیے بھی اور کسی اور حوالے سے بھی بہتر کر سکیں۔ ہمارے بہت سارے لوگوں کی کوئی سے بہت وابستگی ہے بلکہ ہمارے محترم نے سریاب کا نام لیا تو میری اپنی پیدائش بھی الحمد للہ کوئی کی ہے۔ اور سریاب کی روڈوں پر ہم نے 1980ء یا 1981ء میں جب young age میں ہوتے تھے اُس دن کا سریاب بھی ہمیں یاد ہے۔ کہ قدمتی ہے کہ آج کا سریاب بہت مختلف ہے اُس سے اور وہ بد نجتی شاید ہم سب کی وجہ سے ہے۔ اور ہم آج کے اس دور میں بھی بلوچستان میں ایسے ایسے علاقے ہیں جہاں شہروں کے اندر آپ جائیں، افسوس تو اس بات کا ہے کہ دیہات تو ٹھیک ہے بہت دور ہیں جہاں روڈ نہیں ہے بجلی نہیں ہے،

نہیں ہے، communication دور ہے دودو سو تین تین سو کلو میٹر روڈ نہیں ہے پہاڑوں سے جانا پڑتا ہے۔ کوئی نیکریٹریٹ سے لے کر آپ ہزار گنجی تک جائیں اور یا ایر پورٹ سے آگے تک جائیں میرے خیال سے یہ ایک گھنٹے کا بھی سفر نہیں ہے۔ اور اس کے لیے روڈ بھی ہے۔ اسکے لیے سہولت بھی ہے اسکے لیے آفیسر بھی ہیں، سیاستدان بھی ہیں، سب ہیں لیکن شاید چراغ تلے اندر ہرا ہے۔ کوئی شہر ایک ہی شہر ہمارا ہے اور اس کو بھی ہم سنبھال نہیں سکے۔ اور آپ کی بالکل بات صحیح ہے یہ 10 ارب روپے پتہ نہیں کہاں لگے کس طرح لگے؟ ہمیں پوچھنا چاہیے ہمیں کمپیوٹر بنانی چاہیں، آپ کی اسمبلی کو ایک اپشنل کمپیٹ بنانی چاہیے اور وہ as a Quetta package examine کرے۔ ہم آپ کے ساتھ support کریں گے۔ ہم آپ کے sense کیا ہم نے صرف یہ bridge بنانے تھے، اب سریاب کا آپ common bridge بکھیں ایک آدمی کو آپ لے جائیں وہ بولے گا پتہ نہیں اس کا designer کون تھا؟ لیکن real-estate bridge کے مسئلک تھا۔ تو سریاب کا اتنا وہ چھوڑا bridge بنایا ہوا ہے آج بھی آپ مارٹی پور کراچی میں جائیں جہاں کی ٹرینیک ادھر سے بھی زیادہ ہے سنگل لائن ہے یہاں ڈبل لائن آپ نے بنادیا ہے اب وہ پورا چوک ہو گیا۔ چار روڈ آپ کی جا رہی ہیں eastern bypass، آپ کی سریاب روڈ ہے، آپ کی قمبرانی روڈ ہے اور آپ کا parallel western bypass ہے۔ ساری سیدھی جا رہی ہیں صرف ایک جتناش ہے جہاں یہ آپس میں ملتی ہیں باقی کوئی جتناش ہی نہیں ہے۔ 30 کلو میٹر کا آپس میں یہ روڈ ایک دوسری سے connect نہیں ہو رہی ہیں تو ظاہری بات ہے یہ clutch basic concept ہے۔ اسکے لیے آپ کو اسلام آباد سے architect کی ضرورت نہیں ہے۔ یا کوئی یورپ سے کوئی city planner کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کرنے کی بات ہے کیونکہ کام نہیں کرنا۔ کیونکہ اس میں شاید interest ہوئے لیکن دوسرے کاموں میں یہ encroachment ہیں۔ میں پاکستان میں دوسرے شہروں پر criticize نہیں کروں گا لیکن ضرور یہ کہوں گا کہ ہم نے جس طرح کے urban transport system کیا کہ ہم کچھ بنا رہے ہیں۔ دنیا میں یہ concept نہیں یعنی آپ کچھ بنا کر بس کو اس کے اندر آپ نے fit کر دیا کہ بس آرام سے اپنے destination پر چلے جائیں۔ لیکن آپ ٹرینیک روڈ بہتر نہیں کر رہے، آپ

encroachment نہیں ہمارا ہے، آپ روڈوں کو save نہیں کر رہے، آپ کی یہ جو دکھنی بڑھتی وڈوں تک آگئی ہیں۔ ٹریفک کی جو constable ہے وہ آپ کی بات صحیح ہے کہ وہ ایک certain area کے بعد کہیں اور جاتا نہیں ہے۔ سریاب اور کوئی کسی ٹریفک صرف مینجنمنٹ کی وجہ سے خراب ہے۔ alternate دیں۔ دیکھیں شہری کو آپ کیا دیں گے۔ جناح روڈ پر پرانے زمانے میں لوگ پیدل گھومتے تھے آج جناح روڈ پر روڈ ہے گاڑیاں کھڑی کریں؟ ٹریفک کا سسٹم نہیں ہے آپ کے پاس تو وہ ظاہری بات ہے آڈی روڈ پر کھڑی کر دیگا۔ پیک کو، لوگوں کو alternate ضرور دے دیں۔ parkings areas بنائیں، آپ کی نئی نئی بڑی بڑی buildings بنی ہیں، کوئی laws نہیں ہیں۔ law میں آپ ڈالیں کہ آپ نے اتنی parking laws بنانی ہے۔ اب شاید parking laws تھوڑے بن گئے ہیں۔ لیکن late building codes too۔ بلڈنگ کوڈ بنائیں، یہ ززلہ زون ہے آپ کا، میں کوئی implement نہیں کرتا۔ یہ کوئی شہر ہے آپ کا QDA ہے یا آپ کا جو لوکل system ہے وہ ایک certain law follow نہیں کرتا۔ کیونکہ شاید ہم نہیں کر رہے۔ وہ ہماری کمیٹی وہ ہماری منسٹری وہ ہمارے لوگ جو ان سب کو بلا کیں کہ جی آپ کے یہ laws کیوں implement نہیں کر رہے؟ اور ہمیں کچھ لوگوں accountable کرنا پڑیگا۔ ہمیں کچھ لوگوں کو ایسی چیزوں کے حوالے سے کچھ بنانے examples پڑیں گے تاکہ کچھ لوگوں کا motivation بھی ملے اور کچھ لوگوں کو خوف بھی آئے۔ یہ نظام اس طرح چلتا ہے، یہ one sided road نہیں بن سکتا کہ اچھا ہی اچھا ہو۔ پھر لوگوں میں ما یوی بھی آتی ہے، لوگ امید بھی چھوڑ دیتے ہیں کام بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کوئی issues کے بہت issues ہیں۔ پانی بہت بڑا issue ہے آپ کا، اس شہر کا اگر پانی نہیں ہو تو یہ mass migration کی طرف جائیگا۔ یہ mass migration میں کہاں جائے آپ بتائیں قلات، چین، پیشیں، بولان اور خندار جائیں جائیں گے؟ اور جن areas میں جائیں وہاں بھی پانی کے issues ہم پانی کو ابھی تک صحیح address نہیں کر پائی۔ اب درمیان میں ہم PSDP میں 40 ارب کا plan بنا رہے ہیں کہ ہم پٹ فیڈر سے پانی لا لائیں گے، کیا یہ پٹ فیڈر کا پانی ہمارے دوست، اُنکے پاس ڈھانی ہزار کیوں سک پانی آگیا، وہ پینے کا نہیں ہے۔ تو ہم وہی سوچ رہے تھے کہ وہاں سے اب کوئی کوپانی لا لائیں گے impossible۔ اور جب آپ راستے میں آئیں گے کیا وہ لوگ آپ کو چھوڑ دیں گے، کیا آپ وہاں پانی چوری روک دیں گے؟ اور چوری نہیں کہوں گا ضرورت ہے۔ سامنے سے نہر جا رہی ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ نہیں جی یہ پانی کوئی جائے گا یہ پانپ ہے یا آپ کوئی نہیں ملے

گا وہ بولے گا کہ بھائی میرا right بتاتے ہیں میں تو نہیں چھوڑوں گا۔ تو اس طرح کے plans کبھی بنتے نہیں ہیں۔ دیکھیں important consensus develop کریں۔ دیکھیں بڑا solution کا لیں اُس پر ایک problem identify کریں کہ آپکا problem ہے کیا ہے پھر اس کا solution کا لیں۔ ایک knowledge based discussion کریں دوستوں کو بلائیں۔ ایک final technology میں بہت آگے چلی گئی ہے۔ کرتے کرتے پھر ایک stage پر آگیا۔ 8 ارب کے پاپ میرے خیال سے آپ کے شہر میں بچھے ہوئے ہیں اور آپ کو پتہ بھی نہیں ہے، بہت ساروں کو۔ ضائع جا رہے ہیں سڑر ہے ہیں۔ پانی کا source نہیں بنایا اور پانپ ڈال دیئے۔ کیونکہ پانی کی pipe-line کسی کمپنی کو دینی تھی، تو دے دیں۔ source ہے نہیں، line-stone "جی range ہے، اُسمیں drill کریں گے، پانی نکلے گا"۔ اس طرح پانی نہیں نکلتا۔ yes، ڈیز ضروری ہیں آپ کے۔ لیکن کون سے ڈیم؟ چیک ڈیم ہو، ڈیلے ایکشن ڈیم ہوں، ویز ہوں، اسکا بھی ایک بہت concept ہے۔ یہ صرف ڈیم بنانا نہیں pot بنانے ہیں تو پہنچ آپ بہت سارے pot بنادیں، اُسکی بھی ضرورت ہے، بارش ہوتی ہے کبھی کبھی کوئی میں آپ دیکھیں بہت تیز بارش ہوتی ہے لیکن سارا پانی ضائع جاتا ہے۔ کوئی ایک wastage کے حوالے سے، water purification کے حوالے سے، solid waste management کے حوالے سے، پلانگ، پاپلیشن اور ٹریک ان سب چیزوں کے لیے ہمارے ذہن میں کچھ طریقہ کار بھی ہے لیکن تمام stakeholders کو آنا چاہیے اور اس میں contribute کرنا چاہیتا کہ یہ ساری چیزیں ہم آگے کی طرف کچھ لے جاسکیں۔ ایک چیز پھر سے میں تھوڑا plan گا کہ obviously confidence building ہوتی ہے کہ جب تک یہم پیدا نہیں کریں گے میرے لیے سب سے بڑا challenge ہے اپنی ٹیم کے اندر پہلے confidence پیدا کرنا، پھر اس ہاؤس میں پیدا کرنا ایک trust ہے جو ہم نے پیدا کرنا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ trust ہم سب میرے پوری کوشش ہو گئے as a chief executive of the house اور جو یہ ذمہ داری province کے آپ لوگوں کے دل میں بٹھاؤں اور ایک expectation بھی deliver کرنے کی بھی کوشش کروں۔ یہ ہاؤس ہے، میں نے پانچ سال نیشنل اسمبلی میں بھی گزارے ہیں۔ اور آپ لوگوں کا ایک ایک word important ہوتا ہے۔ لیکن جس دن آپ کو یہ feel ہو کہ اس ہاں میں با تیں ہوتی ہیں کچھ ہوتا نہیں ہے۔ تو آہستہ آہستہ یہ جو نمبر ہیں، کم ہوتے جاتے ہیں۔ اسی لیے

کسی نے کہا کہ ان سیٹوں پر پھر دو تین لوگ رہ جاتے ہیں باقی کوئی ہوتا نہیں ہے اُس کی وجہات ہیں results or chief executive recommendation پر کام نہیں ہوگا ان galleries پر بیٹھے ہوئے کوئی بھی آفسر ایسا نہیں ہوگا جو یہ نوٹ کر رہا ہو کہ آج کے سیشن میں کس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق کیا بات کی گئی، اور وہ میں نے بات کی اپنے سیکرٹری تک پہنچائی اور کیا سیکرٹری نے اُس پر کوئی ایکشن لے کر پھر ہاؤس کو بتایا۔ جب یہ ساری چیزیں نہیں ہو گئی تو پھر اس ہاؤس میں کوئی نہیں آیا کرے گا۔ یہ ہم نے نیشنل اسمبلی میں بھی دیکھا ہوا ہے۔ لیکن اگر اس ہاؤس میں اُگر ایک system بنے میں تو چاہتا ہوں کہ جب provincial assembly کا ایک system ہو آپ سے بھی یہ request ہو یا جو کل کو انشاء اللہ cabinet ہو، آپ ایک system یہاں بنائیں، آپ ایسا system کا پورا کام تقریباً اُن دنوں میں یہیں سے کریں۔ یہ ممبر بھی آپ کے پاس آئیں گے آپ کے ووڑز بھی آپ کے پاس آئیں گے کام بھی ہو گا آپ ہاؤس کا حصہ بھی ہونگے اور جب آپ کی requirement house کی structure میں ہو گی آپ اپنے چمیر سے اٹھ کر تھوڑی دیر کے لیے آجائیں گے۔ لیکن اسکا structure میری آزیبل اسپیکر صاحب سے گزارش ہو گی لیکن اُس کے لیے آپ کو تھوڑا سا infrastructure ہتر کرنا پڑے گا۔ آپ کا اس موجودہ اسمبلی اور strength یا or minister یا چلانے کے لیے ناقابلی ہے۔ یہ chambers ہیں یہ waiting rooms ہیں میں آپ کو up capacity build کرنی چاہیے اور اسی ہاؤس سے چیزوں کو آگے جانا ہے۔ اور انشاء اللہ ہماری پوری کوشش ہاؤس کو گورنمنٹ respect کی جائے گی تو چیزیں ثابت ہیں۔ کیونکہ ہمارے بہت سارے ایسے ممبر ہیں جو اپنے معاملات اسی ہاؤس میں پیش کریں گے اور اسی ہاؤس سے چیزوں کو آگے جانا ہے۔ اور انشاء اللہ ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہم اپنے quality time result کو دیں اور اس کا ایک officer ہو۔ تو آج شاید اس فورم سے اگر بہت سارے ہمارے ممبر ہیں بھی رہے ہوئے جو منسٹر یا کے بھی ہیں، جب بھی session ہو، ویسے تو ہاؤس کی ذمہ داری ہوتی ہے اسپیکر صاحب پابند کر سکتے ہیں law by کر سکتے ہیں لیکن ہم بھی کریں گے کہ کریں گے اُن کو نوٹ کرنا چاہیے، اُس ممبر کا نام اور اُس issue کو نوٹ کریں، اُس issue کے لیے پھر officer یہاں بیٹھا ہو ہر session میں اور ممبر متعلقہ سے بات ایک at least grade 18, 19 کا ہے۔

اپنی رپورٹنگ اپنی منشی کو دیں۔ منشی منشی صاحب کے نوٹس میں لائے۔ منشی صاحب اُسمیں آگے اپنی daily ایک لائن پیش کریں یا سیکرٹری صاحب ہیں اور وہی لائن پر آگے کام ہویا کم از کم ہاؤس تک اُس کا جواب ضرور آنا چاہیے۔ یہ بہت ضروری ہے پھر یہ house in function ہوتا ہے۔ آپ سے request ہے کہ اپنی کمیٹیز کو فعال کریں۔ یہ کمیٹیز بہت powerful ہوتی ہیں لیکن ہمارے ہاں concept ہی کمیٹیز کا نہیں ہے۔ آپ ان کمیٹیز کو فعال کریں تاکہ MPAs اور خاص کر ہماری بینیں جو یہاں موجود ہیں ان کو بھی chance ملے تاکہ یہ اپنی بھی اور اقلیت کے ہمارے دوسرا ہے ہیں اور بہت سارے ایسے لوگ ہونگے جو cabinet کا شاید حصہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی contribution کر سکیں۔ اور اس reports lay down ہوں، اور اپنا ایک اچھا input ڈال سکیں اور ان کی باقاعدہ آئیں۔ اور reports lay down ہوں، اور اُن پر باقاعدہ بات ہو، کام ہو یہ ساری چیزیں ہوں۔ کچھ ممبرز نے بتیں کہ تھیں تو میں کوشش کر رہا تھا کہ تھوڑا تھوڑا touch کروں گا، زیادہ وقت آپ کا نہیں لوں گا۔ میرا خیال ہے عصر کا وقت بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ یوں عزیز زہری صاحب نے بھی بات start کی تھی، پہلے تو انہوں نے participation کیا، ایک حصہ تھا۔ اُسمیں آپ نے کہا ضروری ہے، ہم بڑا belief رکھتے ہیں۔ اُسمیں کیوں کہ change اگر نہیں آئے گا تو شاید بلوچستان میں بھی change نہیں آئے گا۔ لیکن mental change سب کو لانا ہے، یہ نہیں سیاسی طور پر بھی لانا پڑیگا اور ہمارے system کو بھی لانا پڑے گا۔ تو پھر جا کے۔ اور اسی طرح amendment 18<sup>th</sup> آپ نے بات کی تھی، اسکے concept کو میرا خیال ہے revisit کیا جائے بہت ضروری ہے۔ ہم amendment 18<sup>th</sup> تو کہتے بہت ہیں لیکن ہمیں اسکے حوالے سے ہماری detailing بڑی کم ہے اور ماشاء اللہ اپوزیشن اُسمیں کردار ادا کر سکتی ہے۔ اُسمبلی ایک کمیٹی بنائے جو 18<sup>th</sup> amendment revisit کرے اور چیزیں دیکھے کہ اُسمیں اور مزید کیا گنجائش بن سکتی ہے تاکہ better solve یہ سارے governance, provincial issues نے بھی اسی طرح، بالکل جی موڑوے کے حوالے سے آپ نے بات کی تھی تو ہمارا تو یہی ہے کہ پچھلے پانچ سال میں ایک کلو میٹر بلوچستان میں موڑوے نہیں بنی، یہ بد قسمتی ہے اور ہم آج پاکستان تحریک النصار کی گورنمنٹ سے عمران خان صاحب سے یہ ضرور expect کریں گے بلوچستان کے حوالے سے کہ موڑوے تو دور کی بات ہے یہاں dual carriage-way بھی نہیں ہے۔ یہاں صرف بولان کا ایک چھوٹا سا پورشن dual carriage ہے وہ شاید آٹھ، دس کلو میٹر کا ہے اُس سے زیادہ نہیں ہے باقی کہیں بھی

نہیں ہے۔ تو بلوچستان کو موڑوئے بھی دیں، بلوچستان کو dual carriage زیادہ دیں۔ plan تھا جس سے لیکر قلات تک یہ dual carriage بنے گا۔ لیکن ابھی تک کوئی خاص کام اُس پر start نہیں ہوا ہے، اس طرح جو سی پیک کا western-route تھا اس پر بھی بات ہوئی ٹوب روڈ پر ہوئی تھی coastal highway کی بات ہوئی تھی۔ high time ہے کہ اب ہمیں ان چیزوں کو implement کرنا چاہیے 100 دن کا ضرور آپ ہماری accountability بالکل کریں۔ آپ ہمارا coalition کا حصہ ہیں۔ یا رمودن صاحب نے کہا تھا ہم as coalition partner کریں گے watch کرنا چاہیے۔ ہماری بھی کوشش ہو گی ان سودنوں میں بلکہ سودن بہت دور کی بات ہے لائن آپ ایک مینے میں دے سکتے ہیں۔ لیکن لوگ آپ کی intentions کو اور آپ کے کام کے طریقے کو دیکھتے ہیں۔ اور اگر اس طریقے میں فرق نظر آتا ہے وہ دس دن میں یا ایک مینے میں بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اس گورنمنٹ کی intentions کیا ہیں۔ تو انشاء اللہ ہماری intentions ہیں چیزوں کو تھوڑا بہتر کرنے کے لیے اور اس بہتری لینے کے لیے۔ اسد بلوج صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی کہ میرے ڈسٹرکٹ سے آپ accountability کریں کسی خاص ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ہم بات نہیں کریں گے۔ لیکن yes، بلوچستان میں انشاء اللہ ہم accountability ہو گی اور یہ ہمیں کرنا پڑے گی۔ اگر ہم نے accountability نہیں کی تو ہم determine problems کر سکتے کہ ہماری mistakes کدھر ہیں، ہم کہاں ہیں۔ آتے ہیں۔ لیکن ان processes کو آنا پڑے گا۔ اور یہ آرہے ہیں اس ملک میں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چیزوں نہیں آئیں گی۔ یا ج اگر ہم نے اپنی accountability اگر خون نہیں کی۔ پانچ سال میں ہماری ایسی accountability ہو گی شاید ہم اس کا جواب بھی نہیں دے سکیں۔ فضل آغا صاحب کی بڑی اچھی بات ہے بلکہ میں تو چاہوں گا کہ جی میں اس پر ایک enquiry بھی کریں گے کہ روڈ 15 سال کی ہوتی ہے اور 2 سال بعد repair ہوتی ہے۔ عجیب سی روڈ بنتی ہیں اس صوبے میں بھی کہ شاید ایک سال پورا نہیں ہوتا۔ وہ کرپشن وجہ ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ جس طرح خالق صاحب نے کہا کہ انہوں نے تو 25% اپنی طرف سے دے دیا۔ لیکن system as یہ ملک یہ ایک صوبہ ہے یہ گورنمنٹ ہے determined کرے چیزوں کو صحیح کرے۔ ہے ہمارے ذہنوں میں process ہے اس طرح نہیں ہو گا کہ آپ ہمارا ایک plan ہے کہ بلوچستان PSDP یا عام انسان کا پیسہ ہے۔ جو ہمارے ہاتھ میں آتا ہے اور پھر ہم اسکو لوگوں کیلئے خرچ کرتے ہیں۔ میں تو کہوں کہ ہمارے MMA حضرات یہاں بیٹھے ہیں اس سے بڑی

ہماری accountability کوئی نہیں ہو سکتی، آپ اپنا پیسہ غلط استعمال کرنے اپنی نظر وہ کا غلط استعمال کر لیں۔ جو آرٹیکل آپ نے پڑھا ہے۔ وہ ایک طرح سے اسی پر ہی basic ہوتا ہے کہ اللہ نے آپ کو ایک امانت ابھی دی ہے، لوگوں کیلئے، ابھی آپ اُسکو صحیح خرچ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تمیں جتنی بہتری کریں، وہ آپ کا بھی فائدہ ہے ہمارا بھی۔ تو ہم ایک mechanism انشاء اللہ ایسا لائیں گے کہ یہ PSDP plan بھی صحیح ہو گا۔ اسکی implementation بھی ہو گی اور صرف یہ نہیں ہو گی implementation کہ ہمیں ایک کامند آجائے گا۔ اب implementation لوگ بھی بتائیں گے۔ ڈپٹی کمشنز، کمشنز کی بھی ذمہ داری XEN کی بھی ذمہ داری ہے۔ انشاء اللہ ہمارے منشز اور ہم باقاعدہ ان سے monthly بلکہ weekly ہے۔ ten days report actually picturewise video clip بھی بناؤں گے۔ آپ لوگوں کے پاس بھی جائیں، پر لیں اُس علاقے کا جائے اور ensure کرے کہ اسکیم ہے واقعی implement ہوئی ہے یا نہیں اس کا cell بنا یا جائے۔ اس کا process دیکھا جائے گا، اور میرے خیال میں سب سے بڑا کام جو اگر ہم کر گئے تو وہ ہے پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ کے اندر اگر ہم بہت تبدیلیاں انشاء اللہ لائیں گے۔ اور اُس کو بہتر بھی کریں گے۔ اور جس کی ضرورت بھی ہے۔ ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ بن گیا ہے جس کی طرف ایک تو سب کی نظریں بھی ہیں اور دوسرا شاید سب کچھ اس کے اندر ہی ہو رہا ہے۔ تو پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے اندر بہت سارے reforms کی ضرورت ہے۔ اس کو ایک ایسا structure بننا چاہئے کہ اس میں input اور control individual ہے۔ اس کی ہے کم ہو جائے گا، بالکل صحیح بات ہے۔ چار چار، چھ چھ اصلاح ایسے ہیں جہاں 10, 15, 20 ارب روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ اور ایسے اصلاح بھی ہیں جہاں شاید 10 کروڑ بھی خرچ نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ بہت نا انصافی ہے۔ ضرورت ہے ٹھیک ہے، ہمیں وہ ڈسٹرکٹس جو کمکمہ developed districts ہیں انکو کمیٹی par لانا پڑے گا۔ اور آپکو ہوا زیادہ خرچ کرنا پڑے گا۔ ہم examine کریں گے انشاء اللہ ایک کمیٹی بنائیں گے جو اس پوری PSDP review کرے جو اس ڈیپارٹمنٹ کو بھی دیکھے کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں کیا کیا چیزیں بہتر کرنی پڑیں گی۔ منگی ڈیم کی بالکل بات کی زیرے صاحب نے وہی بات ہے بالکل صحیح ہے یہاں جو ڈیز بن رہے ہیں اُنکی رپورٹ ہمیں لینی چاہئے کہ اُنکی progress کیا ہے low کیوں ہے؟ financial issue administrative ہے؟ land کا ہے کیا ہے؟ اور کوئی کے ارڈر گرد جب تک آپکے چھ سات ڈیز نہیں گے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ ہم اسکو follow up بھی کریں گے۔

اور اسکو دیکھیں گے بھی ضرور۔ ویسے تو نام اور بھی تھے ماشاء اللہ ہمارے ایک بڑے اپنے MPA ہیں، بڑے energetic ہیں مٹھا خان صاحب اور انہوں نے جو ہمیں تھوڑا انہوں نے ہمارے ایمان کو بھی جھوڑا ہے اور ہمیں وہ guide بھی کرتے ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے انکا first time frist ہے۔ شاید پہلی دفعہ آنے میں لیکن یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ان پر ہے اور ہم پر بھی ہے۔ ہم کوشش کریں گے شاید ان کو accountability cell کا head بنادیں۔ تاکہ make sure کریں کہ بلوچستان میں جو چیزیں ہیں کسی نہ کسی حوالے سے کہیں سے ہی بہتر ہو رہی ہوں۔ نصیر آباد ڈیڑھون، واقعی شناخت صاحب نے اپنے لحاظ سے ایک بات کی کہ بلوچستان کا ایک بہت بڑا زرعی علاقہ ہے اور وہاں چونکہ پٹ فیڈر ہے، دوسرے پانی کے کینالز بھی ہیں اور وہ زرعی آبادی علاقہ ہے۔ اور لوگوں کا دارود مراد total pani پر ہے۔ اور وہاں ایک بہت بڑا main issue ہے۔ اور بہت اچھی بات identify ہوئی کہ جب آپ کی economics ختم ہوتی ہے۔ جب لوگوں کے پاس روزگار ختم ہوتا ہے۔ تو وہ divert ہوتا ہے law and order پر natural law ہے بڑا۔ اگر اس پاپلیشن کا 10 فیصد بھی جو کہ بہت کم ہے۔ لیکن اس population پاپلیشن کا 10 فیصد بھی اگر law and order کی طرف جاتا ہے، تو پھر آپ کا پورا system خطرے میں پڑ جاتا ہے کہ صرف وہاں لوگوں کی معيشت میں problem آ رہا ہے۔ تو انشاء اللہ اس issue کو چیف سیکرٹری صاحب کو ویسے ہی میرا خیال ہے اس حوالے سے، مینگ کے حوالے سے بات ہوئی تھی، ہم مینگ کب کریں گے۔ سندھ گورنمنٹ کے ساتھ کرنا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ کرنا ہے یا اریکیشن خود اپنے آپ کو بہتر کرنا ہے۔ اریکیشن ڈیپارٹمنٹ ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جس نے perform ہر حال میں کرنا ہے دیکھیں اب وہ time ٹھیک ہے ہمارے دوست نے کہا کہ پہلے فلاں آئے اور بعد میں فلاں آئے hope । اب اسی طرح اسی طرح کسی اور کے پاس نہ چلا جائے۔ لیکن جہاں بھی جائے گا اس ڈیپارٹمنٹ میں بہت کام کرنا ہے کیونکہ بہت بڑا ڈیڑھون اور اس کا انحصار بلوچستان پر بھی پڑتا ہے۔ ہم نے اس کو بہتر کرنا ہے۔ اگر اس desilting کرنی ہے اگر اس کے کینال system کو دیکھنا ہے، اسکے water discharge کو دینا ہے۔ اگر اپنا share ہے جو ہمارا بتتا ہے 6 thousand 5 hundred 8 کا ہے 3 thousand 3 hundred ڈیپارٹمنٹ سے اس کو ہم نے seriously take up کرنا ہے، کیونکہ ادھر ایک بہت بڑی پاپلیشن ہے

اور اُس پاپولیشن کے پاس ذریعہ معاش کوئی اور نہیں ہے بلکہ total dependency پانی کی طرف ہی ہے۔ شاہوانی صاحب نے ایک بات کی کہ coal mines جو آج کل بڑا issue چل رہا ہے۔ ماں ڈیپارٹمنٹ ایک بڑا neglected ڈیپارٹمنٹ رہا ہے بلوچستان میں۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ حالانکہ وہ بلوچستان کو بہت رائیئلی اور روینود دیتا ہے۔ جیسے آپ دیکھیں ایک پیچر میں، ایکریکچر کا لیکپس ہمیں اتنا نہیں ملتا لیکن ہم agriculturists کو compensate کرتے ہیں۔ ہم dozer hours دیتے ہیں۔ ہم انہیں فریلاائزر میں سب سیڈی دیتے ہیں۔ میرے خیال سے یہ ایک سیکٹر ہے جس کو بلوچستان میں focus کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہمارا بہت بڑا area ہے۔ یہاں coal mines بھی ہیں یہاں chromite mines بھی ہیں یہاں marble کی چل رہی ہیں اور یہ بہت بڑا روزگار بھی بلوچستان کے لوگوں کو دیتی ہیں لیکن facilitation کچھ نہیں ہے کوئی ذمہ داریاں اُن پر بھی بنتی ہیں لیکن کچھ سرکار پر بھی بنتی ہے۔ دنیا میں یہ concept کہیں پر بھی نہیں ہے کہ آپ infrastructure کو expect کریں کہ وہ ان چیزوں کو خود دبیلپ کریں۔ ہم روڈز بناسکتے ہیں۔ ہم مشینری میں subsidized-rate دے سکتے ہیں۔ ہم بہت سارے اور factors کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ تاکہ اُن کے put out پر فرق آجائے۔ اُن کا put out definitely revenue ہمارا ہوتا ہے۔ اور پھر کل کو آپ taxation یا پھر rate بھی fix کرنے ہیں یا بڑھانے ہیں تو وہ بھی آپ بڑھاسکتے ہیں۔ اور اس طرح واقعی ایک بڑا صحیح کوئٹہ کا area A اور ہمارے جو counter terrorism department کے حوالے سے بھی چیزیں ہیں۔ ان jurisdiction کو بھی تھوڑا کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ law A area سے implicate کر رہی ہیں law B area سے ہو جاتا ہے۔ پھر B area میں نہیں جاسکتے ہیں وہ پولیس تک محدود ہو جاتے ہیں تو B سے پھر counter terrorism والے پھر B area سے legal point of ambiguity cirminal cases کے حوالے سے چیزیں میں بڑی view سے پھر بہت ساری ایسی چیزیں اور عناصر ہیں جو شاید اُنکو ایک free access مل جاتا ہے۔ چھٹکارا اُنکا ہو جاتا ہے۔ تو میرے خیال سے ہم نے اپنے manifesto میں ایک بڑا point ہے۔ ہم نے اس لیویز اور پولیس structure کے حوالے سے ایک ایسا mechanism develop کرنا ہے جو اسکے اندر بہتری لاسکے، اس کے laws میں بھی ہو سکتے ہیں ان کے common overlapping جو systems ہیں اُن میں بھی ہو سکتا ہے۔ وہ طریقہ کا رکھی بن سکتا ہے۔ سی پیک کا گورنمنٹ آف بلوچستان نے

ایک بڑی کمزوری ہماری رہی کہ ہم نے یہاں ایک باقاعدہ focus ٹیپارٹمنٹ یا سیشن ہونا چاہیے سی پیک کا۔ دیکھیں سی پیک لفظوں میں تو بڑی ایک simple سی چیز ہے۔ لیکن اس کی implications اس کا plan یا strategy یہ بہت محنت مانگتی ہے۔ یہ صرف نہیں کسی پیک آرہا ہے۔ سی پیک اس طرح نہیں آتا اگر سی پیک آبھی جاتا ہے تو ہمارے پاس کیا طریقہ کار ہے۔ کیا ہم government as a Nation, as a Balochistani ready to absorb fruits of Nation کے لیے یہیں کیا ہم mechanisms کے لیے ready ہیں۔ تو ہمیں ایک delegation کے لیے یہیں سیکلشن بنانا پڑے گا۔ ایک سیکلشن بنانا پڑے گا جو سی پیک سے related ہو۔ جو daily basis پر ہو۔ جو ideas float کریں جو interactions کریں۔ بڑا پر کام کریں۔ جو ہمیں simple delegation کے میرا خیال ہے ہم گورنمنٹ آف بلوچستان ہمیں سینئر آفیسرز کے ہے۔ یہ آپ کام کریں۔ لیکن ان سے آپ یہ confirmation لے کر آئیں کہ آپ یہ جو سی پیک لے کر کر کے وہاں رہ کے آئیں۔ لیکن ان سے آپ یہ relation میں یہاں کیا چیزیں آرہی ہیں؟ اور آپ ہمیں اس کی blizeng کے لیے اور اس کی preparation کے لیے اور اس کو absorb کرنے کے لیے آپ ہمیں human development کریں گے۔ ہو سکتی ہے technical assistance assist ہو سکتی ہے financial assistance ہو سکتی ہے。 لیکن ہم بس انتظار میں ہیں کہ سی پیک ایک شاید موسم کی بارش ہے۔ جس نے بس آنا ہے اور انتظار میں ہیں کہ وہ جب برسے گی تو پھر کیا ہو گا دیکھا جائے گا۔ اس طرح نہیں ہے۔ ہمیں ایک سی پیک سیکلشن بنانا چاہئے ہمیں ایک سینئر یورڈ کریٹ most with few Consultants ہے۔ ہم اس کے ساتھ coordinate کرنا چاہئے، تاکہ پھر ہم اسکو اسی basis پر وفاق کے ساتھ کریں۔ اور اس حوالے سے ہمارے ذہن میں ہے کہ بلوچستان گورنمنٹ انشاء اللہ کوشش کرے گی۔ کہ ہم اسلام آباد میں انشاء اللہ موقع ملا ہم ایک mini-secretariat بنانے کا ہمارے ذہن میں ایک idea ہے۔ چیف سکرٹری صاحب اس پر تھوڑا plan بھی کریں گے۔ کہ ازم چھ سے سات آفیسرز آپ کے اسلام آباد میں ایسے ہوں جو بلوچستان کے subjects, issues, follow-up's کو daily basis پر وہاں کے منشیز کے ساتھ follow up کریں۔ اب یہاں سے دو منشیز مہینے بعد چلے جاتے ہیں

گھوم کر واپس آجاتے ہیں۔ files NFC رہ جاتا ہے، CCI کے matters رہ جاتے ہیں۔ ECC میں کیا ہورہا ہے وہ پتہ نہیں ہے۔ پھر ہم مینے بعد چلے جاتے ہیں۔ ایک سیکرٹریٹ گورنمنٹ آف بلوچستان کا ہوا تھیں ایک سینٹر گریڈ کا آفیسر ہو، 19 کا ہو، 20 کا ہو، اُسکے ساتھ جو نیز آفیسرز ہوں۔ اور ایک سیکرٹریٹ ہونا چاہئے۔ اور بلوچستان گورنمنٹ، منستریز اور پارلیمنٹ ان سب کے جو issues ہیں، اُس سیکرٹریٹ کے through follow up timely, speedily حوالے سے follow کریں اور ادھر لے آئیں (ڈیک بجائے گئے)۔ پھر ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ جی! بلوچستان اپنی چیزوں کو follow نہیں کر سکتا۔ ٹھیک ہے ہمیں capacity کا issue ہے۔ ہم اُسکو come out انشاء اللہ کریں۔ لیکن جن کے پاس capacity ہے، انکو بھی انشاء اللہ کرنا ہو گا۔ اور اس کی ترتیب بھی انشاء اللہ ہم بنائیں گے۔ سریاب کویں نے complete کر لیا تھا جی آپ کے بعد کسی نے تقریر نہیں کی۔ اور باقی کچھ ایسی تقاریر تھیں جن میں کچھ point شاید رہ گئے ہوں۔ کچھ بالکل points الگ سے ہیں کہ یہ ہم سب کا بلوچستان ہے۔ ہاں یہ واقعی ٹھیک اللہ نے قدرت نے طریقہ ہمیں ایک culture دیا ہے۔ ہمیں ایک اپنی شناخت دی ہے، ہم پڑھان بھی ہیں، ہم بلوچ بھی ہیں، ہم ہزارہ بھی ہیں، پنجابی بھی ہیں， settler بھی ہیں، جو بھی آپ سمجھ لیں یہ ساری چیزیں ہم ہیں۔ لیکن یہ ہماری شناخت ہے۔ اور ان سے ہم پہچانے جاتے ہیں۔ اور ہمیں اپنے culture پر خوبی ہونا چاہئے۔ دنیا میں آپ کہیں بھی چلے جائیں، یورپ چلے جائیں، دنیا کے ہر خطے میں، چاننا چلے جائیں جاپان میں چلے جائیں۔ جاپان سے زیادہ sophisticated, highly modernized business میں اُن کی اور ترقی یافتہ ملک بہت کم ہو گا۔ لیکن آج بھی اُن کی family way of working میں گا۔ ہم شاید اپنے culture سے تھوڑا سا اپنے کو feel کرتے ہیں کہ ہم شاید عجیب سے دیکھے جائیں گے۔ لیکن کہیں بھی آپ جائیں۔ آپ Arab countries میں جائیں۔ اُن کو جن چیزوں پر اپنا براہ proud ہے بڑا فخری دکھاتے ہیں۔ اپنی language پر اگو بڑا فخر ہے۔ اپنے dressing پر بڑا فخر ہے ہمیں بھی ہونا چاہئے۔ ہم اپنی ہر society کی چیزوں پر ہونا چاہئے۔ لیکن یہ چیزیں ہماری ترقی کو خیم نہ کریں۔ ہم اکو enjoy کریں۔ ہمیں اُنکو promote بھی کرنا چاہئے، اور ہم کرتے بھی ہیں۔ لیکن progress میں، prosperity میں اگر یہ حائل ہو جاتی ہیں پھر یہ قوموں کو لے کر ڈوب جاتی ہیں۔ اور ہمارے ساتھ شاید یہی ہوا ہے۔ ہم ابھی تک یہ identify نہیں کر پائیں کہ ہم کسی society کا حصہ بننے جا رہے ہیں۔ ہم اپنے میں رہیں یا کسی اور

culture میں جائیں۔ کوئی اور adopt کریں۔ modern cultures۔ یورپ آپ جائیں۔ یورپ میں آپ فوڈ کلچر، آج کی اس modern-age میں بھی وہ اپنا فوڈ کلچر نہیں چھوڑ رہا ہے۔ وہ اپنی traditions کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ وہ اپنی بہت ساری چیزوں کو بالکل نہیں چھوڑ رہے۔ تو ہمیں بھی اپنی چیزوں کو اجاگر کرنا چاہئے اُس پر ہمیں pride-feel کرنا چاہئے۔ لیکن ہمیں at the same time اپنے صوبے میں ایک اچھا ماحول بھی بنانا چاہئے۔ اور باقی چیزیں تقریباً قریب ہیں۔ لیکن میں آج کے پہلے دن کی اس تقریر میں ضرور، میں ایک gratitude پیش کرنا چاہتا ہوں ان سالوں میں بلوچستان نے بڑا نقصان کھایا۔ بلوچستان میں بہت ساری جانوں کا ہمیں نقصان ہوا۔ میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ ان میں ہمارے درکر بھی تھے ان میں ہماری پارٹی کے لوگ بھی تھے ان میں ہمارے اداروں کے لوگ بھی تھے ان میں پولیس بھی تھی ان میں ہیڈ ماسٹر بھی ہو گا۔ ڈاکٹر بھی تھا۔ ہماری کیمونٹیز تھیں، سب لوگ تھے ہزارہ کیمونٹی تھی individually۔ بہت سارے تھے۔ یعنی کہ میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ جی ہم سب تھے اور سب کا نقصان ہوا۔ حالیہ آپ دیکھیں مستونگ کا واقعہ ہوا شاید پاکستان کی ہسٹری میں ایک incident میں 250 سے زیادہ لوگ جن کی اموات بہت کم ہوئیں یہ بھی ایسے لوگ تھے تقریباً زیادہ تر شہروں کے غریب لوگ یہاں سے گئے تھے ایک جلسے میں شرکت کرنے گئے تھے۔ تو ہم نے ایسا نقصان بحیثیت پاکستانی دیکھا۔ ہر کیمونٹی میں ہم نے دیکھے لیکن ہمیں ایک سوچ پیدا کرنی ہے۔ کہ ہمارا نقصان جو ہو رہا ہے وہ شاید ہماری غفلت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہم میں ضرور ایسی کمزوریاں کوتا ہیاں ہیں جن کو ہم نے وقت کے ساتھ صحیح نہیں کیا۔ تو اس دن کے حوالے سے ہم اُن تمام شہداء کو جنہوں نے اس ملک کیلئے، ہماری اور آپ کی زندگیوں کیلئے یا اپنے جس کام کیلئے انہوں نے جو اپنا خون کا نذرانہ پیش کیا ہے ہم انکو سلام پیش کرتے ہیں۔ ہم اُن کیلئے دعا گو بھی ہیں اللہ تعالیٰ اُنکے درجات کو بلند کرے۔ اور ہمیں آنے والے وقوتوں میں ان چیزوں سے دور رکھے اور ہماری حفاظت بھی کرے۔ آخری پوائنٹ چونکہ ہمارا important ہو اسکے بھی تھا۔ اور خاص کر ہماری اپوزیشن کی طرف سے تھا اور بحیثیت basic question ہو کوئی ایجاد ابھی ہے اور انشاء اللہ اپوزیشن یہ سمجھے کہ آپ کے ایجادے کے حوالے سے ہم اس issue پر بلوچستان عوامی پارٹی نہ صرف بلوچستان کے اندر رہتے ہوئے بلکہ انشاء اللہ وفاق کے حوالے سے ہم اس August House کے حوالے سے اپنا clear message بڑا کروانا چاہتے ہیں کہ ہماری contribution ہماری support کا ہر فورم پر انشاء اللہ اس پر ہوگی۔ اور انشاء اللہ آپ اس پر ثابت طریقہ کار بھی ضرور دیکھیں گے کیونکہ ہم نے اگر چیزوں کو بہتر کرنا ہے یا ہم نے as a definitely

کچھ رکھنا ہے کیونکہ اگر ہم ان standers کو، ان lines کو بھی ہم draw کریں گے۔ کیونکہ ہم نے آنے والے systems میں کچھ lines-draw کرنی ہیں تاکہ ہم ایک سسٹم کے اندر ایک اچھے شہری کی صورت میں سب کے equal rights ہوں۔ اُس کی طرف آگے چلیں۔ وہ بھی ہماری بہت بڑی ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے سارے ایسے پوائنٹس ہیں جو شاید رہ گئے ہوں۔ چونکہ زیادہ وقت بھی اجازت دیتی نہیں ہے۔ میں ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا گو بھی ہوں اور آپ لوگوں کی support بھی بہت ضروری ہے۔ بلوجستان عمومی پارٹی اور اس کے coalition ایک شوق، ایک جذبہ ہو۔ وہی جذبہ جو آپ کے اندر بھی ہے۔ ہمارا جذبہ آپ سے کچھ الگ نہیں ہے۔ یقینی طور پر آپ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اُن کے امیدوں پر ادھر آئے ہیں۔ اور لوگوں کی آپ سے بہت ساری توقعات ہیں۔ کسی کی سیاسی توقعات ہوں گی۔ کسی کی ضروری توقعات ہوں گی۔ ہم سے بھی اُسی طرح اور آپ کی یقینی طور پر مجھ سے بھی ہیں۔ یہ مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ کوشش انشاء اللہ پوری ہوگی۔ انسان complete ہر انسان کوتا ہیوں سے، خامیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ انسان عقل کل بھی نہیں ہے۔ یہاں آپ کا مشورہ بھی ضروری ہے ہمارے لئے۔ آپ کی support بھی ضروری ہے guide-line کے بعد ایک ذمہ داری بھی کی ضروری ہے۔ انشاء اللہ oath as a Chief Minister کے بعد ایک ذمہ داری بھی ملے گی۔ نیت ہماری ہے کام کرنا ہے، اچھا کام کرنا ہے، بہتر کرنا ہے اور ایک message بھی جائے ہر جگہ کہ ہماری ٹیم میں بھی جو ہوگا اُن سب نے کام کرنا ہے۔ ایک صاف انداز میں کرنا ہے۔ ایک اچھے انداز میں کرنا ہے۔ مااضی میں ٹھیک ہے کوتا ہیاں ہر جگہ جو بھی ہوئی ہیں اُن کوتا ہیوں کا ایک subject totally different ہے۔ اُسکو بھی ہم re-visit کریں گے۔ لیکن آپ ہمارے اچھے officers ہمارے ہیرو کریمی میں ہیں۔ ہمارے Judiciary میں بھی ہیں۔ ہمارے اپنے سسٹم بھی ہیں ہمارے پارٹی ورکرز بھی ہیں۔ اچھے لوگوں کو اپنی کارکردگی سامنے لانی ہوگی۔ ہم نے contribute کرنا ہے صوبے کے لئے کرنا ہے کیونکہ آج یہ شہراگر بہت اچھا ہوتا تو اس کا فائدہ بھی ہوتا ہم ایک اچھے ماحول میں پھرتے ایک اچھے شہر میں پھرتے لیکن آج اگر اس شہر کی صورتحال خراب ہے تو ہمیں بھی discomfort ہوتا ہے آپ کو بھی ہوتا ہے بلوجستان کے ایک عام شہری کو بھی ہوتا ہے اس شہر کے رہنے والے کو بھی ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں بہت بھی دے کر اُس کی بہت کے بغیر اور اُس توفیق کے بغیر یہ کام بھی ناممکن ہے۔ اور آج کے حوالے سے یہ بہت بڑا دن ہم سب کے لئے ہے کہ ہم اپنی شروعات ایک اچھے آغاز سے کریں۔ تقدیم کریں

بالکل کریں، یہ گورنمنٹ سے گی آپ کی تقید آپ کے ہر اچھے پوائنٹ پر آپ کے ہر Positive way کو ہم انشاء اللہ initiate کریں گے اور آپ کو on-board بھی لیں گے کہ ہم اُس ٹاپ کی حکومت بنانے نہیں آئیں کہ جہاں ہم یہ سمجھیں کہ ہر کام ہم نے خود کرنا ہے۔ ہم سب نے مل کے کرنا ہے یقینی طور پر اس پر boycotts بھی آئیں گے۔ اس میں اختلاف بھی آیا گا اس میں debates بھی آئیں گے۔ اور یہی سیاست کا حصہ ہے۔ یہی اس ہاؤس کا ایک حصہ ہے۔ ان میں یہ سب چیزیں ہو گی۔ ان میں نرمی بھی ہو گی، گرمی بھی ہو گی تجاویزات بھی ہوں گی۔ لوگوں کا داپس آنا بھی ہو گا۔ اسکو بہتر بھی ہم نے کرنا ہے۔ آپ سب کا بہت بہت شکر یہ۔ اللہ حافظ۔ پاکستان زندہ باد۔ بلوچستان پاکنده باد۔ (ڈیک بجائے گئے)  
(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکر یہ جام صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کیں، بلوچستان کے different issues کو آپ نے discuss کیا اور انہیں solve کرنے کے حوالے سے اچھی باتیں کیں۔ اب آتے ہیں ایک قرارداد کی جانب، اگر اس بابت ایوان کی رائے حاصل ہو تو مذکورہ قواعد کو exempt کرتے ہوئے معزز اراکین اسمبلی کی جانب سے مشترکہ مدتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ ہاں یاناں میں آپ لوگ آواز دیں۔ مذکورہ قرارداد کو پیش کرنے کے لئے ایوان کی رائے حاصل ہوئی ہے۔ لہذا محکمین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مدتی قرارداد پیش کرے۔

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مشترکہ مدتی قرارداد مجاہب:- میرانام ہے، سید محمد فضل آغا صاحب، مولوی نور اللہ صاحب، عبدالواحد صدیقی صاحب، یونس عزیز ہری صاحب، حاجی محمد نواز صاحب، اصغر علی ترین صاحب، ثناء اللہ بلوج صاحب، میر حمل کشمکشی صاحب، اختر حسین لانگو صاحب، نصیر احمد شاہوی صاحب، سید احسان شاہ صاحب، سردار مسعود لوی صاحب، اصغر اچھری صاحب، زمرک خان اچھری صاحب، ملک نعیم خان باڑی صاحب، دیش کمار صاحب، ڈاکٹر ربابہ خان صاحب، زینت شاہوی ایڈو وکیٹ صاحب، شکیلہ نوید صاحب، زبیدہ اللہ داد صاحب، بانو صاحب، بشری رند صاحب اور ما جہیں شیران صاحب، اراکین اسمبلی۔ جناب نصر اللہ زیرے صاحب نے گلہ بھی کیا ہے کہ اُنکا نام نہیں ہے۔ اُنکا نام بھی شامل کیا جاتا ہے۔ قرارداد یہ ہے کہ

-----(مداخلت)

میر سعید احمد کھووسہ:

جناب اسپیکر مشترکہ قرارداد ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آپ بیٹھ جائیں۔ پہلے قرارداد پیش ہو۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

یہ ایوان ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں حضور اقدس ﷺ کی شان میں تو ہین رسالت پر مشتمل گتناخانہ اور اشتغال انگیز خاکوں کی نمائش کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے جو کہنا قابلِ معافی جرم ہے۔ اس سے مسلمانوں کو شدید کھنچا ہے۔ مسلمان اللہ کے آخری نبی شعائر اللہ اور شعائر اسلام کی تو ہین کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔ اس ناپاک اور اسلام دشمن منصوبے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مغرب کے اس اقدام سے نہ صرف عالم اسلام کے مذہبی جذبات مجرح ہوئے ہیں بلکہ عالم اسلام کو اشتغال دلانے کے متزادف ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مغرب کے اس قسم کے مذموم مقاصد کو روکنے کے سلسلے میں ضروری اقدامات کرے۔ اور حکومت پاکستان عالم اسلام کو متحد کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرے۔ اور بین الاقوامی دُنیا کو اس بات پر آمادہ کرے کہ ایسی مذموم حرکت بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحده کے چارٹر کے تحت قبل مواخذہ جرم ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محکمین اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ:

میری بھی خواہش ہے کہ اس کو ایوان کے تمام اراکین کی جانب سے مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محکمین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب ثناء اللہ بلوچ۔

اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

میرے خیال میں جو admissibility ہوتی ہے۔ جس پر کوئی اختلاف رائے ہو یا اس پر کوئی دہری رائے پائی جاتی ہو۔ اس پر کوئی دہری رائے نہیں ہے۔ پورے ایوان نے اپنی طرف سے ایک مشترکہ نہیں قرارداد ہے۔ متن اُسمیں بالکل درج ہے اور اسی متن کو من و عن تمام اراکین اُسمیں اپنی طرف سے منظور کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ۔ آیا مشترکہ نہیں قرارداد منظور کیا جائے؟ مشترکہ نہیں قرارداد منظور ہوئی۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

میں محترم قائد ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں سنچال لی ہیں۔ میرے پاس ایک PPHI کے ایک پلائیز کی اپیل ہے۔ جو گزشتہ چودہ سال سے ملکہ صحت میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کوئی چوبیس سے زیادہ اراکین اُسمیں نے اس پر دستخط بھی کیتے ہیں۔ اور یہ کوئی 1800 کے قریب ملاز میں ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

جامع کمال صاحب ابھی قائد ایوان مقرر ہوئے ہیں اگر اس کو next اجلاس کے لئے رکھ لیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

جب وہ منتخب ہوئے ہیں تو ہم انکو پہلی ذمہ داری سونپ دیں، بہت ہی اہم ہے۔ اخبارہ سوملاز میں کی ملازمت کا مسئلہ ہے۔ بالخصوص چودہ پندرہ سال سے PPHI میں ان کی خدمات ہیں۔ لہذا اس پر چوبیس اراکین اُسمیں کے دستخط ہیں۔ میں آپ کو یہ پیش کرتا ہوں اسی امید کے ساتھ کہ یہ پورے بلوچستان کے ملاز میں کا مسئلہ ہے، تمام اضلاع میں، کسی ضلع میں کسی میں 70 کے قریب ملاز میں ہیں۔ تو اس پر آپ کی اور آپ کی حکومت کی توجہ چاہئے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

نصر اللہ صاحب مہربانی کر کے تھوڑا سا مختصر کر دیں۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:**

جناب اسپیکر! میری قائد ایوان صاحب سے صرف یہ request ہے کہ جو ہشتنگر دی کے واقعات ہوتے ہیں، قائد ایوان صاحب! آپ کی توجہ چاہئے۔ جو ہشتنگر دی کے واقعات ہوتے ہیں اُن میں جو لوگ شہید ہوتے ہیں جو زخمی ہوتے ہیں، اُن کا last Assembly میں قانون بھی منظور ہوا ہے۔ لیکن اتنی پیچیدگیاں ہوتی ہیں کہ انہیں معاوضہ نہیں ملتا۔ اب 25 جولائی کو میرے حلقة کے پونگ اٹیشن پر حملہ ہوا جس میں 35 کے قریب لوگ شہید ہوئے۔ وہ بیچارے ابھی تک در بدر ہیں۔ اُس سے پہلے مستونگ کا واقعہ ہوا اُس سے پہلے اور واقعات ہوئے ہیں۔ تو kindly آپ ہوم ڈپارٹمنٹ کو متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو یہ ذرا جلدی کر دیں تاکہ شہداء کے لواحقین کو اور زخمیوں کو compensation کی رقم بروقت ملے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

نصراللہ زیرے صاحب! مہربانی کریں آذان ہونے والی ہے ہمارے پاس ٹائم بہت کم ہے۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا:**

جام صاحب سے گزارش ہے چیف سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ نے، BDA میں جتنے بھی ملازمین تھے عارضی، انکو مستقل کرنے کیلئے منظوری دے دی تھی، سمری تیار ہے چیف سیکرٹری صاحب کے دفتر میں پڑی ہوئی ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ وہاں انجینئر زبھی ہیں دوسرا لوگ بھی ہے پچھلے پندرہ، بیس سالوں سے کام کر رہے ہیں چونکہ گورنمنٹ approve بھی کی ہے سمری پڑی ہے چیف سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ وہ سمری نکال کر کے ان کو ریکوائر انز کیا جائے۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

مہربانی آغاز جان۔ اب میں گورنر آف بلوچستان صاحب کا انگریزی حکم نامہ پڑھ کر سننا تا ہوں۔

### ORDER

In exercise of the powers conferred upon me by Article 109 (b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Mohammad Khan Achakzai, Governor of Balochistan hereby order that on conclusion of business the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall

stand prorouge on Saturday the 18th August, 2018.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بج 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



18 آگسٹ 2018ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

134